ان اللہ بعث النبی الامی القرشی سید العرب والعجم الی الجن والانس



جسمیں

اسلام کی حقانیت اور آنحضرت صلعم کی نبوت عقلی دلائل سے ثابت کیگئی ہے

من تصنیف لطیف

عالم باعمل فاضل بی بدل جناب مولوی محمد صدر الدین خان صاحب مرحوم متوطن کاکوری ضلع لکھنؤ

۱۹۱۶ء

در مطبع مشیر دکن حیدرآباد مطبوع شد

فہرست مضامین سوانح عمری

فہرست مضامین مرقع تصویر پیغمبری

ڈیڈیکیشن

به پیشگاه اعلیحضرت قدر قدرت سایه ایزدی رحمت دارا دربان فریدوں فرمان جمشید پایه ایزدی سایه ہز ہائینس نواب میر عثمان علیخان بہادر ۔ جی ۔ سی ۔ ایس ۔ اے مظفر الممالک ۔ نظام الملک ۔ نظام الدولہ ۔ فتح جنگ سپہ سالار دکن آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ ۔

از

خاکسار مصنف

طغرائے افتخار

یعنی
نیم سرکاری پیشی صدرالمہام صرف خاص پیشی خداوندی مورخہ ۴ ۱۷ امرداد ۱۳۲۴ف

نشان (۲۳۸)

خدمت مولوی احسان الدین صاحب

مرقع تصویر پیغمبری آپ کی والد مرحوم کی مصنفہ پیشگاہ اقدس واعلیٰ میں گذرانی گئی تھی ارشاد مبارک شرف صدور پایا ہے کہ نام مبارک سے ڈیڈیکیٹ کرنے کی منظوری دیجاتی ہے کتاب مرسلہ واپس ہے ۔

مثرحدستخط

مرلیدھر

صدرالمہام

عرض حال

یہہ کتاب مرقع تصویر پیغمبری ایک عرصہ ہوا جناب والد قبلہ مرحوم نے تحریر فرمائی تھی کئے مرتبہ قصد ہوا کہ حیدرآباد آکر پیشگاہ اعلیحضرت بندگانعالی میں پیش کریں۔ لیکن عوارض جسمانی اور شدید امراض سے مجبور رہو گئے اور یہاں آکر پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اسلئے یہاں کے اعلی احکام سے مراسلت ہوی۔ اونہوں نے کتاب طلب کی لیکن افسوس کہ جام حیات لبریز ہو چکا تھا بھیجنے کی نوبت نہیں آئی اور عرضداشت معہ کتاب جناب قبلہ مرحوم کے کاغذات میں برامد ہوئے۔ چنانچہ میں نے اپنی درخواست کے ساتھہ یہہ کتاب اور عرضداشت باظہار حالات عالیجناب رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری صاحب صدر المہام صرف خاص مبارک کے خدمت میں پیش کی۔ اور حسب عرضداشت جناب قبلہ مرحوم اعلیحضرت بندگانعالی کے نام مبارک سے ڈیڈیکیٹ کرنے اور مصارف طبع کی استدعا کی۔ چنانچہ ہر دو استدعائیں منظور ہوئیں جو اس ریاست ابد قرار کے علمی قدر افزائی کے عین دلیل ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کتاب کے ساتھہ جناب قبلہ مرحوم کے مختصر حالات زندگی بھی تحریر کر دیجائیں تاکہ یادگار رہیں اور اعقاب کے لیئے سبق آموز۔

اگرچہ جناب قبلہ مرحوم نے اپنے جد امجد خان بہادر مولوی خلیل الدین خاں صاحب مرحوم سفیر شاہ اودہ اور اپنے والد مولوی رشید الدین خاں صاحب مرحوم سیول جج و ناظم خفیہ پولیس ریاست اودہ کے سوانح عمری خود تحریر فرمائے تھے جو علیحدہ طور پر طبع ہو گئی ہے لیکن آپ کے حالات کے ساتھہ بھی آپ کے خاندانی حالات کا مختصر

طور پر تذکرہ کر دینا ضروری تھا اسلئے خاندانی حالات بھی مختصر طور پر اسی ضمن میں تحریر کر دیگئی ہیں چنانچہ ان ہر دو کی ترتیب نہایت محنت سے برادر عزیز مولوی مشیر الدین خان نے کی ہے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔

حیدرآباد دکن

احسان الدین

مختصر حالات

حوادث اور تغیرات عالم اس امر کی شاہد ہیں کہ اس عالم میں ہر چیز کو فنا ہے اور باقی رہنیوالی وہی ذات واجب الوجود ہے جو لائق عبادت اور قابل پرستش ہے۔ آیۃ کریمہ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

موجودات عالم پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک معمولی ذرہ سے لیکر شجر۔ حجر۔ آفتاب ماہتاب سب اوسی قادر مطلق کی زیر فرمان ہیں اور جو جو خدمات اون کے سپرد کی گئی ہیں اون کے بجا آوری مین مصروف اور اوس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں سربسجود ہیں۔ ایسلئے انسان جو موجودات عالم میں سب سے بڑا مظہر الہی ہے اوسپر خداوند کریم کی اطاعت اور فرمانبرداری سب سے زیادہ لازمی ضروری ہے۔ آیۃ کریمہ۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝

شعر

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری

این ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

لیکن انسان کے پیدائش کی غرض محض اطاعت اور فرمان برداری ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس فرمانبرداری کی غرض و غائت بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝

یہہ ایک ایسا مخفی راز ہے کہ انسان اوسپر حاوی نہیں ہوسکتا ہے اور اوس سے

خدا ہی واقف اور علیم ہے۔ آیتہ کریمہ

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

جب اس تماشہ گاہ عالم کی یہہ حالت ہے اور حوادث کے تغیرات کی یہہ کیفیت۔

شعر

پتلی والوں کے سی چادر ہے حجاب ہستی
سب اوس ہری کے کرشمہ ہیں او ہر کچھ بھی نہیں

تب انسان کی ہستی اور اوس کا وجود اس عالم میں مثل حباب کے ہے۔ وہ پیدا کیا گیا۔ زندہ رکھا گیا۔ فنا کردیا گیا۔ یہہ کیوں۔ اور کسلیئے۔

شعر

گل راچہ مجال است کہ پرسد ز کلال
از بہر چرا سازی و چہ می شکنی

اس کی اصلی تہہ تک پہنچنا انسانی علم اور عقل سے باہر ہے ایسلیئے کہ اوس کا علم اور عقل محدود ہی ورنہ اگر انسانی علم وسیع ہوتا تو۔ علماء۔ حکما۔ فلاسفرس میں کبہی اختلاف رائے اور خیالات نہوتا۔ آیتہ کریمہ۔

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

تاہم انسان کو جسقدر علم کی روشنی اور عقل کی رہنمائی عطا کی گئی ہے اوس کے لحاظ سے اوسپر اس عالم فانی کے ہر چیز پر غور کرنا اور سمجھنا ضروری ہے تاکہ اوس قادر مطلق کی عظمت و بزرگی اور کبریائی دل نشین ہوجائے جب ہمکو غور کرنے کے لیئے سمجھ اور دیکھنے کے لیئے آنکھیں عطا کی گئی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اون سے کام نہ لیں ورنہ اوس قادر مطلق کے ان نعمتوں کے حد درجہ ناشکر گذاری ہوگی۔ آیتہ کریمہ

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا لَهُمْ اٰذَانٌ

لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل واولئک ھم الغفلون
بہرحال انسان کو ہر حالت میں اوس قادر مطلق کا مطیع اور فرمان بردار ہوکر رہنا چاہیے
اور ہر حالت میں اوس کی اطاعت اور فرمان برداری سے سر مو تجاوز نہیں کرنا چاہیے
ورنہ حشر میں انسان کے ساتھہ اوس کی بداعمالی زبان حال سے اوس کی سرکشی اور
بغاوت کی شاہد ہوگی۔

شعر

یاد داری کہ وقت زادن تو — ہمہ خندان بودند تو گریان
آنچنان زی کہ بعد مردن تو — ہمہ گریان شوند تو خندان

حقیقت یہہ ہے کہ وہ انسان۔ انسان کامل ہے جس کو یہہ مرتبہ حاصل ہوا اور مبارک
ہے وہ انسان جس نے اپنی تمام عمر خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گذاردی
اس عالم میں بڑے بڑے علما اور حکما پیدا ہوئے اور پیوند زمین ہوگئے بڑی بڑی
سلطنتیں قائم ہوئیں اور نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ خاندان کے خاندان
مٹ گئے کوئی نام لیوا نہ رہا لیکن اب ان لوگوں کے صرف کارنامہ اور یادگارین
اگر زمانہ کے دست برد سے باقی رہگئیں ہوں تو آیندہ نسلوں کے لئے سبق آموز ہیں
جب دنیا کی ہمیشہ سے یہی حالت ہے اور یہی حالت رہیگی تب بجز صبر و شکر کیا
چارہ ہے مصرع۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

قصبہ کاکوری ضلع لکھنو۔ اودہ کے قصبات میں ایک مردم خیز خطہ اور مشہور قصبہ
سمجھا گیا ہے۔ یہاں کے سرزمین نے بھی بہت سے علما پیدا کئے اور بالاخر وہین

پیوند خاک ہوگئے۔ بہت سے خاندانوں کو عروج ہوا اور پھر زوال یہہ حوادثات
وتغیرات عالم آنیوالی نسلوں کے لئے عمدہ سی عمدہ سبق ہوسکتی ہیں لیکن افسوس ہے
ہماری غفلت۔ ہماری لاپرواہی ہمارے ادبار نے ہمکو اسقدر پست کر دیا ہے کہ
نہ ہم اسطرف توجہ کرتے ہیں اور نہ غور حقیقت یہہ ہے کہ ہمکو مشاہیر کی سوانح عمریوں کا
مذاق ہی باقی نہیں رہا ہے جس کی اصلی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ عرصہ سے
حوادث کا ہر خاندان پر ایسا اثر پڑا ہے۔ اور موت کا بازار اسطرح گرم ہے کہ
لوگوں کو جانگداز غم والم کی باعث اقبال اور ادبار کی جانب توجہ کرنے کا موقع
ہی نہیں ملا ہے خصوصاً دو چار سال کے اندر اکثر بزرگ جو فخر قوم تھے اور جنکی
غیور نگاہیں ہمارے پریشان حالی کیطرف رہتی تھیں دفعتاً ہمیشہ کے لیے ہم سے
جدا ہوگئے اور وہ نوعمر جن سے آیندہ کے لیئے بہت کچھ امیدیں تھیں اور ہر طرح
ہونہار تھے راہی ملک عدم ہوئے۔ اس قصبہ میں خان بہادر مفتی خلیل الدینخانصاحب
مرحوم سفیر شاہ اودھ کا خاندان بھی بہ لحاظ تمول اور ذاتی وجاہت اور علمی قابلیت
کے بہت معزز تھا لیکن افسوس زمانہ نے اپنے ظالم ہاتھوں سے اوس کی قابل یادگار
اور فخر خاندان افراد کو چن چن کر خاک میں ملادیا سب سے آخری یادگار جو حقیقت
میں اس خاندان کے علمی قابلیت اور قدیم طرز روشن کا نمونہ تھی۔ وہ بھی زمانہ
کی دست برد سے نہیں بچے اور تہہ خاک ہوگئے۔ یہہ قابل فخر آخری یادگار جناب
مولوی محمد صدرالدین خاں صاحب مرحوم کی ذات تھی۔ آپ نسباً سید ہلدوی اور
حسباً عباسی ہیں اور آپکا سلسلہ نسب یہہ ہے ابن مولوی رشید الدین خان ابن
مولوی مفتی خلیل الدین خاں ابن قاضی نجم الدین علیخان ثاقب ابن مولانا

حمید الدین خاں ابن غازی الدین شہید ابن ملا محمد غوث عرف ابو محمد ابن ابو الخیر ابن عبد الغفار ابن عبد السلام ابن مٹھی ابن حافظ چاند ابن حسام الدین ابن نظام الدین ابن بہاء الدین کیقباد ابن ملا ابو بکر جامی ابن خواجہ درویش علی محمد ابن خواجہ احمد جام ابن شیخ جام ابن خواجہ ابی طالب ابن محمد شاہ ابن محمد رضا ابن خواجہ موسیٰ ابن خواجہ عمران ابن خواجہ عثمان ابن خواجہ ابو حنیف ابن خواجہ اسفندیار ابن خواجہ ابو الحسن کوفی ابن خواجہ ابو تراب ابن خواجہ رضی الدین ابن خواجہ علیم ابن خواجہ محمد اکبر (مشہور بہ محمد ابو حنفیہ بود) ابن جناب علی کرم اللہ وجہہ از بطن مسماۃ خولہ بنت جعفر قیس ابن ابو طالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف تا بہ اخر سلسلہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکا تعلق جس خاندان سے ہے اوس کی اکثر افراد نے شاہان دہلی اور گورنمنٹ انگریزی اور شاہ اودہ میں نہایت درجہ رشد اور اعتبار حاصل کیا تھا۔ ملا محمد غوث جو آپ کے جد اعلیٰ ہیں وہ بعہد اورنگ زیب عالمگیر منصب وکالت اور خدمت احتساب صوبہ اکبر آباد پر مامور ہوئے تھے اور بعد ازاں صدر الصدوری صوبہ الہ آباد پر ترقی پائی۔ اور بعد ازاں تحصیل جزیہ صوبہ اودہ پر تقرر ہوا اور دو صد پنجاہ منصب سے سرفراز فرمائے گئے آپ عالم باعمل تھے اور دربار شاہی میں حاضر رہا کرتے تھے چنانچہ سفر دکن میں آپ عرصہ تک اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے ہمراہ رہے۔

ملا محمد غوث

غازی الدین
مولانا حمید الدین

اون کے فرزند مولوی غازی الدین مرحوم نے بحالت شباب انتقال کیا اون کے صاحبزادہ مولانا حمید الدین علیہ الرحمۃ نے اپنے علم و فضل سے اطراف

وہ جوانب میں بہت شہرت حاصل کی تھی۔ اور آپ بہت بڑے صاحب تصانیف اور
نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ اون کے فرزند قاضی القضاۃ مولوی محمد نجم الدین
علیخاں بہادر ثاقب زبردست فاضل اور بڑے ادیب اور بلیغ اور صاحب تالیفات
تھے۔ کتاب الجنایات والجرائم۔ فتادی عالمگیری کی حسب فرمایش گورنر جنرل فارسی

ناقب۔ نجم الدین علیخان

میں ایک شرح بسیط تحریر فرمائی۔ علامہ تفضل حسین خاں کی تحریک سے ایسٹ
انڈیا کمپنی کے طرف سے آپ عہدۂ جلیل القدر قاضی القضاۃ پر مامور ہو کر
کلکتہ شریف لیگئے۔ اور پچیس برس تک اس خدمت کو نہایت اعزاز اور نیکنامی
سے انجام دیا۔ آخر عمر میں پنشن لیکر کلکتہ سے وطن کو روانہ ہوئے اور بنارس میں
پہنچکر انتقال فرمایا۔ اور مقام فاطمان میں دفن ہوئے۔ سرکار کمپنی کیطرف سے
گورنر جنرل نے آپ کے حسن خدمات کے لحاظ سے ایک خط تعزیت کا آپ کی بیوہ
کے نام لکھا اور سواسو روپیہ بیوہ کے نام اعزازی پنشن مقرر کی۔

اون کے فرزند مفتی مولوی محمد خلیل الدین خان بہادر مصنف کتاب کے
جد امجد نے بہ لحاظ اپنی ذاتی قابلیت اور زبردست معلومات اور فن ہیئت
اور علوم ریاضی کی اعلیٰ دستگاہ سے بہت عروج حاصل کیا۔ اکثر تالیفات
اور تصانیف آپ نے فرمائیں چنانچہ ہارنگٹن صاحب ممبر کونسل جو آپ کے
جناب والد کے علوم عربیہ میں شاگرد تھے اونکی خواہش سے باب التعزیر
در المختار کی فارسی میں شرح لکھی اور حسب فرمائش غازی الدین حیدر شاہ
اودہ ایک کتاب مراۃ الاقالیم قواعد فن ہیئت اور جغرافیہ اودہ کی تالیف فرمائی
آپ ابتداءً منجانب سرکار انگریزی عہدۂ افتا پر مامور ہوئے بعد ازاں

مفتی خلیل الدین خان بہادر سفیر شاہ اودہ

آپ کے فن ہیت اور علوم ریاضی کی اعلیٰ دستگاہ سنکر شاہ اودہ نے اپنی ریاست میں لے لیا۔ اور ابتداً ءً بماہوار ایک ہزار مصاحبین میں داخل کیا۔ آپ نے ایک رصدگاہ لکھنؤ میں قایم کی۔ اور اپنے علمی قابلیت سے اکثر پولیٹیکل امور میں شاہ اودہ کو مدد دیتے تھے۔ بعد ازاں بمشورہ گورنمنٹ انگریزی منجانب شاہ اودہ آپ سفیر شاہ اودہ مقرر ہوکر بماہوار پانچہزار کلکتہ تشریف لیگئے اور وہیں آپ کا مستقر رہا۔ بعد تقرر آپ کو سرکارین کی جانب سے خلعت بیش بہا عطا کیا گیا۔ اور تقریباً (۲۲) سال تک مختلف خدمات پر آپ نہایت اعزاز اور نیکنامی کے ساتھ مامور رہے اور ریاست کے انتظامات اور اکثر ملکی معاملات آپ ہی کے مشورہ سے سرانجام پاتے تھے خطاب شاہ اودہ آپ ہی کی کوشش اور تحریک کا نتیجہ ہے۔ آخر عمر میں پنشن لیکر خانہ نشین ہوگئے آپ معتمد الدولہ وزیر اودھ کے چونکہ خاص ساختہ و پرداختہ تھے اسلیئے جب شاہ اودہ نصیر الدین حیدر نے اون کو وزارت سے علیحدہ کرکے پارلیمنٹ مین اون کے خلاف مقدمات دائر کئے تو آپ ہی کی مدبرانہ کوشش اور پیروی سے گورنمنٹ انگریزی نے انکو اپنی حمایت میں لے لیا۔ اور مقدمات میں کامیابی ہوی۔ چنانچہ معتمد الدولہ بہادر نے بطور حسن خدمت تین لاکھ روپیہ آپ کو عطا کئے۔ چونکہ سچائی اور وفاداری آپ کا خاص شیوہ تھا۔ باوصف ان مقدمات کی ناکامیابی کے شاہ اودہ نے آپکی پنشن بدستور بحال رکھی اور اسکے بعد بھی بعض پولیٹیکل معاملات میں مشورہ دینے کے لیئے اکثر آپ کو وطن سے دربار شاہی میں طلب کیا جاتا تھا۔ اسلیئے کہ سرکار عظمت مدار مین

بلحاظ آپ کے آبائی اعزاز اور ذاتی رسوخ کی معاملات ریاست میں اکثر شاہ اودھ کو کامیابی ہوتی تھی۔

ریاست سے جو پنشن آپ کو ملتی تھی اوس کے علاوہ بھی سرکار عظمت مدار نے ذاتی اعزاز کی نظر سے بطور خاص دو سو روپیہ پنشن آپ کی مقرر کی آپ کے انتقال کے بعد نصف پنشن بنظر اعزاز آپ کے اولاد اکبر مولوی رشید الدین خاں صاحب مرحوم کے نام منتقل ہوئی اور اون کے انتقال کے بعد اوس پنشن کا ایک جزو جناب ممدوح کی بیوہ کے نام تاحیات اعزاز منتقل کیا گیا۔ رفاہ عام کے کاموں سے بھی ہمیشہ آپ کو دلچسپی رہی۔ چنانچہ جھیل ھنگا کے پل کی تعمیر اور قصبہ میں ایک خاص طبیب کا تقرر آپ کی سچی ہمدردی کی دلیل ہے۔

مولوی رشید الدین خان سیول جج و ناظم خفیہ پولیس

مصنف کتاب کے والد ماجد قبلہ مولوی رشید الدین خان ناظم خفیہ پولیس وسیول جج ریاست اودھ ایک اعلیٰ درجہ کے قابل فرد خاندان تھے۔ آغاز طفولیت ہی سے آپ کے چہرے سے شایستگی اور متانت کے آثار نمایاں تھے چنانچہ حضرت شاہ تراب علی صاحب قلندر قدس اللہ سرہٗ العزیز جو آپ کے پیر و مرشد ایک عارف و کامل اور اعلیٰ درجہ کے درویش تھے مطالب رشیدی میں" جو آپ کے لئے تالیف فرمائی تھی" آپ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں" آنچہ در وے پوشیدہ است وانماید" آپ ابتداً اپنے قصبہ کی تحصیلداری پر مامور ہوئے بعد ازاں درجہ بدرجہ ترقی کر کے سیول جج اور ناظم خفیہ پولیس ریاست اودھ مقرر ہوئے۔ جن خدمات

کو آپ نے نہایت سچائی اور ایمانداری سے انجام دیا۔ چونکہ ابتدا ہی سے آپ کو تصوف میں مذاق تھا پس پیر و مرشد کی نگاہ پر تاثیر اپنا کام کر گئی۔ چنانچہ آپ ترک ملازمت کر کے خانہ نشین ہو گئے۔ آپ کی آبائی جائداد اس قدر موجود تھی کہ آپ باطمینان بسر کر سکتے تھے۔ خانہ نشین ہونے کے بعد اکثر آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اور حقایق اور تصوف اور معارف کا درس لیتے تھے مضامین تصوف اور معانی اسرار میں آپ کا ذہن نہایت عالی تھا۔ توحید وجودی کی تحقیق اور کیفیت شہودی آپ کے جوہر نفس میں۔ راسخ تھی آپ کے واقعات اور حالات باطنی اور حضرت پیر و مرشد کی عنایت خاص اور باطنی توجہ سے اولیا کے ہمپایہ اور ہم پہلو تھے۔ چنانچہ آپ نے بعض واقعات باطنی۔ اور مشاہدات عالم مثال کے موسوم بہ واقعات رشیدی تحریر فرمائے تھے جو خاندان میں قابل فخر یادگار رہے۔

جناب مولوی محمد صدرالدین خاں صاحب مرحوم ماہ رجب ۱۲۶۱؁ ہجری میں پیدا ہوئے مفتی صاحب کے خاندان میں اولاد اکبر سے سب سے بڑے پوتہ کا بصد تمناؤں اور آرزوں سے پیدا ہونا کیا کچھ مسرت کا باعث ہوا ہوگا ظاہر ہے کہ اس موقع پر فرحت و انبساط کی غیر معمولی مراسم ادا کی گئی ہونگی۔

آپ کی پیدائش کی تاریخیں اکثر بزرگان وطن نے لکھیں تھیں جس میں سے دو قابل تذکرہ ہیں یعنی ایک آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ تراب علی صاحب قلندر قدس سرہُ العزیز نے اور دوسرے آپ کی جد امجد ممتاز العلماء جناب قاضی محمد سعیدالدین خاں صاحب بہادر برادر بزرگ جناب مفتی

خلیل الدین خاں صاحب بہادر نے تحریر فرمائی تھیں وہ حسب ذیل ہیں۔

تاریخ ولادت از نتیجہ فکر جناب مولانا مرشدنا حضرت شاہ تراب علی صاحب قلندر

قدس سرہٗ العزیز

شاد شد خاطر رشید الدین | کردپورش عطا جناب خلیل
بہر تاریخ فکر کرد تراب | تا شود یادگار عمر طویل
ملہم غیب گفت بے کم و کاست | میوۂ داد بوستان خلیل

۱۲۶۰ ہجری

دیگر

تاریخ ولادت از نتیجہ فکر جناب ممتاز العلماء قاضی سعید الدین خان بہادر

شمس طالع شد بایوان حمید | نجم ثاقب شد بساعات سعید
خانہ خانہ شد بہ ہر شب شبرات | در خوشی و خرمی ہر روز عید
قایم و دایم بماند در جہان | عمر و اقبالش بود ہل من مزید
بارک اللہ ماہ مولودش رجب | نور معراج نبی گشتہ پدید
میہمان شد خلق بر خوان خلیل | رفت اخبارش بہ نزدیک و بعید
در ظہور آمد چو آن نور البصر | فکر تاریخش نمود از دل سعید
ملہمش القا نمود از روی وحی | آمدہ تاریخ او خلف الرشید

۱۲۶۱

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ قصبات کے قدیم دستور کے مواقف آپ نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل کی۔ لیکن آپکی تعلیم و تربیت پر آپ کے والد بزرگوار نے خاص نگرانی رکھی۔ چونکہ بچپن ہی سے خداوند کریم نے ذہانت خداداد عطا کی تھی اور حافظہ غیر معمولی تھا

کلام مجید اور ابتدائی کتابیں تھوڑے دنوں میں ختم کر کے آپ عربی و فارسی کی تعلیم کے لیے حضرت شاہ تقی علی صاحب قلندر اور حضرت شاہ علی اکبر صاحب قلندر قدس سرہ کے سپرد کئے گئے۔ شاہ صاحبان کی فیض تعلیم و تربیت کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ (۲۰) سال کی عمر میں آپ نے فارسی اور عربی کی تکمیل کر لی۔

اس کے بعد آپ نے اپنے جد امجد مفتی خلیل الدین خان بہادر سے علم ہیئت اور ریاضی کی تحصیل شروع کی چنانچہ حسب ذیل کتابیں آپ نے اپنے جد امجد سے پڑھیں۔ توشیحیہ اور فن ہیات بطلیموس میں رسالہ بست باب اسطرلاب اور مقدمہ شرح محقق طوسی۔ مفتاح الافلاک اور خلاصہ مقالہ اقلیدس موسوم بہ شمس الہند۔ و ساتیر مذہب زردشتی کی مقدس کتاب بزبان دری آپ نے اپنے ایک عزیز قریب بزرگ منشی عبد الحی صاحب مرحوم جو اس زبان کے ماہر تھے پڑھی تھی چنانچہ اس مذہب کے رموز و نکات سے آپ بخوبی واقف ہو گئے تھے۔ آپ کے ایام طفولیت کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ آپ اپنے ننہال میں قاضی محفوظ علیخان صاحب کے یہاں کھیل رہے تھے صحن میں کتابیں پھیلی ہوئی تھیں اور دھوپ دکھائی جا رہی تھی۔ آپ کھیلتے کھیلتے اون کتابوں کے پاس گئے۔ اور اولٹ پلٹ کرنے لگے۔ قاضی صاحب نے آپ سے دریافت کیا کیا تم ان کتابوں کو پڑھو گے۔ آپ نے نہایت طباعی اور بے ساختگی سے جواب دیا کہ یہ کیا بلکہ اس سے زیادہ کتابیں پڑھونگا۔

اس واقعہ کے زمانے میں آپ کی عمر چار یا پنج سال سے زیادہ نہ تھی خدا کو جو منظور

ہوتا ہے اُسکا ہونا تو لازمی ہے بیس سال کی عمر میں آپ کو عربی اور فارسی میں اعلیٰ
دستگاہ حاصل ہو گئی تھی۔

آپ کا حافظہ خداداد تھا اور ایسی زبردست قوت حافظہ آپ کو عطا ہوئی تھی کہ فلسفہ وغیرہ کے اہم مسائل اور بعض ادق اور مشکل کتابوں کے مضامین آپ کو ازبر تھے باوصف شدیہ علالت کے آخر عمر تک حافظہ کی حالت یکسان رہی۔ دساتیر جو زبان دری مذہب زرتشتی کی ایک مقدس اور متبرک کتاب سمجھی جاتی ہے اوس کے صفحون کے صفحے آپ کو زبانی یاد تھے آپ ایسے خوش تقریر اور خوش بیان تھے کہ فلسفہ اور منطق کے ادق مسائل اس خوبی سے سمجھاتے تھے کہ بہت جلد ذھن نشین ہو جاتے تھے۔ عنفوان شباب مین آپ نے اکثر مضامین علمی سرسید علیہ الرحمہ کے خیالات اور اونکی تفسیر کے خلاف اکثر اخبارون میں طبع کرائے جو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھے گئے قصبہ میں علم ریاضی اور ہیئت اور عربی اور فارسی میں بہت کم لوگ آپ کے مدمقابل تھے۔

چونکہ آبائی جائداد کیوجہ سے آپ کو معاش سے بے فکری تھی اسلئے آپ ہمیشہ خانہ نشین رہے اور بہت زیادہ حصہ عمر کتب بینی مین صرف کیا افسوس کہ سلسلہ علالت اور مرض نزلہ نے جس نے آپ کو آخر عمر تک فرش رکھا۔ آپ کو بہت کم تصانیف و تالیفات کا موقع ملا۔ تاہم چند کتابین آپ کی تصانیف اور تالیفات میں موجود ہین اور وہ حسب ذیل ہیں۔
(۱) قول السیاستہ فی تدبیر الریاستہ بزبان فارسی (۲) تاریخ خلفاء عباسیہ بزبان فارسی

علمی قابلیت خانہ خیالات اور

تصانیف و تالیفات

حیات الاسلاف فی ہدایات الاخلاف بزبان اردو و ترجمہ قسطاس المستقیم بزبان اردو ۔ مرقع تصویر پیمبری بزبان اردو یہہ کتابیں زمانہ علالت کی تالیف شدہ ہیں جب کبھی آپ کو مرض نزلہ سے سکون ہوتا تھا قلم برداشتہ صفحوں کے صفحے لکھنا شروع کر دیتے تھے ۔ اس کے علاوہ مختلف علمی مضامین بھی آپ نے لکھے اور شایع ہوئے چونکہ آپ کو حضرت شاہ علی انور صاحب قدس سرہُ العزیز سے بہت اتحاد تھا آپ نے حضرت ممدوح سے ایک کتاب کی شرح لکھنے کی فرمایش کی جس کو حضرت نے منظور فرما کر تحریر فرمائی ۔ چنانچہ دیباچہ میں آپ کا بھی ذکر کیا ہے حضرت شاہ حبیب حیدر صاحب قلندر موجودہ سجادہ نشین تکیہ شریف کاظمیہ نے آپ کے اوستاد حضرت شاہ تقی علی صاحب قلندر قدس سرہُ العزیز کی ایک کتاب کا تکملہ کر کے آپ کو دکھائی اور اوس پر تقریظ لکھنے کی فرمایش کی چنانچہ آپ نے تقریظ لکھی جو قابل دید ہے یہہ کتاب رام پور میں چھپ رہی ہے ۔ آپ کو شاعری سے بھی مذاق تھا اور فارسی میں اکثر اشعار موزوں فرماتے تھے ۔ چنانچہ اس کتاب میں جو قصیدہ ابتدا ئً لکھا گیا ہے اوس سے آپ کی جودت طبع اور ذہن رسا اور پاکیزہ مذاق شاعری کی حالت ظاہر ہوتی ہے ۔

گو آپ تمام عمر خانہ نشین رہے اور اوس کی وجہ زیادہ تر سلسلہ علالت تھی ۔ باایں ہمہ ضرورتاً آپ نے اکثر مقامات کا سفر کیا قول السیاستہ فی تدبیر الریاستہ بزبان فارسی وہ کتاب ہے جس کو آپ نے عالیجناب نواب کلب علیخان بہادر مرحوم والی ریاست رام پور کی خدمت میں پیش کرنے کے

قصد سے تالیف فرمائی تھی چنانچہ آپ رام پور تشریف لے گئے لیکن اوسی
زمانہ میں اون کا انتقال ہوگیا۔ اسلئے کتاب پیش نہو سکی آپ کے بڑے صاحبزادے
مولوی احسان الدین صاحب نے اوس کے ضروری حصہ کا ترجمہ کرکے موسوم
بمضامین سیاست مدن طبع کرایا ہے۔ رام پور سے واپس آنے کے بعد آپ
سخت علیل ہوگئے اور چند دنوں کے لیے آپ کو بغرض علاج دہلی جانا پڑا
اور جناب حکیم عبد المجید خاں صاحب نامور طبیب کی خاص توجہ اور علاج
سے آپ شفایاب ہوکر وطن تشریف لائے اس کے بعد تھوڑے دنوں
کے لیئے آپ بھوپال تشریف لے گئے اور آخر عمر میں آپ اپنی ہمشیر کو وطن
لانے کے لئے اورنگ آباد تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے واپسی کے
بعد آپ وطن ہی میں مقیم رہے۔

طبعی حالات وضعداری۔ اتقا و پرہیزگاری

آپ کا رنگ گندمی قدرے سرخی مایل تھا بدن چھریرہ و لانبا ابتدا از زمانہ شباب
میں داڑہی نہیں رکھتے تھے لیکن اوس کے بعد خشخشی داڑہی رکھنا شروع کردی
تھی آپ میں سنجیدگی اور متانت بے انتہا تھی۔ والدین کی اطاعت بزرگوں کا
ادب خوردوں سے شفقت آپ کا طبعی حصہ تھا آپ ہر شخص سے نہایت
خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اور ہمدردی اور اپنے عزیزوں کے ساتھ محبت
آمیز برتاؤ آپ ہی کا حصہ تھا آپ ایسے صائب الرائے تھے کہ اکثر اعزا
وطن اپنے خانگی معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے اور کامیاب ہوتے۔
آپ نے اپنے قدیم وضعداری میں آخر عمر تک کبھی فرق نہ آنے دیا۔ قدیم
وضع اور پرانی روش پر ہمیشہ قایم رہے۔ اور آخر عمر تک وہی قدیم

لباس انگرکھا اور پائجامہ عبا وچکن جو شرفائی قصبات کا لباس تھا استعمال کرتے
رہے صفائی اور ستھرائی کا اسقدر خیال تھا۔ کہ ہمیشہ خوردوں کو اسکی تاکید
رہتی تھی اور خود چونکہ طبعی طور پر نہایت پاکیزہ مزاج تھے۔ اسلئے کثافت اور
گندگی سے نہایت نفرت تھی سخاوت کی یہہ حالت تھی کہ کبھی آپ نے
اہل غرض کو واپس نہیں کیا۔ اتقا اور پرہیزگاری میں آپ خود اپنا نمونہ تھے۔

بزرگان دین کی توجہ

آپ کو حضرت مولانا شاہ تراب علی صاحب قلندر قدس سرہ العزیز سے
بیعت تھی اور اس کا یہ نتیجہ تھا کہ آخر عمر میں آپ پر شریعت کا ایسا غلبہ ہو گیا
تھا کہ زیادہ حصہ عمر آپ کا عبادت اور اوراد اور وظائف میں بسر ہوتا تھا
آپ کے پیر و مرشد کی خاص توجہ آپ پر مائل تھی۔

ذہانت

آپ کی ذہانت اور طباعی اہل قصبہ میں مشہور تھے بعض اوقات اپنی ذہانت
اور تجربہ سے ایسے امور بیان فرماتے جو آئندہ بعینہ واقع ہوتے اور خاندان
کے اکثر پیچیدہ معاملات آپکی ذہانت اور طباعی سے سلجھہ جاتے۔

شادی اور اولاد

آپ کی شادی بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۱ ہجری اپنے عزیز خاص مولوی
محمد احسن الدین خاں صاحب مرحوم مددگار عدالت سرکار نظام کی دختر
سے ہوئی دو لڑکے اور چار لڑکیاں حی القایم موجود ہیں۔ اور دونوں بیٹے
ریاست حیدرآباد دکن میں ملازم ہیں"

علالت اور شدائد علالت اور انتقال۔

بوجہ سلسلہ علالت کئی ماہ تک آپ حکیم عبدالمجید خاں صاحب کے زیر علاج دہلی
میں مقیم رہے جس سے امراض کے شدائد میں بہت کچھ افاقہ ہوگیا تھا لیکن
آپ اپنے منجھلے بھائی راقم کے والد مولوی محمد عماد الدین خاں صاحب مرحوم

مصنفہ "آمیہ و اناں" کے عین عنفوان شباب میں (۲۵ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق ۳ اپریل ۱۸۹۴ء) یعنی پنتیس برس کی عمر میں انتقال سے بہت متاثر رہا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میرا قوت بازو جاتا رہا۔ اپنی بیوی کے انتقال ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق یکم اپریل ۱۸۹۴ء) سے اور اوس کے تیسرے روز اپنے بھائی مولوی عمادی الدین خاں صاحب کے دفعتاً انتقال کے پے در پے صدمات سے سابقہ عوارض پھر عود کرائے اور اسقدر اضمحلال اور ضعف ہو گیا۔ کہ آپ بہت کم باہر نکلتے تھے۔ آپ اپنی اولاد کے تمام فرایض سے سبکدوش ہونے کے بعد رمز و کنایہ میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ اب ہماری زندگی تھوڑی ہے۔ چنانچہ آپ اپنے چچا زاد بھائی مولوی اکرم الدین خاں صاحب مرحوم وظیفہ یاب اول تعلقدار سرکار نظام کے انتقال کے بعد بہت زیادہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تھے۔ انتقال سے ایک ماہ قبل اس واقعہ کی اطلاع اپنے فرزند کو بمقام پربھنی دی اور لکھا کہ ہم کو اپنی طرف سے ناامیدی ہے خدا خاتمہ بخیر کرے۔ انتقال سے دو ہفتہ قبل بخار اور درد صدر کی شکایت پیدا ہو گئی۔ علاج کیا گیا۔ کسیقدر صحت بھی ہو گئی۔ لیکن ضعف بدستور رہا کہ اسی حالت میں اپنے فرزند کو دوسری تحریر اپنے سکون طبیعت اور صحت کی اطلاع میں پھر بھیجی گو اوس میں بظاہر اپنی صحت اور تندرستی کیطرف سے اطمینان دلایا تھا لیکن زندگی سے مایوس ہونیکی صاف جھلک نظر آتی تھی۔ اور اپنے حبیب حقیقی سے ملنے کی تمنا ظاہر ہوتی تھی۔

ایک روز قبل از واقعہ اپنے دونوں صاحبزادوں کو یاد فرمایا۔ کہ دونوں دور ہیں اگر موجود ہوتے تو اچھا تھا یہ فرماکر ایک ٹھنڈی سانس قدرے خاموشی کے ساتھ بھری اور کچھ دیر سکوت اور خاموشی کے بعد ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے تاکہ حاضرین میں سے کسی کو کچھ شبہ نہو۔

جب کوئی شخص دنیوی تذکرہ کرنے لگتا۔ توآپ نہایت خوبصورتی سے ایسے پہلو پر لاکر خدا اور رسول کا ذکر شروع کر دیتے جس کے ہر ہر لفظ سے خلوص اور محبت کی بو آتی تھی۔ انتقال سے ایک ہفتہ قبل مولنا شاہ حبیب حیدر صاحب قلندر عیادت کے لئے تشریف لائے۔ فرمایا کہ دعا فرمایئے کہ نزع روح بآسانی ہو اور حواس قایم رہیں۔ ایک واقعہ راقم کے ساتھ بھی پیش آیا۔ وہ یہ کہ انتقال سے دس بارہ روز قبل ایک ضرورت سے میں لکھیم پور جانے کے لیئے طیار ہوگیا اور رخصت ہونے کے لئے جسوقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا ارادہ ظاہر کرکے بعجلت روانگی کے وجوہ بیان کئے۔ فرمایا" کاش اسوقت تم نجاتے تو اچھا تھا" اور زیادہ تاب نہ لاکر آبدیدہ ہو کر مجھے لپٹا لیا اور خدا حافظ کہا۔

بہرحال یہ واقعات اس قسم کے پیش آئے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی زندگی سے بالکل نا امیدی ہوگئی تھی اور اوس دربار کی شرکت کے لیئے مستعجل تھے جہاں آپ کے ہم عمر آپ کا انتظار کر رہے تھے۔

آپ کی ہمشیرین اور آپ کی لڑکیاں جو آپ کی تیمارداری میں ہر وقت آپکی خدمت میں موجود رہتی تھیں شب کو استراحت کے وقت پیر دبانا شروع کیا

آپ نے فرمایا کہ تم لوگ چلے جاؤ۔ تمہاری حرکت دینے سے مجھے نیند نہیں آئے گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ چونکہ آپ بوقت استراحت عادت کے موافق قبلہ رو ہوکر پاس انفاس کا شغل فرماتے تھے اور اسی تصور اور یاد الہی میں نیند آجاتی تھی۔ اسلئے پیرہ بانے کی ممانعت فرما دی تاکہ تصور۔ اور یاد الہی میں خلل واقع نہونے پائے شب آخر کو بارش آنے لگی۔ ہمشیرین نزدیک گئیں اور آپ کو جگایا۔ لیکن افسوس وہ شب ہمیشہ کے لئے شب استراحت ہو گئی اور چراغ خاندان گل ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تاریخ وفات ۹ رجب شب پنجشنبہ ۱۳۳۲ ہجری۔ آپ کی رحلت سے نہ صرف ایک اعلیٰ اور ذی علم فرد خاندان کا خاتمہ ہو گیا بلکہ ہمارے قصبہ کی لقبیہ ذی وجاہت اور ذی علم اور صاحب معلومات اور اہل علم حضرات میں سے ایک بہت بڑے رکن کی اور کمی ہو گئی۔ آپ کے خاص خاندان پر جو صدمہ گذرا اوس کے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن آپ کے بہت سے اعزا قریب و بعید آپ کے انتقال سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور جب کوئی موقع علمی مباحث کا پیش آجاتا ہے تو آپ کو یاد کر کے بہت افسردہ ہوتے ہیں۔"

کچھ ایسی کھیٹہ گئی ہی جانیوالونکی ادا انور — قیامت تک ہی سکی دلمین یاد رفتگان باقی

مشیر الدین

قطعات تاریخ وفات جناب مولوی محمد صدر الدین خان صاحب مرحوم رئیس کاکوری
یادگار جناب مولوی مفتی محمد خلیل الدین خان صاحب بہادر مرحوم مغفور سفیر شاہ
اودہ از نتیجہ افکار منشی محمد ارتضا علی صاحب المتخلص بہ شہر کاکوروی
تلمیذ نواب دبیر الدولہ فصیح الملک حضرت داغ دہلوی مغفور

ہی حباب آب دریا عالم ناپائدار ہی تغیر سے یہہ حادث ہی قدم اسمین کہان
یہہ تماشاگاہ دنیا ہی طلسمی سیر بین ایک حالت پر نظر آتا نہین رنگ جہان
آج عشرت ہی تو کل عشرت کی حسرت ہی یہان آج دولت کل فلاکت ہی ہماری میہمان
شاہد گُل تھا ابھی جوبن پہ تھی فصل بہار یک بیک آئی خزان ویران ہی اب بوستان
ناشگفتہ تھے جو غنچے سب کے سب مرجھا گئی ہر طرف گلزار مین ایسی چلی باد خزان
یہہ تغیر یہہ تبدل تھا نہایت درد خیز رہ گئے دل تھام کر حسرت مین گلچین باغبان
عالم فانی سے وابستہ ہی یہہ انسان بھی دست بیداد اجل سے بچ کے جاتا ہی کہان
غور سے دیکھو تو ہستی کچھ نہین اک خواب ہے ہی خیال و وہم باطل ہیچ ہے سب یہ گمان
چند روزہ زندگی پر ہے ہمین کتنا غرور کر رہے ہین آہ اظہار وقار و عز و شان
تیز جھونکا آگیا باد فنا کا جس گھڑی سب اکڑنا اپنا بھولے باغ مین سروان
موت کے پنجے کی سختی سے پکارے الحذر ہم نے دیکھا حسن بندران تھے مسیحائی زمان
حفظ ہے یک بیک اجل کو خوب لا یستاخرون ایک لمحے کی بھی مہلت دے یہہ ممکن ہے کہان
جا رہا ہے تیز گامی سے عدم کا قافلہ مرگ سنگین دل ہے رہبر اور میر کاروان
کر دیئے ہین حیف اس نے سیکڑون گھر بےچراغ جن پہ مہر خاور اقبال تھا پر تو فشان

مکرر

سرکشان دار فانی سرنگون ہین خاک پر — وائی عبرت ہین غذای مور اونکی استخوان

سرکشان دار فانی سرنگون ہین خاک پر — وای عبرت ہیں غذائے مور اونکی استخوان

بستر مخمل پہ کل تھے سنگریزون ہیں آج — گلعذار و گلبدن گل پیرہن غنچہ دہان

ہٹ گیا سب فرق سلطان و گدا کا بعد مرگ — یہہ نہین کھلتا نظر آتی ہین کسکی ہڈیان

کیا ہوئے فاضل محدث منطقی شاعر حکیم — افتخار ملک و ملت مایۂ فخر جہان

ڈھونڈھتی ہیں انکو آنکھیں اب کہین ملتے نہین — ہوگئے ہین پڑکے گرداب فنا مین سب نہان

حال کا یہہ واقعہ ہے خاک میں پنہاں ہوئے — یادگار حضرت مفتی خلیل الدین خان

حضرت نواب سرکار اودہ کے تھے سفیر — معتمد تھے خاص وہ تھا شاہ انپر مہربان

تھے امانت میں دیانت مین یگانہ روزگار — ہوچکا تھا سیکڑوں موقعوں پہ انکا امتحان

عالم اکمل ریاضی دان مہندس بے نظیر — دیکھتے تھے دوربین سے حالت سیارگان

پایہ کچھ ہی علم میں تھا اسقدر پایہ بلند — جھک کے عرض حال خود کرتا تھا پیر آسمان

یادگار حضرت مرحوم جن سے ہے مراد — تھے وہ پوتے آپکے ابن رشید الدین خان

نام صدرالدین خان تھا عالم نامی تھے وہ — شہرۂ علمش رسیدہ از زمین تا آسمان

آپکے استاد تھے شاہ تقی مرشد تراب — کردہ آن مغفور حاصل نعمت ہر دو جہان

تھی انھیں علم ریاضی میں بھی اچھی دستگاہ — اس کے باعث خاص تھی تعلیم جد مہربان

ہای انکی ذات سے تھی مفتخر وضع قدیم — آج کاکوری میں ہم پاتے نہین اسکا نشان

تادم آخر نباہی جو روش کی اختیار — پیش آئین دقتین صدہا انہین شوایان

خوش عقیدہ عابد و زاہد سخی پرہیزگار — صاحب علم و خرد تھے اور ممدوح جہان

تھی دعا انکی نہو تکلیف وقت نزع روح — بوی گل کیطرح نکلی قالب خاکی سے جان

ہو گئی مقبول درگاہ خدا مین یہہ دعا / کی مدد مرشد تھے مقبول خدائی دو جہان

بار تھا وہ سہہ نہ سکتے تھے تقاضای اجل / قبلہ رو خود ہو گئے دی اس کو آسانی سے جان

تھی نویں ماہ رجب کی پنجشنبہ کا تھا دن / تیرہ سو تیس ہجری تھا یہی سال روان

بج گئے تھے چار ہنگام آذان تھا وقت صبح / روح جا پہنچی عبادت کے لیئے سوی جنان

بعد طوفان ہوا تھا قطرہ افشان ابر تر / رو رہا تھا آہ صدر الدین خان کو آسمان

سرد جھونکا تھا ہوا کا غمزدونکی آہ سرد / شور باد تند - یا بیکس یتیمونکی فغان

رو دیئے اس اس حادثہ کو دیکھکر احباب و غیر / فرط غم سے مضطر و محزون تھا اُنکا خاندان

ہان بتا دے ہمکو مردم خیز کاکوری ذرا / جن سے شہرت تھی وہ تیرے نامور اب کہان ہین

خاک سے تیرے اُٹھے تھے خاک مین تیرے ملے / عالم و فاضل بہادر شاعر شیرین بیان

ہے وطن افسوس تجھ پہ وہ بھی اب مٹنے کو ہین / جو مٹے سے رہ گئے ہین اگلی عظمت کے نشان

بس شہر اب صبر کی تلقین کرنی چاہیئے / بڑھ گیا ہے جوش تیرا روک خامہ کی عنان

صبر لازم ہے بلا شک غمزدہ انسان کو / ہے یہی ارشاد خلاق زمین و آسمان

کر دعائی مغفرت تاریخ رحلت اُسمین ہو / کہہ اُٹھا کر ہاتھ - عالی روح ہو خلد آشیان

۱۳۳۲ھ

دیگر

خان عالی صفات صدر الدین / برد تشریف زین جہان خراب

گفت فکر شہر بسال وفات / کہ بود جنتی مرید تراب

۱۳۳۲ھ

دیگر بہر مزار

یہان ہے دفن اک ذی علم نامی / بہت شہرہ تھا جس کے خاندان کا

شہر کہتی ہے رحمت بہر تاریخ / مزار پاک صدر الدین خان کا

۱۳۳۲ھ

تاریخ ترتیب سوانح عمری مذکور از نتیجہ فکر منشی ارتضا علی صاحب علوی شرر کاکوروی

رہیں گے زندہ جاوید صدر الدین خاں صاحب
سبق آموز یہ اخلاق کی سچی لائف ہے

بہت بیساختہ تصنیف کی تاریخ ہو کوئی
شرر لکھدو کہ یہ فخر سلف تا می کی تالیف ہے

۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی محمد صدر الدین خان صاحب مرحوم مغفور از نتیجہ

فکر جناب منشی نور الدین خان صاحب کیفی کاکوروی

متقی۔ عالم۔ مہذب۔ وضعدار
شد ز کاکوری سوی باغ جنان

گفت کیفی سال تاریخ وفات
زیب دوراں بود صدر الدین خان

۱۳۳۲ھ



ہرگاہ خداوند ذوالجلال کی حمد علی وجہ الکمال خواص کی استطاعت علم امکان تقریر سے باہر ہے تو عوام سے بطریق اولیٰ ممتنع جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح آپ کے اوصاف کمال کی ستایش پہلے تو ان کمالات کے علم پر موقوف ہے بغیر جب معلوم کی نہایت ہی نہ ہو تو علم محدود اگر ہو بھی ایسے موقع پر ناتمام ہاں اگر ممکن ہے تو اسیقدر سے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر بعد اس کے گزارش ہے

کہ چونکہ اس ہنگامۂ محشر خیز میں بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ آفتاب اسلام ترقی کے نصف النہار پر عروج کر کے انحطاط کی طرف مائل ہے اور اسلام عرشی مقام کے مخالفوں کا یورش آخری دور کی اقتضا سے پیدا اور ایمانی خیالات میں تشویش پیدا ہونے کا اندیشہ لہٰذا بر حمایت اسلام اور حراست اصول اسلام کہ پایگاہ نبوت خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا جس کا جزو اعظم ہے اس امر کو مقتضی ہوئی کہ اثبات نبوت کی تقریر اگلے متکلمین کی روش سے

قطع نظر کرکے بالفعل فلسفیانہ روش سے عقلی مقدمات اور بدیہی حالات سے اگر
معرض تحریر میں آئے تو کسی دانشمند کو مجال سخن نہو اور خیالات کی حراست فلسفی
تشویشوں سے نہایت آسان ہو جائے لیکن ساتھی اس کے یہ امر بھی منظور نظر
ہوا کہ ہر گاہ یہ امر ظاہر ہے کہ معانی اور مفہومات ذہنی الفاظ کے تابع ہیں سو
ایسے عمدہ معانی انھیں الفاظ میں جس سے ملکی زبان نے ترکیب پائی ہو عام
ہندوستانیوں کے اذہان میں استقرار کے لئے معرض تحریر میں لانا زیبا اور
دل نشین ہوگا کہ ملکی زبان اور مادری زبان کے ذریعے سے مبداء فیاض کی
مرحمت عامہ سے امید قوی ہے کہ ان سعادت خیز معانی کا عام خیالات پر اثر
پہنچے اور خورشید ایمان کا پرتو جو مبداء اور معاد اور وسط کے علوم پر حاوی ہے
فلسفی نظم کی تشویشوں سے کامل طور پر محفوظ رہے نظر بر آں عربی اور پارسی زبان
سے تحاشی کرکے وہ معانی خیز تقریر جو اثبات نبوت بدیہی مقدمات طرز تقریر دورہ
حالیہ کی روش پر ترتیب پائی ہے اسی ملکی زبان میں اپنے نتائج فکر سرمایہ علم
قلیل سے قلم بند کرتا ہوں اور از آنجا کہ اس صلای عام میں ایک بالذات
مُدبّر خاص مضمر ہے جس کی تصریح یہ ہے کہ ہر گاہ پایگاہ ولایت اسلامیہ دارالامارۃ
فرخ بنیاد حیدرآباد خورشید جہاں فروز کی طرح ظاہر ہے کہ باعتبار ہونے
مرکز اسلام معدن ایمان اس ولایت شہرستان ہند میں بلند پایہ وکرسی
نشین ہے والی ولایت ممدوح ایسے جواہر علوم اسلامیہ کی جوہر شناسی ور
قدر دانی میں سارے جہان میں بلند آوزہ نظر بر آں یہ جوہر بیش بہا تقریر
نبوت سرور انبیا ملاحظۂ خاص کے لئے بحضور کیوان بارگاہ سلیمان پایگاہ

جناب خسروی آب دارہ وزبان فریدوں فرمان جمشید پایہ ایزدی سایہ اعلیحضرت

ہز ہائنیس آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ

میر عثمان علیخان بہادر فتح جنگ خلد اللہ ملکہ کے پیشکش کرتا ہوں

سبحان اللہ جن کے خدام پایگاہ پر شہپر ہمائی اسلام عرشی مقام خاص طور پر سایہ فگن ہے اور جنکی سراپردۂ بارگاہ کی خورشید فیاضی اور رائگان بخششی سے بسیط ارض ہندوستان سراسر روشن اور جنکی حسن بند وبست ملکی سے باقتدار قانون اسلام یہ ولایت خاص ہم پلۂ میزان خلافت خلفائی والاشان ہے اور جنکی درۂ احتساب سے بادہ پیمائی میخانہ آزادی و بے قیدی بحکم آیۂ کریمہ الانسان ان یترک سدیً ہفت اندام لرزاں از یجاکہ اوصاف کمال ایسے سلیمان بارگاہ کے نور خورشید جہاں افروز با خوشبوی مشک فرح بخش کی ترشح پر تقریر بیان اور تحریر قلم سے بے نیاز ہے۔ نظر بران خامۂ گویائی خموش بعنوان گزارش حال ایک نظم پارسی کی ترکیب میں بساط بزم نیاز پر جبین فرسا ہے

سروشی خطرہ از بالائی گھیان ... فرازآمد برم چوں ماہِ رخشان

بن بسرود کز ایمای یزدان ... مخسب و بر جہ از خواب پریشان

سرآمد ظلمت ظلم شب غم ... دمیدہ اید ون فروغ صبح خندان

وزاں آمد نسیم آرزو بیت ... بہاران و گل صد رنگ ارمان

بنہ بر بند و بر نہ اسپ رازیں ... رواں شو زی خدیو تاجداران

شنیدستم چوں ایں فرمان غیبی ... بپیمای سرنامو س یزدان

زخود رفتم بتشویش نویدش ... چو نکہت از گل و چوں موج زنستان

هوای خاک بوسش خضر ره شد — چون اسکندر بذوق آب حیوان
کشیدم پا ز آب و خاک موطن — بریدم دل ز مهر و انس یاران
بحمد الله که بختم گشت یاور — رسیده ستم بر راس ریشان
شهنشاه دکن عثمان علیخان — که از نامش لبم شد شکرستان
نظام الملک شاه کجکلاهی — همایون شهسوار تیغ فرمان
هما نام رکیبش رهوار گردون — همایون موکبش بر جبین کیوان
همانا می زند کوس امارت — ز خاور تا سواد مغربستان
باورنگ امارت رشک قیصر — بدیهیم حکومت فخر خاقان
فروغ روی وی سرمایهٔ مهر — هوای زلف وی باد بهاران
چه رخشد بارخش سلطان خاور — چه ارزد با لبش یاقوت رمان
فروغ فیض وی اندر دو گیتی — چو فیض هستی ایزد در اعیان
بر دریای جودش قطره نیست — چه جیحون و چه سیحون و چه عمان
خوشا جودی که چون ابر بهاری — در و گوهر همی ریزد بدامان
ز برق تیغ وی در رزم زابل — همی لرزد روان پور دستان
نگاه کین بریق خنجر او — بکشت جان اعدا برق سوزان
چه ارزد با ذکایش عقل نرجس — چه باشد بوعلی طفل دبستان
بعلم سرمدی عقل تحسین — بدین احمدی ناموس یزدان
بفن هندسی رشک قلیدس — بدانش رو کش اعیان یونان
بجودت واضح قانون حکمت — بحکمت جامع اسرار امکان

بمعنی دلی فروزفا ریابی — بصورت جان فروزه ماگنجان

زتقریر نبوت ارمغانی — کشیم پیش قوای راس عیسان

چون بختی خس زموری پیش جمشید — چون کشتی دربر دریای عمان

الا ای بخت فیروز من امروز — بخود بر بال وشو بر خویش نازان

که خورشید تمنا گشت طالع — که شد شام امیدم صبح گاهان

خود از فیض دردریای جوش — همی چینیم دردگوهر بدامان

الهی تا بساط بزم گیتی — بشمع آسمان گردد فروزان

باوج مهر لب چون مهر خاور — فروزان باد این مهر درخشان

پس بعد عرض نیاز محمد صدر الدین اذقہ اللہ حلاوۃ العلم والیقین خلف مولوی رشید الدین خاں صاحب مغفور مستقر علاقہ لکھنو پہلے ایک تاریخی مضمون جس سے فلسفے کی مزاحمت ایمانیات سے اور طبقۂ اول کے عالیمقام علماء کی روک تھام اور مدافعت فلسفہ کی یورشوں سے آشکارا طور پر واضح ہو عرض پیرا ہے تاریخی واقعات سلسلہ علوم اس امر سے خبر دیتے ہیں کہ طبقہ اسلام میں سر آغاز علوم عقلیہ کی بنا اسطرح واقع ہوی کہ ماموں رشید خلیفہ عباسی نے فرمان روای معورہ علاقہ یونان سے بذریعہ منشور خلافت نظری اور عملی علوم حکمیہ کی کتابین ارسطو کے خزانۂ یونان سے طلب کیں اور جب حاکم یونان کی طرف سے تعمیل فرمان خلافت میں انکار ظاہر ہوا تو پروانہ تہدیدی دار الخلافت سے اس مضمون کا نافذ ہوا کہ اگر شاہ یونان اس فرمانکی تعمیل نکریگا تو اتنے ہاتھی فیل سوار وسپاہ اسلام کے ہمراہ بھیجونگا کہ سرزمین یونان

کو بے سپر کر کے خاک سیاہ کر دیں گے انجام کار اس تہدیدی فرمان کا یہ اثر ہوا کہ وہاں
کے حکما نے اسی زمانے میں یہ تشخیص کی کہ اگر یہ صحیفے عقلی علوم کے طبقہ اسلام میں
ظاہر ہونگے تو بعض مواقع میں طرفین سے ضرور مزاحمت واقع ہوگی غرض جب
وہ علوم یونان سے بغداد میں آئے ثابت ابن قرہ اور حنین ابن اسحاق نے جو
یونانی اور عربی دونوں زبانیں جانتے تھے ان فلسفی علوم کے ترجمے کئے افسوس
کہ وہ تشخیص حکمائے یونان صحیح نکلی اور اسی اضطراب میں شعر

یہ تنگ حلقہ غم ہے کہ ہل نہیں سکتا ۔۔۔ تڑپ رہا ہوں میں الماس کے نگین کیطرح

سوائے خدام بارگاہ سراپردۂ اسلام میں کمال افسوس کے ساتھ اس امر کو ظاہر
کیا چاہتا ہوں کہ جسطرح دورۂ نبوت اور خلافت راشدہ کے گذر جانے کے بعد
عراق عرب اور فارس کے بر اعظم میں اس مترجم یونانی فلسفہ کے پیادہ سپاہیوں
نے اسلام کے آہنی قلعہ اور دار السلطنت آسمانی پر برسر مقابلہ ہتیار اٹھائے
اور آمادۂ یورش ہوے چونکہ اس دورۂ خیر میں ۔ یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا
نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ کے آسمانی کمک
بہادر شہسواران علم واسلام کی ہمرکاب تھی اُس دورے کے نیزہ باز تیغ زن
علمی شہسواری کے افسر اعلیٰ جن کی پشت پناہ سپر صدیقی قوت بازو زرہ عثمانی
خود خالدی بالائی سرو شتہ فاروقی زیب کمر شمشیر علم ہمیری ذوالفقار حکمت حیدری
جن کے مبارک ہاتھ میں برق کی طرح چمک رہی تھی وہ جرنیل علمی سپاہ کے افسر
اعلیٰ کون تھے ۔ امام غزالی ۔ حارس محاسبی ۔ ابو المنصور ماتریدی ۔ ابو الحسن
اشعری ۔ امام رازی قطب الدین شیرازی غرض ان سب افسران علم السلام نے

بعض تعریف قلعہ اسلام دیگر امامان انسان محافظ قلعہ اسلام عرشی المقام

اس قلعۂ معلّی ایمان کی دار المملکۃ کی پورے طور پر حراست کی اور صرف حراست
ہی نہیں بلکہ سپاہ فلسفہ نے جس موقع پر مخالفت کی ایک پرزور دھاوا کر کے
کتنوں کو مار گرایا اور کتنوں کے ہتیار چھین لیے کہ انجام کار انھیں ہتیاروں سے
فلسفہ کی فوج کی گردنیں قلم کیں اور صفیں کی صفیں صاف کر دیں۔ آفسوس کہ
اس پچھلے دورۂ پرشور میں نئی فلسفے کا وحشی گروہ میدان خالی پاکر پھر قلعۂ
ایمان پر یورش کی طیاریاں کر رہا ہے۔ اب ویسے بہادر شہسوار جو اپنا زور بازوئے
ایمان شمشیر علم کی براقی دکھا کے عقبے کی دار السلطنتہ کو رہگرا ہوئے کہاں ہے
آئیں جو ایمان کے عالی شان قلعے کی اطراف سے فلسفے کے وحشی گروہ کی مدافعت
کے لیئے سرگرم ہوں۔ آفسوس کہ اس پچھلے دورہ کے علمی شہسواروں نے ہتیار
رکھدیئے کمریں کھول ڈالیں اور اس قلعۂ ایمان کی حراست کی طرف ذری توجہ نہیں
فرمائی کیونکہ اس دار السلطنتہ آسمانی کا پہلا پھاٹک جسکی حراست اور اطراف سے
زائد درکار ہے وہ حضرت نبوت عرشی پایگاہ قلعۂ ایمان کا پہلا دروازہ ہے
چونکہ ہیبت اسلام سچا ہی خود ایک سپاہ گردوں پناہ سے کم نہیں اگر کوئی ایک بھی
علمی شہسوار اس قلعۂ ایمانکی اگلے پھاٹک کی حراست پر آمادہ ہوجائے تو پھر
سپاہ معقول نامعقول زنہار اس قلعۂ ایمان پر یورش کی جرارت نہیں کرسکتی وہ
پہلا پھاٹک قلعۂ اسلام کا کون ہی پایۂ نبوت پایگاہ سفارت سرورانبیا ہے
ہرچند متوسط دورے کے عالی مقام دانشوران علم و اسلام نے قلعۂ اسلام
کی حفاظت کے لیئے عقائد اسلامیہ کے متون میں مباحث نبوۃ کی میدان میں
شمشیر تقریر کی مختصر طور پر وہ جوہر دکھائے کہ حامیان اسلام کے نزدیک قابل داد

ہین اس پچھلے دورسے کے طرز پر اور اوس زمانے کے فلسفی خیالوں کے مناسب
اس اعلیٰ درجے کے مضمون کی تقریر جس روش پر درکار ہے اس اگلی روش کا
برتاؤ ہر دانشمند کے نزدیک مخالف کی مدافعت کے لیے کافی نہیں دوسرے
مباحث نبوت کے دلائل میں اس عالی مقام مضمون کے اثبات میں بیشتر
اختصار واقع ہوا ہے حالانکہ جس دعوی پر بہت سے دلائل فراہم ہوں
ہر جوہر دراک آپ ہی مخبر ہے کہ وہ مدلول کسی طرح برہم نہیں ہو سکتا خلاصہ
گزارش یہ ہے کہ اس مختصر تحریر مین دورۂ حالیہ کے مناسب اثبات نبوت
اور فلسفی شبہات کے رفع میں جس انداز سے تقریر واقع ہوئی وہ شرائع اور
احکام آلہیہ کے ثبوت کے لیے ہر دانشمند کے نزدیک کافی ہے کہ جب پایہ
نبوت حضرت سرور انبیا اعلیٰ پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو شرائع اور احکام
اصول و فروع میں کسی مخالف کو موقع سخن نہیں کہ ہر معقول والے جانتے ہین
کہ جب کوئی خاص چیز ثابت ہو جائے گی اوس کے لوازم آپ ثابت ہو جائینگے
ورنہ ملازمت بیکار رہو اور وہ لازم لازم اور وہ ملزوم ملزوم ہو یعنی جب
پایۂ رسالت سرور انبیا درجۂ ثبوت میں کرسی نشین ہو جائے تو شرائع اور
احکام تو اوس کے لوازم ہیں آپ واجب التسلیم ہو جائینگے اب ختم عنوان
تقریر کے بعد وہ مضمون اثبات رسالت حاضرین دربار اسلام کی انشراح
خاطر مذاق ایمان کی بامزہ پایۂ ایمان کے استحکام کے لیے جناب سلطنت
مآب کی حضور مین پیش کرتا ہوں باقی اس مقدمے کے تتمہ کے عنوان مین
یہ مضمون بھی خالی از لطف بار یابان دربار اسلام رہے کہ فلسفہ جسکی لغت

وبغاوت سرکار جاوید قرار نبوت الہیہ سے معرض تحریر میں آئی وہ وہی فلسفہ ہے جو خام معقولیون نے اپنے عقلی مقدمات سے اختراع کیا جسطرح دور تسلسل اجتماع نقیضین ارتفاع نقیضین اثبات الشئی مع نفیہ اثبات الاخص مع نفی الاعم اور اوس کے مانند عقلی استحالے نہ وہ عقل کلی ایزدی جو نبوت اور ولایت کے خورشید جہان تاب سے منور ہے کہ اس کا پایا اس عقل جزئی فلسفی سے بہت بڑھکر ہے جسطرح آلہ بصر ظاہری حواس میں بغیر بالذات یا بالعرض روشنی کے مرئیات کی ادراک میں عاجز ہے جوہر مدرک بلا نور نبوت کماہی ادراک اشیاء میں بالضرور قاصر کہ پہلی آفرینش اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلُ وَبِكَ اُعْرَفُ اُسی منور عقل سے مخبر ہے اور اس عقل فلسفی جزئی کا واقعی حال اس سے زائد نہیں کہ میدان معقول میں اس کی جولانی آپ مظہر ہے کہ سوای چند بدیہی امور کے اپنے معلومات پر آپ ہی اُسے اطمینان نہیں تو ہمین اوس کی ہدایت عامہ کا یہ پر کسطرح اطمینان ہو کہ علوم نظریہ میں اختلاف آرای عقلا اور فلسفیوں کی مختلف تحقیق اُن معلومات کی بے اطمینانی آپ جلوہ گر ہو رہی ہے کہ نفی و اثبات کی دو نو جہتین مختلف رای میں اکٹھا نہیں ہو سکتیں ایک اُن دونون عقلی تجویز دن سے ضروری غلط اور خلاف واقع ہے سو ہر مختلف رائے میں یہ احتمال واقعی غور کے قابل ہے اوسی نظر سے رسالت آسمانی نبوت ایزدی کے حقائق تکلیفی احکام اور اس کے نتایج ایزدی شرائع اور اوس کے اشرار ترکیب عالم موجود کی خواص و معانی تکوینی احکام کے منافع اور مناشی عقل جزئی دریافت میں طبقہ اسفلی تک ان معلومات کے فائز نہیں ہوسکتی ؎

فلسفی گوید ز معقولات دون　　عقل از دہلیز می ناید برون

دیکھیے انھیں معنی میں یہ رباعی اوکیا ہی عالم کی عقول میں کس آپنے تاب کی ہے

رباعی

گفتم بشمارم سر یک حلقهٔ زلفش	تا بو که بتفصیل سر جمله برآرم
خندید بمن بر سر زلفینک مشکین	یک پیچ بپیچید و غلط کرد شمارم
بسکه شنیدی صفت روم و چین	پای فی و عرش بزیر قدم
خیز بیا شان پیمبر ببین	دست فی دارض بزیر نگین

سرآغاز مرقع تصویر نبوت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ — من نیز حاضر می شوم تصویر جانان در بغل

پہلے سلسلہ دار عنوان تقریر یہ ہے کہ دانشوران علم کے جوہر دراک پر یہ مضمون مخفی نہیں کہ جسطرح نوع انسان کے اطوار وجود میں احساس اور تمیز کی پرے ایک ایسا ادراک ہے جو ادراک عقلی کے نام سے مشتہر ہے اسی طرز پر ادراک عقلی کے پرے ایک تیسرا ادراک ہے جو ایزدی سفارت اور نبوت کے نام سے موسوم ہے کہ اس کے جزئی اور کلی مدرکات عقل اور حواس کے پرے حامل نبوت پر جلوہ گر ہوتے ہین جسطرح ادراک واقعات عالم خواب کہ حواس وعقول اس حالت خاص میں برطرف اور بوجہ صراحۃ خواب مین دیکھا بیداری میں بشتر واقع ہوا سو خواص ترکیب جوہر مجرد اور جسم انسانی مین یہ ادراک خاص اس مرتبہ نبوت کے مدرکات پر ثبوت کامل نمونہ دل نشین ہے۔ اور حجۃ الاسلام امام غزالی کی رسالہ قدسیہ منقد مین پایہ نبوۃ کا عقل وحواس کی مرتبہ سے پرے ہونا اس اجمالی تقریر سے زاید شرح اور مبرہن ہے۔ پس ہمارے

دربیان حقیقت نبوت ثبوت رسالت الہیہ

قرآن پاک صحیفۂ مقدس ماخذ علوم نبوت کا واقعات آئندہ سے خبر دینا جس کے ادراک میں عقل وجواس قاصر ہیں ہر دانشمند قیاس کر سکتا ہے کہ دلائل نبوت پایہ ثبوت میں عمدہ دلائل سے کم نہیں از انجملہ ایک عظیم الشان واقعہ یعنی اس مبارک اسلام کی سلطنت کی وسعت جس کو ہم خلافت عامۂ کلیہ سی تعبیر کرتے ہیں کہ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ کی بنا پر عرب کے سرزمین سے یہ سچا دین نری خدا پرستی کا عالم کے نفوس کی اصلاح کے لیے اور ان کے دلوں کو ستھرا اور صاف کرنے کے لئے اور ایک جہان کو غیر خدا پرستی کے جنجال سے چھٹانے کے لئے اور سرکشونکی گردنیں آستان اسلام پر جھکانے کے لیے کس آسمانی شوکت اور دبدبے سے ظاہر ہوا اور ایران اور خراسان اور مصر اور شام اور افریقہ اور ایشیا میں جہاں نصاری اور گبر ونکی سلطنت کے نشان مضبوطی کے ساتھ پشتہا پشت سے قائم تھے سب کو زیر کر کے پھیل گیا اور اس ایک خداوند عالم کی بزرگی اور عظمت ظاہر کرنے کے لیے کہ ان دونوں وسیع سلطنتوں کے پہاڑوں اور جنگلوں اور آبادیوں کے پرانے گنبدوں میں اور خاص مدائن کے ایوان کسری اور سرزمین سوریہ اور ایشیای روم کے قصر قیصر میں اور ایران کے آتشکدوں میں اور شام کے یروشلم اور استبول کے گرجا گھروں میں تثلیث والوں اور آتش پرستوں کے خلاف ایک اللّٰہ اکبر کی دلربا آسمان فرسا بلند آواز گونجنے لگی اور اللہ جل شانہ کے نام پاک کی جہان فروز روشنی کرۂ زمین کے اکثر حصوں میں پھیلانے کے لئے شرقی جزائر چین اور ہندوستان سے لے کے جو حد شرقی ربع مسکون کی ہے اسپین اور جبرالٹر

دلیل دل نبوت
تقسیم پر پیشین گوئی
وسعت سلطنت
اسلامیہ پر

اور حد و دمغرب تک جسے حد غربی اور کنارہ بحر محیط کہتے ہیں خلافت عامہ کلیہ کی ایک
بڑی سلطنت روی زمین پر قایم ہوگئی اور اسطرف جرمن سے لے کے خلیج وینس
تک زیر کر کے اسلامی سلطنت کے پھر ہرے اور آسمانی سلطنت کے آسمان
فرسا نشان پیچ و پیچ فرانسیس تک پہنچ گئے کہ اسپانیول اور اٹلی کی مسجدوں در
اور مدرسوں اور صدر خانوں اور دار الامارۃ کے ڈھئے ہوے پرانے آثار بہادران
عرب کی جانبازیوں کے اسلامی گواہ اب تک موجود ہیں ؎

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ   آثار پدید ست شجاعان عرب را

ازانجا کہ سچی پیغمبر کے علامۃ صحایف آسمانی میں سفر خامس میں توراۃ کی ۱۸
باب مین زیب تحریر ہے کہ اوس کی پیشین گوئی کسی واقعہ کی علی وجہ الکمال
واقعی ہو نظر بران جب عرب کے دیہات اور شہروں سے اس خداوند جل علا
کے نام پاک کی آواز اور اوس کی تعظیم سر آغاز اسلام میں مخالفوں کی روک
ٹوک سے باہر نہ نکل سکتی تھی اور صحابہ مسلمانان عرب کی سر آغاز اسلام میں
نہایت کمزوری اور بے سرمایگی پر نظر کر کے کسی قرینۂ عقلی کا بھی اس پیشین
گوئی کے لیے موقع نہ تھا ایسے وقت میں وہ کتاب مقدس روی زمین پر
خلافت آسمانی شوکت اسلامی کی آیندہ پورے طور پر استقرار سے صاف صاف
خبر دیتی ہے آیا دیکھتے نہین کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ
دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ کس تاکید کے ساتھ اس خبر کے انوار چمک رہے ہین
آیا سنتے نہیں کہ وہ کلام پاک اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَا

فیھا اَقصٰی الغالبون کس دبدبہ کے ساتھ اطراف روی زمین پر آسمانی سلطنت
کی خبر دی رہا ہے یعنی پروردگار عالم نے ایمانداروں سے وعدہ کیا ہے کہ
انہیں سلطنت اور خلافت سے سرفراز فرمائے گا جیسا اگلے نبی اسرائیل کو مصر
اور شام میں عمالقہ کے بعد سرفراز فرمایا اور جو دین اسلام اُن کے لئے پسند فرمایا ہے
اوس کو مضبوطی کے ساتھ روی زمین پر قائم فرمائیگا اور فرمایا ہے دوسرے
مقام پر کہ آیا دیکھتے نہیں کہ ہم روی زمین پر چلے آتے ہیں اطراف زمین دار الکفر
کو گھٹاتے ہوئے آیا باغی اور بے ایمان لوگ سر بر ہو سکیں گے اسی لیے اس
مخبر صادق اور عظیم الشان سفیر اعظم نے خبر دی کہ زُوِیَتْ لِیْ مَشَارِقُ
الْاَرْضِ وَمَغَارِبُهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ یورپ اور پچھم زمین
کی مجھے دکھائی گئی فراہم کرکے نزدیک تر سلطنت میری امت محمدیہ کی مشرق سے
زمین مغرب تک پھیل جائے گی سو اس بشارت کی عنبرین خوشبو اسلامی عالی
دماغوں کی ایمانی قوت شامہ ہی آشنا ہے۔ مثنوی۔

مصطفیٰ را وعدہ کرد الطاف حق — گر بمیری تو نہ میرد این سبق
چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ — دین تو گیرد ز ماہی تا بماہ
تا قیامت باقیش داریم ما — تو مترس از نسخ دین اے مصطفیٰ
خیز در دم تو بصور سہمناک — تا ہزاران مردہ بر روید زخاک
چون تو اسرافیل وقتی راست خیز — رستخیزی ساز پیش از رستخیز

اور اس کے سوا یہ کتاب پاک دستاویز نبوۃ آنحضرت کے مقدس اور مبارک
ہاتھ میں جن کے سر آغاز وجود سے لیکے ظہور نور نبوت تک ایسی قوم میں بود و باش

رہی کہ نہ آسمانی علوم سے آشنا اور نہ یونان وفارس کے حکمی علوم سے باخبر ضدی اور
جاہل محض خانہ جنگی اور ذری ذری سی بات میں دست بقبضہ ہو جانا اس زمانے
کے افغانون کی طرح ان کے بائین ہاتھ کا کھیل تھا۔ اور کتاب وہ کہ فاتحہ تقریر
عنوان عبارت سے لیکر پایان تقریر تک حکمت کی باتون اور دانشمندی کے
مضامین سے پر خدای پاک کے صفات اور تسبیون کا علم جو حکمی علوم الہیات
کا جزو اعظم ہے تہذیب نفس اخلاق کی تحسین جو حکمت عملی کا خلاصہ عنوان ہے
سیاست مدن انتظام سلطنت کے قاعدے میزان عدالت معاملات سے متعلق
کہ جو نوع انسان کے افراد ہین اس کارخانہ تمدن مین دائر رہا کرتے ہین
کاملین کے حالات خاص لوگون کے واقعات ناقصین کا انجام کار عبرت اور
اعتبار کی نظر سے کس تصریح سے بیان کئے ہین کہ مولوی نذیر احمد مرحوم کے
ترتیب دی ہوی فہرست قران مترجم مقدمہ قران پاک میں ان ساری مضامین
علمیہ سے ہر آیتہ اور سورۃ مین جدا جدا تفصیل وار نشان دے رہی ہے کیا
شک ہے اسمین کہ یہ کتاب حقائق الہیہ اور کونیہ کے معارف کو جامع نہین ہے
اے اہل انصاف ارباب نظر ذرا عقل کی نگاہ سے عصبیت کا حجاب اٹھا کے
دیکھو تو سہی کہ کیسی عمدہ دانائی کی سی اس کی تقریر ہے کہ ہر چیز کی کنہین
اور باریکیان اس طرز سے کہ ہر عامی کی سمجھ میں آسکین اور کارخانہ قدرت
کی دلیلین ناقصین کی خبردار ہونے کے لیئے خداوند پاک کے جزئیات عالم سے
احاطہ علمی کی راہین کہ ہر عامی کو سمجھنا دشوار نہوں کس خوبی اور توضیح سے بیان
کی ہین وعظ اور نصیحت کی تقریر بھی کیسی دلربا اور دلچسپ اور مناسب ہے کہ

خطابت کی روش کی انتہا ہوگئی تھا تو بھی کہ اس طرز و اسلوب کا کلام کہ نظم ہے اور نہ نثر مسجع ہے اور شراب و کباب بزم نہ رزم باغ و صحرا خط و خال حسن و جمال ناز و ادا وصال و فراق کے مضامین جس میں لطافت سخن کو بڑی گنجایش ہوتی ہے یہ کتاب پاک ایسے مضامیں سے بالکل معرا باایں ہمہ کیسی لطافت اور بلاغت کی خوبیوں کو حاوی ہے جس کو ابو ربیعہ شاعر یمنی جو معلقات سبعہ کے قصیدے کا ایک مصنف تھا دیکھکر دنگ ہوگیا حسان بن ثابت شاعر عرب جس کا والد و شفیقہ ولید بن عقبہ جس کو ہر فن کی قابلیت میں ریحانۃ العرب کہا کرتے تھے اس کلام پاک کو سنکر آپ کہنے لگا کہ اس کلام کے طرز و اسلوب پر تو انوار چمک رہے ہیں اور اس کلام کی شاخیں میووں سے پر ہیں اور اس کلام کی جڑ نہایت مضبوط ہے اور یہ کلام زینہار مغلوب ہونیوالا نہیں اور یہ کلام ہمیشہ غالب رہیگا انیس ابوذر کے بھائی جو عرب کے اعلی درجے کی شاعروں میں تھے قران پاک کے بارے میں باعلان کہا کرتے تھے کہ سَمِعْتُ قَوْلَ الْکَھَنَۃِ فَمَا ھُوَ قَوْلُھُمْ وَاِنِّیْ وَضَعْتُ قَوْلَہٗ عَلٰی اَقْرَاءِ الشُّعَرَاءِ فَمَا یَلْتَئِمُ عَلٰی لِسَانِ اَحَدٍ بَعْدِیْ اَنَّہٗ لَشِعْرٌ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَصَادِقٌ وَاِنَّھُمْ لَکَاذِبُوْنَ میں نے کاہنوں کے کلام سنے زینہار یہ کلام کاہن کا نہیں میں نے اس کلام پاک کی روش اور اسلوب کو شعروںکی طرز پر لگا کرکے جانچا سو یہ تقریر میرے بعد کسی کی زبان پر روان نہیں ہوسکتی کہ اس کا طرز شعر کی روش پر ہے خدا کی قسم کہ یہ کلام سچا اور ان سب کا بیان جھوٹا شک نہیں ہے کہ یہ صحیفہ مقدس۔

اَمْ دُرَّۃٌ مَا اسْتَعْمَلَتْ نَظَّارَۃً　　اَمْ زَھْرَۃٌ مَا اَظْھَرَتْ بِکَمَامٖ

انتہی سچ تو یہ ہے کہ ہزاروں عزیز جانوں کے گرانبہا جواہر اس کتاب پاک پر

نثار ہوں تو کوئی چیز نہیں - با این ہمہ افسوس کا مقام ہے کہ شمع کافوری بلورین فانوس
میں کیسی ہی روشن ہو کور مادر زاد کے نزدیک اسمین اور دیوار میں کوئی فرق نہیں
ایام بہار کی فرح بخش تاثیر سے دلوں میں انشراح طبیعتوں میں امنگ آپ ہی
آپ پیدا ہو جاتا ہے سوداوی مزاج اگر اس کیفیت سے کامیاب نہوں تو فنا و مادہ
کا قصور ہے - سحر کی ایک علامت کہ انتہا درجے کی تاثیر کہ جوہر روح قابل میں
اپنی معانی کی تاثیر پیوست کردیتی ہے اور کوئی نشانی فن سحر کی نہیں شعر اور
روی کی نشانیوں سے صرف قافیے کا التزام تو البتہ سیاق نظم میں نظر آتا ہے باقی
کوئی علامت فن شعر کی نہیں بڑا امر تو یہ ہے کہ لوازم شعر سے مخیلہ مقدمات کا کہیں
شائبہ تک نہیں کارخانہ قدرت کی واقعی نفس الامری واقعات سے معمور با این
ہمہ جزئیات کونیہ عالم سفلی سے کمتر بحث ہاں عوام مقیدان حواس کے کہیں کہیں
سمجھانے کو بلکہ اکثر یہ کلام اعجاز کا بھرا ہوا معارف کلیہ الہیہ سے خبر دیتا ہے
مبدائ معاد واقعی کے واقعات جو دانشمندوں کے سلسلہ وجود کی نہایت دریافت
کرنے کے لئے عاقلوں کے تیقظ کے لئے درکار ہیں تفصیل وار ہدایت فرماتا ہے
جو امور عقل سے دور عوام کو نظر آتے ہیں بنظر استحالہ اعادہ معدوم جیسے معاد
نفس الامری واقعی وہ خود ایسی واضح دلیلوں اور برزور حجتوں سے ثابت
کئے ہیں کہ وہ عقل میں نہ آنا آپ ہی بیخ و بن سے اکھڑ گیا ہے اور اس کے
سوا وہ شریعت صاف اور ستھری جس میں ایک خداوند عالم کی تعظیم اور
اس کے جلال اور کبریائی اور اوس کی کریمی اور اوس کی اطاعت اور فرمانبرداری
کا ضروری ہونا جوہر نفس کا تزکیہ دنیائے دنی سے بے تعلقی عقبے کی سعادت

دلیل سوم اثبات نبوت مظہرہ و اخلاق فاضلہ

دلیل چہارم ثبوت رسالت بعلوم آنحضرت

کی رغبت جس مین روحانی اور عقلی لذتون کے سوا کیا کیا سامان انشراح اور کیا کیا
مسرتین ہیں کسطرح سے بار بار عمدہ تقریر سے بیان کئے ہیں پس جب کوئی طریق ہدایت
اس کے علاوہ کسی پیغمبر مین پایا نہین جاتا پھر اس کتاب کے الہامی کتاب ہونے
میں اور صاحب کتاب یعنی آنحضرت کی آسمانی سفارت کے اعلیٰ درجے کے
عہدہ دار ہونے مین کوئی شک وشبہ ہوسکتا ہے زنہار عقل دوربین باانصاف
دانشمندون کے نزدیک کوئی شبہ نہین ہوسکتا اور اس کے سوا یہ امر ہر دانشمند
کے ذہن مین صاف طور پر ظاہر ہے کہ اگر کسی کو کسی فرد نوع انسان کے بارے مین
جو ایزدی سفارت کا مدعی ہو شبہ واقع ہو کہ آیا وہ فرد خاص واقعی پیمبر ہے کہ
نہیں تو اس شبہے کا رفع اور اس امر کا یقین بغیر تحقیق و دریافت اس کے حالات
اور لوازم نبوت کے نہین آسکتا اور چونکہ دریافت کے دو ہی طریقے ہین مشاہدہ
یا نقل صحیح تقریری ہو یا تحریری تو اگر مدعی نبوت کے زمانے کا ادراک واقع
ہوا تو حسی مشاہدہ سے اوس کے حالات علمی اور عملی جو لوازم نبوت ہین
دیکھنے والے پر مخفی نہین رہ سکتے اور غیبت زمانی میں نقل صحیح تاریخی یا دیکھنے
والون کے بیانات سلسلہ وار جسے ہم سند متصل کہتے ہین صاحب نبوت کے
حالات اور لوازم نبوت آپ ظاہر ہو سکتے ہیں پس جسطرح کوئی فن ڈاکٹری
یا انجنیری جانتا ہو تو کسی ڈاکٹر کے علمی برتاؤ اور عمدہ معالجات ہسپتال
کے مشاہدے سے آپ اس کو دریافت ہو جائیگا کہ یہ ڈاکٹر اعلیٰ درجے کا
طبیب اور انگریزی معالجات کا بہت بڑا عالم ہے اور ایسے ہی تعمیرات کے
کارخانے میں ہندسی باریکیوں اور اقلیدس کے قانون کا برتنے والا دیکھنے

والے کے نزدیک آپ ظاہر ہوجائے گا کہ یہ شخص فن انجنیری میں کامل دستگاہ رکھتا ہے
اور تعمیرات کے علم کا بہت بڑا ماہر ہے یا جیسے ارسطو اور افلاطون الہی کا یونانی
علوم میں فاضل و متبحر ہونا فیثاغورث کا نظام شمسی اور علم فلسفیہ کا عالم ہونا یورپ
کے فاضلوں میں نیوٹن اور ہرشل کا فلاسفر ہیات کے فنون میں دانشمند ہونا
جس نے انہیں دیکھا نہیں جس نے اُن کے علمی حالات جانے نہیں کیسے معلوم ہوا
اسطرح سے کہ جب فلسفہ اور فن نظام شمسی کی ماہیت دریافت کرلی اور بعد اسکے
انکی تحقیقات اور انکی کتابیں ان علوم میں دیکھیں تحقیقی طور پر نہ تقلیدی آپ
دریافت ہوگیا کہ یہ سب اعلیٰ درجے کے فلسفی اور نظام شمسی کے بہت بڑے
عالم تھے سو تم بھی نبوت کی ماہیت دریافت کرکے اس کتاب پاک پر اور پیمبری
اخبار پر نظر کرو دوڑاؤ اور آپ کے حالات کو دریافت اور تحقیق کرو آپ تم کو
تحقیقی علم آجائیگا کہ ہمارے آنحضرت ایزدی بارگاہ میں کیسے اعلیٰ درجے
کے نبی اور کس پایگاہ کے سفیر اعظم تھے اور یہ امر تو کسی دانشمند پر تاریخی علوم
کے چھپا نہیں کہ ہرچند اوس جل و علی نے اپ ارشاد فرمایا کہ لعلک باخع نفسک
علی اثارہم ان لم یومنوا بہذا الحدیث اسفا۔ ہمارے حضرت کے خدام
کس اہتمام کے ساتھ عالم کی ہدایت عامہ کلیہ میں اور بت پرستی کی ظلمت سے
نکالنے میں باایں ہمہ اس کے کہ مخالفوں سے ہزاروں زحمتیں اور اذیتیں
اُٹھائیں کیسے سرگرم رہے اور کس لطف اور نرمی کے ساتھ لوازم نبوت
کے اظہار میں اخلاق کی تحسین عادات کی اصلاح جوہر روح کے صاف ستھرا
کرنے میں اجزائی موجودات کو مبدا کل سے آشنا بندوں کو اوس کی بارگاہ

ہیں باریاب اور روشناس کرنے مین تمام عمر کیسے مصروف رہے -

چندبت بشکست احمد درجہاں | تا کہ یارب گوی گشتند امتان
گر نبودے کوشش احمد تو ہم | می پرستیدے چو اجدادت صنم
این سرت وارست از سجدہ بتان | تا بدانی حق او بر امتان

ہاں آخر میں سرکشوں اور ضدی لوگونکی قلع و قمع میں جو خدائی سلطنت کے مخالف تھے جا بجا جو تجویز سزائے کفر عملاً واقع ہوئی سو بجا واقع ہوئی

محیطے چہ گویم چو بارندہ میغ | بیک دست گوہر بیک دست تیغ
بگوہر جہان را بیارا استہ | بہ تیغ از جہان داد دین خواستہ

کیونکہ جب یکھا گیا کہ حق بات کا سمجھنا بوجھنا سوائے اون دانشمندوں اور اچھی استعداد والوں کے جو علماً اور عملاً آپ کی ہدایت عامہ کلیہ سے کامیاب ہوئے بقیہ اہل عرب میں کچھ اثر نہیں کرتا اور مرتبہ تنزیہ اور توحید سے محض ناآشنا استعداد کے فساد سے تشبیہات اور تصویرونکی پرستش کے جال میں ان کے مدرکے اُلجھے ہوئے ہیں اس اُلجھاوٴ سے اب اون کا نکلنا ممکن نہیں اور اونکی استعداد کی خرابی اور اندرونی ملکات کا فساد اور دن میں کبھی سمی مادے کی طرح ایک مہلک تاثیر پیدا کریگا تو اون کے لیئے یہی زیبا تھا کہ جو معاملت واقع ہوی اسلیئے کہ خداوند عالم کا اپنے بندوں کو تکلیف دینا ایجابی اور امتناعی احکام سے اون کی دونو عالم کی مصلحہ بالغہ کے لیئے ہے جسے اونکی عقول و افہام قاصر ہیں ہر طرح بہتر تھا۔ اوس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک معزز شخص کہ اوس کے چند غلام بیمار ہوگئے

سواوس نے ایک شخص کو اپنے خاص بندوں سے اس امر پر مقرر کیا کہ انکے
ازالۂ مرض کیواسطے انھیں دوا پلائے اور مضر چیزوں سے پرہیز کرائے
سواگر وہ خواص جو اس کام کیلئے مامور کیا گیا ہے ان بیماروں کو زبردستی
اور جبر ہی سے دوا پلائے تو بھی زیبا ہے اور اس فعل پر کوئی معترض
نہیں ہوسکتا بااین ہمہ اسکی مہر و رحمت اس امر کی بھی مقتضی ہوئی کہ
ان بیماروں کو دوا کے منافع بھی تفصیل وار ظاہر کردیئے جائیں تاکہ
وہ لوگ رغبت کے ساتھ دوا کا استعمال کریں اور ان مجرب دواؤں میں
ذری شیرینی بھی ملادی جائے تاکہ عقلی اور طبعی دونوں رغبتیں اس دوا
پینے میں معین ہوں اسیطرح صاحب نبوت کا پہلا فرض منصبی یہ ہے کہ
ساری قوم کے عادات اور باطنی ملکات مین جو خراب ہو رہے ہیں غور
فرمایے اور دیکھیئے کہ انکی عقلی قوت اعتدال سے کس درجہ تک معرض
انحراف مین ہے اور وہ خواص ایزدی سفیر آسمانی بنظر روحانی طبیب ہونے
کے ضرور ہے کہ ساری قوم کے اصل مرض کی تشخیص کرے پس ان کے عادات
کی اصلاح اور اندرونی ملکات کی صفائی اور عقلی قوتوں کو انحراف سے
وسط میں لانے اور آسمانی احکام کے فرمانبردار کرنے اور روحانی امراض
کے مٹانے میں انتہائی کوشش عمل میں لائے اور خاص کر امور مذکورہ
بالا میں کامل طور پر سرگرمی اور انتہائی عرق ریزی سارے ایزدی خطابات
اور آسمانی احکام کی ہدایت پر مقدم جانے بعد اوس کے چونکہ بسبب قاعدہ
حکمت وہ دانشمندی نوع انسان کا اپنے مطبوعات اور مالوفات کی طرف

شتابی کرنا اور مضر چیزوں سے گریز قوت وہمیہ کے ضروریات اور خواص
میں ہے نظر بران حامل نبوت کو ضرور ہے کہ انکی خواہش کی چیزوں
اور مرغوب اشیا ءمین غور فرمایے اور اونکی قوت وہمیہ کی فرمانبردار
کرنے مین جس چیز کی طرف بالطبع یا موافق تمدنی ضرورتوں کے پورے
طور پر خواہشمند ہوں بطور انعام خداوند بندہ نواز کی طرف سے
امیدوار کرے اور جس امر سے طبعاً اور بسبب حاجات معمولی خوف
کرتے ہوں اور اپنے لیے بالطبع مہلک و مضر جانتے ہوں اس سے
قطعاً تحذیر فرمائیے جیسے باغ بہشت کے حور قصور حسّی لذائذ ایک
وسیع سلطنت اور انوار جمال کا مشاہدہ روحی انعام اور طوق و زنجیر
آتش سوزان قید و بند آلام حسی اور ازینجا کہ بدن انسانی کی سلطنت
میں عقل وزیر ہے حکمت کے قاعدے سے اور وہم صاحب الامر
وزیر اعظم کی طرف سے اس سلطنت کا فرمانروا ہے سو جب عقل اور وہم دونوں
تابعدار ہو گئے تو سارے اجزا اور ارکان اور توابع اندرونی قوتین
حسی جوارح اس سلطنت کے آپ فرمانبردار ہو جائینگے اور اس تدبیر سے
عالم بالا کے معاد واقعی اور دینوی معاش کی بہبود کی امیدمین اچھی
استعداد والے خدا کے بندے بیشک نہین ہے کہ کمتر انحراف فرمائینگے
بعد اس کے ظاہر ہے کہ انمین بہت سے لوگ ایسے بھی ہین کہ بدترخواہشین
اور درندوں کے سے اخلاق اور شیطانی وسوسے جب ریاست مین
انپر غالب ہو رہے ہین اور اون کے دلوں میں سما کے ہوئے ہیں

اور اپنی قومی ریاست اور وجاہت اور اپنے گروہ کی شوکت کی وجہ سے
اسی ضنفی اور قومی پرانے خیالات کے خلاف انھیں اپنے فائدے اور
بھلائی کی باتیں سننے کو جی نہیں چاہتا اور ان مفید باتوں پر کان نہین
دھرتے اور اوسپر یقین نہین ہوتا۔ اور نہ ان ایجابی اور امتناعی فرمان
کے محاسن اور خوبیون پر غور کرتے پس اون کے لیے ان کے خداوندی
رحمت اور مہر وکرم اثبات حجت ہی پر مقصور اور موقوف نہین بلکہ
اس خداوندی رحمت اور مرحمت ضرور اس امر کو مقتضی ہے کہ اینسے
فی الجملہ جبر وقہر کی معاملت بھی برتی جائے اور انکی بنا ہی شوکت اور
وجاہت ڈھائی جاے تاکہ ایمان اور ایمانیات جوان کے کارخانہ
زیست اور معاد واقعی کو نافع ہین انکی طبیعتوں کے خلاف ان کے
بیمار دلونکی اصلاح کرین جیسے دوای تلخ شفاخانہ میں پلاتے ہین گو
ناگوار طبع ہے لیکن ہر طرح سے مفید ہے سو وہ قومین جن مین ضد
اور ہٹ شدید ہے اور درندوں کے سے ان کے اخلاق ہین اونکی
شوکت مٹانا اور اون کے دنیا کی منفعت کی چیزین چھین لینا کہ وہ اپر
قادر نہوسکین یہ ان کے لئے انجام کار کو مفید ہین تاکہ ان کے ساتھی
گروہ اور اون کے ذریات اس شوکت اور سرمایہ وجاہت کے
ٹوٹنے سے دائرہ ایمانیات مین درآمین اور دین و دنیا کے منفعت
کے احکام کی تعمیل کرین اسلیئے ہماری پیشوا علیہ الصلواۃ و التسلیم نے
کیا سچی اور حکیمانہ بات فرمائی ہے کہ خداوند عالم تعجب فرماتا ہے ان

لوگوں سے جو زنجیروں میں باندہ باندہ کر زبردستی بہشت میں داخل کئے جاتے ہیں خلاصہ تقریر یہ ہے کہ اس خدا و ند بندہ نواز کی رحمت کاملہ ہے کہ اون کو انکی بھلائیوں کی طرف ہدایت فرمائے اور اون کے ظالموں کو ظلم وستم سے روکے اور ان کے سیاست مدن اور تدبیر منزل کی جسقدر رعونق نفس الامری اور حکمت اور عدالت سی منحرف ہے تعدیل اور اصلاح کرے سو با این ہمہ جو خراب اور موذی گروہ ہیں اور جن میں انتہا کی ہٹ اور ضد ہے وہ لوگ بجائی زہر باد کے ہیں اور جب زہر باد کسی عضو خاص میں ہو جاتا ہے تو ڈاکٹری قاعدہ سے اس کا کاٹ ہی ڈالنا بہتر ہوا کرتا ہے تاکہ اس کی سمیت اور اعضا میں سرایت نہ کرے اور انکو خراب اور بیکار نکردے اور جس بیمار کو جیسے دیوانہ کو اپنی مہلک بیماری کا علم و یقین نہو اوس کو زبردستی اور جبری سے دوا پلانا ہاسپٹل میں ڈاکٹری قاعدے سے ضروری سمجھا جاتا ہے اور دانشمندی کے قاعدے سے ضروری سمجھا جاتا ہے اسلئے کہ دانشمندی کے قاعدے سے موذی گروہ کی مدافعت امر معقول ہے اور مدینہ کی عافیت کیلئے اہل فساد کا ہلاک کرنا محکوم اصول حکمت ہے اور ہر گاہ باغیان سلطنت مجازی و بیزی کو قانوناً ہلاک کرنا اور قتل قتال لازم ہے تو باغیان شاہنشاہی حقیقی ازلی کا ہلاک اون کا وجود ہی مٹا دینا کیونکر واجب اور لازم نہوگا۔ اور عیسائی لوگ تو ان باغیوں پر جہاد مقدس کی نسبت کچھ کہہ نہیں سکتے کہ آخر عیسائیوں ہی میں ملک ہسپانیہ میں محکمہ انکویزیشین اسی لیے قرار پایا تھا کہ لوگوں سے مذہب عیسائی بجبر قبول کرایا جائے۔ اور دوسرے

توراۃ میں جس کو یورپ والے عہد عتیق کی آسمانی کتاب کہتے ہیں الزامی اور نقلی دلیل کے اعتبار سے جس طرح کسی سلطنت اور کسی گورنمنٹ کے باغی کو سزا دینا واجبات سے ہے موسوی اور داؤدی اور یوشع بانیوں کے محاربات سچے دین کے پھیلانے کے لئے اور آسمانی سلطنت کے باغیون کو سزا دینے کے واسطے تفصیل وار مذکور ہین جیسا عبرانی رسالے میں فرمایا ہے اور کیا کہوں کہ مجھے وقت فرصت نہین دیتا کہ میں جاعون اور باریق اور شمسون اور یفتاح اور داؤد اور صموئیل اور پیغمبرون کے حال سے خبر کرون کہ ایمان کے ذریعے سے سلطنتون کو انھون نے زیر کیا اور اچھا کام کیا اور وعدون کو اونھون نے پورا کیا اور شیرون کے منہ کو بند کیا اور آگ کی قوت کو انھون نے ٹھنڈا کیا اور تلوار کی تیزی سے رستگار ہوئے اور کمزوری سے زورآور ہوئے غرض جو چاہے توراۃ کے نسخے اردو فارسی وانگریزی دست بدست موجود ہین دیکھ لے سو یہ تقریر دفع دخل کے طور پر ضمنی تھی اصل مدعا یہ ہے کہ ہمارے آنحضرت کا اعلیٰ درجے کا پیغمبر ہونا سیکڑون دلیلون سے ثابت ہے آخر علاوہ اور وجہ ثبوت کے۔ آنحضرت کے ماندو بود پاکیزہ اور سیرت مطہرہ اور درویشانہ گذران پر ذرا غور کرو ایک شمہ اس کا یہ ہے کہ با این ہمہ اس کے کہ عملداری نبوت آپ کے حضور ہی مین اکثر عرب کے شہرون مین پھیل گئی تھی اور اللہ جل شانہ کا نام پاک آپ کے وجود باجود سے اس جزیرہ نما عرب کی آبادیون اور صحراؤن میں خاص کر حجاز مین بلند آوازہ ہو گیا تھا تہامہ اور فاران

پانچوین دلیل حالات ذاتی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

کے نشیب وفراز مین ایک مبدا فیاض کے مظہر کامل کی کشش سے آسمانی فیض کا مینہ برس رہا تھا بلاد مفتوحہ سے لاکھون روپیہ کی دولت مال غنیمت مین آیا ہی کرتی تھی لیکن سلطان عالم کا قصر وہی خانۂ خدا آپ کا بستر وہی بوریہ آپ کا فرش وہی گلیم سادہ آپ کا خزانہ وہی مشکیزہ جو آپکی غذا وہی نان جوین آپکا لباس مرقع وہی گندہ او رخشن رہا وہ ساری دولت خدا کے نام پاک پکا نے والون اور اس ایک خداوند کے محتاج بندون ہی کی نذر رہی آپکی اخلاق فاضلہ اہل نظر ارباب سیر پر اونکی وجود کی طرح ظاہر ہی کہ اظہار رسالت ایزدی ہدایت عامہ کلیہ مین ہماری حضرت سرور انبیا مین نفسانی خواہش اور حب دنیا کی ذری چھان بہی تھی کہ امیران قریش امرار حجاز زر گوہر جا بسر وت مال و دولت عورتین حسین آپ کو نذر کرتی تھی کہ بت پرستی کے تقدیم اور اظہار پیمبری سی باز آئین آپکی خدام نے کبھی اوس دولت اور ریاست کی پروانہ کی

چونکہ مخزن ہای افلاک وعقول — چون خسی آمد بر چشم رسول
پس چہ باشد مکہ وشام وعراق — کہ نماید او بچشم اشتیاق

نیز ہماری حضرت کے تاریخی واقعات اور حالات سی کسی دانشمند پر مخفی نہین کہ اپنی شان نبوت کی نفاذ مین رسالت ایزدی کی ابلاغ مین مخالفون سے ہزارون زحمتون اور بے انتہا مصیبتون کی برداشت کی اور آپ اوسپر صابر رہے اور ایزدی رسالت کی تبلیغ میں اصلاح نفوس میں برابر مستقل مزید بران جب اسلام کے مخالفون خدا کی باغیون کو زیر کیا اور اسلام کا

بول بالا اور کفر پسپا ہوا اور اونکی لاکھوں روپیہ کی دولت آستان اسلام
کے نذر ہوئی آپ کی مقدس طبیعہ مین ذری تغیر نہ آیا ولا عدل عینک
الی ما متعنا ازواجاً منہم زہرۃ الحیواۃ الدنیا نفتنہم فیہ اوس مقدس ذات کیلئے
نہ قصر امارت نہ خدام دولت نہ مسند زرین نہ کلاہ مرصع نہ لباس آرائش
نہ قبائے گران بہا نہ طعام پر تکلف نہ سامان حشم تھا وہ جوہر پاک ان
طبعی خواہشمندوں سے بالطبع نفور آغاز نبوت سی انتہا تک
دنیا کی مال و دولت سے زہد کی شان نمودار رہے ۔ سیرۃ مطہرہ
و اخلاق فاضلہ کی یہ حالت کہ بادیہ نشینان عرب کہ اس کی نظیر
بدونکی حالت اس زمانے مین مزاج کی سختی میں ایک جہان کو
معلوم ہے کیسے رام ہو گئے کہ آپ کے قدمون پر سر فدا کرتے تھے
اور اس سامان پیمبری شوکت کے ساتھ فروتنی اور تواضع کا یہ
عالم کہ جو اس گلیم پوشی میں آپکی خدا داد ہیبت حق کے آثار دیکھ کے گھبرا جائے اثبات نبوت مطہرہ و اخلاق فاضلہ
اور کانپ اٹھے اس سے آپ یہ فرمائین کہ لَا تَخَفْ مِنِّيْ فَاَنَا ابْنُ امْرَاَةٍ
عَرَبِيَّةٍ تَاكُلُ الْقَدِيْدَ یعنی مجھ سے کچھ خوف مت کر کہ میں ایک عربی
عورت کا بیٹا ہوں کہ خشک گوشت جس کی خوراک تھی جو عرب میں
بے سر و مایہ لوگونکی خوراک ہے اور اخلاق مین جود و سخا کا یہ
عالم کہ دنیا کا مال و زر آپ کے حضور میں سنگریزوں کے برابر تھا ۔ آپ کے
تاریخی حالات عام طور سے خبر دیتے ہین کہ کبھی کسی سائل کی ضرورت
مین مویشی اور جانوروں کا گلہ جو حجاز مین دو پہاڑون کے بیچ مین

پھیلا ہوا تھا ایک دم میں بخش دیا اور کبھی لو روپے پر لاکھ درم سے زائد آگئے حضور میں مال دنیا فراہم ہو گیا ہے اور وہ چار منٹ میں سارے حاضرین دربار کو لٹا دیا ہے ؎

اقبال کرم میگزد ارباب ہمم را | ہمت بخورد نشتر آری و نعم را
ناموس نگہداشتی از جود بگیتی | جز پردگیان حرم معدان ویم را
وقت ست کہ این قوم بہر کوچہ و بازار | پر سند زہم منشائی رسوائی یم را

یہان تک کہ ایسے بے تحاشا جود وسخا میں حضرت مدبر عالم کی طرف سے ہاتھ روکنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ الی آخرہ۔ سو یہ سارے حالات اسلامی تاریخون میں حدیث کی کتابون میں بسند متصل تفصیل وار مذکور ہین اور یوروپین کے واقعہ نگارون میں گبن اور ٹیلر لی بان فرانسیسی ڈیتو نیفورٹ اہل تحقیق مورجان یورپ جس کی تصدیق کرتے ہین سو بعد دریافت ایسے عمدہ حالات کے اب بھلا بتائین تو سہی کہ کھین سے سوائی للہیت اور نبوۃ کی شان مین صداقت کی معاذ اللہ نفسانیت کی بو بھی آپ کے مبارک حالات سے ظاہر ہو سکتی ہے اور اس کے سوا وہ علوم جو آنحضرت سے دفترون مین بسند متصل مضبوط ہین الہیات اور سیاست مدن کے سوا معاملات کے کلی قاعدے جیسے بیع اور ہبہ اور رہن اور اجارہ اور شفعہ اور شہادت معاہدہ اور طریق مقدمات کے فیصلہ کا اور سزائی جرایم اور بندش لگان اراضی اور تحصیل خراج اور ترکے کی تقسیم علی حسب السہام جو سلسلہ دار بسند متصل حدیث کے

دفتروں میں ثقہ راویوں سے مشرح مذکور ہیں اور جو اس سلطنت برطانیہ و دولتا انگلشیہ کی فوجداری و دیوانی قانون عدالت کے ماخذ ہیں با این ہمہ آپ کے امی ہونے کے اور حضرت کی ماند و بود کے ایسی جاہل قوم میں کہ ایک چشمہ علوم آپ کی ذات مقدس سے پھوٹ نکلا۔ کوئی دانشمند دراک تجویز کرسکتا ہے کہ سوائے دریائے علوم آسمانی کے اور دوسرے مقام کا فیض تھا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ الآیۃ القل سیمۃ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ الآیۃ درپارہ بست و یکم ۵

نگار ماکہ بہ مکتب نرفت خط ننوشت　　　بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

سبحان اللہ روحی فداک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، شعر

زفرق تا قدمت ہر کجا کہ می نگرم　　　کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اور اس کے سوا ایک تقریر عقلی مقدمات کی ترتیب کے ساتھ اثبات نبوت میں عرض کرتا ہوں کہ ہر کسی کا جو ہر دراک الف طبیعت و ہم خیال خارجی آفتوں سے اگر محفوظ ہے اس مضمون جان فروز کی طرف تخیر ہے کہ وہ خداوند جس کی بندہ پروری کی شانوں میں ربوبیت کی شان سارے عالم پر چھائی ہوئی ہے اور جس کے افاضہ وجود اور کمالات ہستی سے سارا جہان بہرہ ور ہے اوس کی فرمان بری اور اطاعت سارے جہان پر لازم ہے خاص کر جب اصلاح نفوس عالم اور اون کے مدارک کی آراستگی اور توجیہ اوس منعم جل وعلا کی طرف قانون اطاعت میں منحصر ہو ہرچند یہ دلربا

ذکر اثبات نبوۃ بتمہید و ترتیب اینکہ اطاعت کردن واجب بالذات تعالی شانہ

مضمون ہدایت کی نظر سے برہانی الثبوت نہیں لیکن عامہ نفوس کی تسکین
اور استقرار کی نظر سے ان معانی کی تقریر کو اثبات و ثبوت میں لانا ذکیا کے
لیے انتعاش روح سے خالی نہیں۔ سو اس تقریر کا زیبا عنوان یہ ہے کہ افراد
نوع انسان کی فرمان بری واقعی طور سے دو وجہ پر مقصود ہے امید نفع
یا اندیشہ ضرر جس طرح ملازم اپنے مخدوم کی فرمانبری بامید ماہوار اور رعایا
حکام و فرمان روا کی اطاعت اور ظالم مظلوم کی فرمانبری باندیشہ ضرر
کیا کرتے ہیں سو امید و اندیشہ کے خاص مبدا کی طرف اگر ذہن منتقل
فرمائیں تو نفس الامر میں اختیار نفع و نقصان یعنی حصول نفع اور دفع
ضرر کی مالکیت کی طرف یہ مضمون راجع ہے۔ سو ہرگاہ ہمارا عارضی وجود اور
اوصاف و کمالات وجود اس کے فیض وجود سے بہرہ ور ہیں اور اسی
مبدا فیاض کی فیض ہستی سے کامیاب تو عطائی وجود اور کمالات ہستی
سے فزوں تر عالم میں کوئی نفع نہیں اور جواہر عالم سے اعدام وجود عارضی
اور اوس کے اعراض سے فیض ہستی اٹھا لینا اِس سے بڑھکر جہان میں کوئی
ضرر نہیں ہرگاہ ایسا نفع عظیم الشان اور اس مرتبے کا ضرر اسی قادر بے نیاز
کی قدرتی شانون میں ہے سو ہر دانشمند جانتا ہے کہ اُس سے بڑھکر کون
واجب الاطاعت ہوگا اور اُس کے قانون اطاعت کی فرمانبری اور
اس کے سامنے سر نیاز خم کرنے سے کون سزا وار تر ہے۔ اور یہ بھی
ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ فرمان بری عالم میں اسی سے عبارت ہے کہ اِس
عظیم الشان فرمان روا کی مرضی کے موافق افعال میں کاربند ہو اور

اُس کی خلاف مرضی سے محترز سو ہماری مرضی یا خلاف مرضی با این ہمہ اسکی کہ
ہم سراپا ظاہر مین ایسے چھپی ہوی ہے کہ بے ہمارے اظہار کے ظاہر نہین
ہوسکتی اور بے ہمارے بیان کے ہمارے ما فی الضمیر سے دوسرا واقف
نہیں ہوسکتا سو وہ خداوند بندہ نواز جو عظیم الشان مرتبہ تنزیہ کی وجہ سے
ہماری نگاہوں سے مخفی ہے اسکی مرضی یا خلاف مرضی سے بغیر اظہار
و بیان اس خداوند پاک کے کیونکر اطلاع ہوسکتی ہے لیکن غور فرمائی
کہ اس نشیب عنصری کے مجازی سلاطین اور ہنگامی حکام کے لیئے اس
چند روزہ مجازی سلطنت عارضی حکومت میں خانہ بخانہ کو چہ و برزہین
ساری رعایا سے آپ ہین کہتے کہ یہ ملکی قانون ہماری مرضی کے موافق ہے
اوسپر تمھین کاربند ہونا چاہیے کہ اس مین تمہاری عام منفعت ہے اور
ان امور سے تمھیں احتراز لازم ہے بلکہ وہ قانون اطاعت اور عامہ
رعایا کی بہتری کی احکام سے اپنے نزدیکان بارگاہ یا وزرا یا اعلی
درجہ کے ملکی ارکان سے یا ممبران جلسہ دربار کے ذریعے سے عامۂ رعایا
کو مطلع کردیتے ہین اور بحسب ضرورت سارے حدود ارضی کے قطعات
عملداری مین اس قانون مجموعۂ احکام کا اعلان اور اشتہار کرادیتے
ہیں سو اسی طرز پر اذہان اذکیا پر مخفی نہیں کہ وہ عظیم الشان سارے
جہان کا خداوند بے نیاز جس کا سارا جہان سارے اوصاف وجود کمالات
ہستی مین نیازمند ہے اور وہ کسی کا کسی امر مین حاجتمند نہین اس
کے لیئے کب سزاوار ہے کہ وہ ہر کسی سے فرماتا پھرے کہ فلان کام ہماری

مرضی کے موافق ہے اور فلان امر ہماری خلاف مرضی ہے سو وہ اعلیٰ درجے کا
خداوند کونین کا شاہنشاہ بطریق اولیٰ اپنے مقربان بارگاہ کے ذریعے سے
اپنے بندون کو ان کی اصلاح نفوس کے قانون سے جس میں اوسکی رضا یا
غیر رضا آشکارا طور پر واضح ہو اور اون کو محض آزاد چھوڑ دینے سے اغراض
نفسانیہ اونکو سخت مضر تھے اونکی نفوس کے بندش کے لیئے مطلع فرمائیگا
ہم انہین کونین کی شاہنشاہی دربار کے مقربوں کو پیغمبر اور نبی اور رسول
کہتے ہین اور سلسلۂ تقریر میں یہ بھی ظاہر ہے کہ مقرب بارگاہ شاہی جہاں
میں وہی ہوتا ہے جس کے آپ سارے افعال اس شاہنشاہ کی مرضی کے
موافق ہوں اور وہ مقرب پہلے آپ ہی اوس کے قانون مرضیات پر
سراپا کاربند ہو لیکن افعال اور جوارح کے حرکات جو خداوند کی تعمیل
مرضیات کے مظاہر ہین کامل طور پر اخلاق اور صفات کے تابع ہین
جسطرح اگر کوئی آدمی جواد اور سخی ہوتا ہے کہ جود و سخاوصاف میں ہے
تو ہمیشہ داد و دہش اس سے ظہور میں آتی ہے اور اگر تنگ دل بخیل
ہوتا ہے تو کوڑی کوڑی گھر مین فراہم کرنا اس کے افعال میں شمار
کیا جاتا ہے اور اگر دلیر اور بہادر ہوا کرتا ہے تو لڑائی کے معرکوں مین
تیغ زنی نیزہ بازی اس کے افعال سے ظاہر ہوا کرتی ہے - اور اگر
نامرد ہے تو بزدلی اور گریز پائی حاصل تقریر یہ کہ ہرگاہ نوع انسان
غیر انسان کے اجزا اور اشخاص کسی حرکات و افعال جواہر نفوس
کے صفات و اخلاق کی زیر تسخیر ہین نظر بران تعمیل مرضیات خداوندی

لیے ییے باطنی صفات اور ملکات کی عمدگی لازم ہے اور برے اخلاق سے
تضمنا ہی نفوس انبیا کی تنزیہ واجب اور دوسرے اخلاق اور باطنی ملکات
کی حسن وخوبی کے ساتھ کمال عقل اور دانشمندی بھی حضرات انبیا مین
ضروریات سے ہے کہ اخلاق کے مرتبے مین موقع بے موقع دریافت کرنا
اوران دونون میں امتیاز بغیر کمال عقل ممکن نہین دیکھیے داد ودہش
جود وسخا سب جانتے ہین کہ عمدہ صفات میں سے ہے لیکن صرف زر کے
مواقع اور مقامات کا لحاظ رکھنا عقلا مشروط ہے اگر شراب خوار بدکار
راہزن اہل فساد پر داد ودہش زر واقع ہوئی تو سب جانتے ہین کہ اور
برائیون کا سامان اور فساد پر اعانت ہے۔ اور اہل حقوق اور فقرار
یا مساکین پر یا افراد نوع انسان کے ان لوگون پر جو تمدنی ضرورتون
اکتساب معاش سے معذور ہین صرف زر واقع ہوا تو یہ داد ودہش
دانشمندون کے نزدیک ہر طرح محمود غرض اخلاق میں مواقع کا لحاظ
یہ جوہر مدرک کے خواص میں ہے سو مرضیات خداوندی کی تعمیل مقرب
ایزدی ہونے کے لئے میں جہان عمدہ صفات باطنی کی ضرورت ہے وہان
کمال عقل اور اعلیٰ درجے کی دانشمندی بھی ضروریات سے ہے سو اس
تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ خواص اور دانشمندون پر باعتبار قربت ایزدی
اور خود تعمیل مرضیات الٰہیہ کے لئے نبوت کے ثبوت کے لیے اور وساطت
فیض احکام خداوندی کے لیے کمال دانش اور اخلاق فاضلہ حضرات
انبیا مین فراہم ہونا لوازم نبوت سے ہے سو عظمت ادراک عقلی اور

ملکات فاضلہ میں بنظر انصاف سیر کے دفتروں سے اور تاریخی صحایف سے جو سند متصل تحقیقی طور پر اہل تحقیق نے منضبط کی ہیں تحقیق کر کے ملاحظہ فرمائیں کہ ہمارے سرور انبیا خاص الخاص دربار کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایہ سارے جہان کے انبیائے پیشین سے کسقدر اعلیٰ اور افضل تھا

ای سرور انبیای مرسل — ای ور ہمہ مرسلان تو افضل

ای حضرت خاتم النبوت — ای زہرہ جبین ماہ طلعت

آپ کی دانشمندی کے غرائب واقعات حدیث کے دفترون میں اور آپ کے ملکات فاضلہ صفات باطنی کی داستان سیر کے صحیفون مین سلسلہ وار بسند متصل ایسے مضبوط ہین کہ موافق اور مخالف کو اگر دیدۂ دل حجاب تعصب سے محجوب نہ ہو موقع انکار نہین منجملہ ازجواہر آپ کے اعلیٰ درجے کی دانشمندی کے واقعات سے جو سیر کے دفترون مین مشرح مذکور ہین ایک واقعہ جانفروز یہ ہے کہ جاہلیت کے زمان فترہ کے دورہ پرشور مین ایک سیل طوفان بلا سے کعبۂ مشرفہ کی دیوارین اپنے مقام سے جنبش کر گئین تھین اور حجر اسود دیوار کعبہ سے جدا ہو گیا تھا قریش کے سردار جب کعبۂ مشرفہ کی تعمیر مین سرگرم ہوئے تو حجر اسود کے دیوار کعبہ مین نصب کرنے کے لیے ہر سردار اس امر کا آرزومند تھا کہ اس کے لگانے کے شرف سے سرفراز ہو قریش کے سردارون مین نزاع خون ریز واقع ہوئی انجام کار چونکہ جان جہان کعبہ قبلۂ عالم قبل ظہور شان پیمبری کمال درجہ امین و عاقل ہونے مین

واقعات کمال دانشمندی آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible] دانشمند

سارے عقلائے قریش میں مسلم تھے ۔ حضور کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا اور
حضور ہی کو حاکم اور منحصر علیہ قرار دیکر قریش کے سردارونکی طرف سے
آپ کی رای رزین سے استمداد واقع ہوئی حضور نے ما بہ النزاع اسطرح
انفصال فرمایا کہ سرداران قریش فراہم ہوکے ہر سردار ایک چادر
مین حجر اسود کو رکھکے اور ہر ایک ان مین چارون طرف چادر کے کونے
پکڑکے بیت اللہ شریف کے نزدیک لائین اور مجھے اپنی طرف سے
وکیل فرمائین کہ میں وہ مقدس پتھر اسی مقام پر نصب کردون کہ
میرا اس مقام رکھنا گویا تم سب کا رکھنا ہوگا اور تم سب اس شرف سے
سرفراز ہوگے غرض اس عمدہ تجویز سے وہ نزاع اندیشناک رفع ہوئی
اور رؤسائے قریش باہم رضامند ہوگئے علیٰ ہذا ایک واقعہ حضور کی
دونشمندی کا سیر کے صحیفون میں یہ بھی مذکور ہے کہ جنگ حدیبیہ مین جب
مخالفین اسلام سے مصالحہ واقع ہوا تو ظاہر مین اہل اسلام کی مغلوبیت
معلوم ہوتی تھی اسلیے کہ مخالفین اسلام نے یہ شرط کی تھی کہ اگر کوئی مسلمان
تمھاری طرف سے بھاگ کر ہم مین آملیگا تو ہم اس کو واپس نہ کرینگے
اور اگر کوئی شخص ہمارے لشکر سے تم مین جا ملیگا تو ہم اسے واپس
کر لینگے سو جناب سرور انبیا نے یہ شرط مخالفین اسلام کی قبول فرمالی
صحابہ جو اسلام کی شان پر جان نثار تھے یہ مضمون سنکر اندوہناک ہوئے
اور آپ کے حضور مین عرض کیا کہ حضور کیونکر اس شرط کو منظور فرماتے
ہین کہ اس مین ہمارا وہن ظاہر ہے اگر وہ اپنا مفرور ہم سے واپس کر لینگے

تو ہم بھی اپنا گیا ہوا اُن سے پھیر لینگے اسوقت سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ اس امر کو غور کرو کہ جو گروہ اسلام سے فریق مخالف میں جا ملیگا وہ اندرونی حیثیت سے منافق مخالف اسلام ہے کہ جس کے دل مین طبعی میلان کفر کی طرف اور اسلام کے مخالفون سے رفاقت کا ذوق سمایا ہوا ہے سو ایسے شخص کا گروہ اسلام میں نہونا بہتر ہے ہرگاہ ایسا شخص آپ ہی چلا جائے تو اس کو اپنی گروہ اسلام میں واپس لینا ضرر سے خالی نہیں جان نثاران اسلام یہ مضمون سن کے رضامند ہوگئے اور حضور کی کمال دانشمندی پر آوازہ تحسین بلند ہوا۔ اور ان واقعات سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جنگ احزاب میں ہرگاہ مخالفین اسلام نے سرزمین یثرب مدینہ مشرفہ دار النبوۃ کو چار طرف سے محاصرہ کیا اور آمدورفت کی راہ اہل اسلام کی چار طرف سے بند کی اور مشورہ کرکے یہ صلاح کی کہ چار طرف سے اہل اسلام پر یورش کیجئے اور اس معرکہ میں مخالفین اسلام سوار و پیادہ قریب بارہ ہزار آدمیوں کے تھے اور حامیان اسلام بہت تھوڑے سے لوگ حضور کے ہمرکاب تھے پس جس روز مخالفون کے گروہ میں یہ امر قرار پایا کہ صبح کو اہل اسلام پر یورش کریں آپ نے حذیفہ ابن الیمان کو جاسوسی کے طور پر مخالفین اسلام کی سپاہ میں بھیجا کہ قریش کے سرداروں سے جدا جدا سمجھانا چاہیئے کہ صبح کو اہل اسلام پر یورش ہوگی لیکن سب نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم کو سب کے آگے کریں کہ اسلام سے مخالفت کی اصل تمہیں لوگ ہو اور دوسرے

گروہ جیتے رہین وہ سب تمھارے پیچھے رہین اور حامیان آسمانی بھی جان نثاری پر مستعد ہین تا امکان کلمۂ اسلام کی اعلائے شان کے لیے جان نثاری مین کسی طرح قصور نہ کرینگے پھر تم لوگ غور کر لو کہ جو آفت آئے گی دونون طرف سے اسی قریش کے گروہ پر آئے گی اور جسقدر کشتہ یا زخمی ہونگے سوا اسی قریش کے گروہ سے ہونگے اور دوسرے گروہ عرب جسقدر رہین وہ محفوظ رہین گے۔ پھر بعد اس کے دونون صورتون مین شکست ہو یا ظفر تمھین گروہ قریش کمزور ہو جاؤ گے کہ اس لڑائی کے معرکہ مین تمھین لوگون پر یہ بلا آئے گی غرض اس معرکہ مین پیش قدمی قابل غور ہے خلاصہ یہ ہے کہ حذیفہ کی اندرونی تفہیم سے قریش لوگ جو بانی مخالفۃ اسلام تھے مضطرب ہوے اور حملہ خون ریز اہل اسلام کے گروہ پر موقوف رکھا اور سپاہ مخالفین کی طبیعتون مین باہمی نفاق پیدا ہو گیا اور بغیر سبب ظاہری وہ سارے مخالف متفرق ہو گئے اور وہ ہنگامہ فساد طوفان بلا کی طرح اسطرح کا اوٹھا ہوا ایکدم مین فرو ہو گیا سو یہ دو ایک واقعہ سیکڑون واقعات دانشمندانہ سیاست مدن سے مشتے نمونہ از جواہر ہین۔ باقی تہذیب اخلاق ہدایت عامہ اور تدبیر منزل سے متعلق جو دانشمندانہ روش برتی گئی اس کے واقعات کی انتہا نہین کہ عرب کے متفرق گروہ خود سر وحشیون کے دل ہاتھہ مین لائے کو تاکہ مبداء کل جل وعلا کی طرف ان کے الجھے ہوئے اذھان متوجہ ہو جائین اور حیوانی مضر عادتون سے

منحرف ہوکے دائرہ انسانیت میں ورآئین کسطرح کی دلفریز تعلیمین
اور عام ہدایتین دانشمندانہ واقع ہوئین کہ حضور کے واقعات دورہ
نبوت میں مشرح مذکور ہین ازانجملہ دو ایک واقعہ نمونہ کے طرز پر سیر کے
معتبر صحیفون سے سطر طراز تحریر ہین کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھ مین
چار خصلتین اخلاقی طور پر بہت بری ہین ایک زنا دوسرے سرقہ تیسرے
شراب خواری چوتھے دروغ تو ان چار خصلتون کو ترک کرنا یکبارہ میرے
امکان مین نہین ان چار ردی ملکات مین ایک جز ترک کردینا
حضور کے ارشاد سے ممکن ہے آپنے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دے اوس نے
اس امر کو آسان سمجھ کے مان لیا اور اپنے گھر گیا شب کو ارادہ کیا کہ شراب
پیئے اور زنا کرے لیکن اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر آپ مجھ سے
پوچھین کہ آج کی شب تونے شراب پی یا زنا کیا اگر واقعی عرض کرون تو
رسوا ہوا اور سزائے تشریعی زناکاری اور شراب خواری کی مجھ پر نافذ
ہوگی اور اگر منکر ہوا تو غیر واقعی سخن سے توبہ کر چکا ہون آخر وہ
دونون خراب عادتین اس سے ترک ہوگئین پھر جب رات آئی اور
سب لوگ سوگئے چوری کا ارادہ کیا لیکن اس کے ساتھ یہ خیال گذرا
کہ اگر اس چوری کا واقعہ مجھ سے حضور پوچھین پھر مین نے اگر اقرار
کیا تو فضیحت ہوا اور تشریعی حکم کے موافق ہاتھ کاٹا گیا اور اگر
انکار کی تو دروغ عرض کیا اور اس سے توبہ کر چکا ہون خلاصۂ تقریر
اس سے ہاتھ اٹھایا اور صبح کو حضرت کے حضور میں عرض کیا کہ آپ نے

ایسی چیزکی مجھ سے توبہ لی کہ ساری خراب عادتین مجھ سے آپ ہی آپ چھوٹ
گئیں۔ اور دوسرا واقعہ آپ کی دانشمندی کی منجملہ بے انتہا واقعات کے
یہ ہے کہ ایک شخص آنحضرت کے حضور مین حاضر ہوا اور ایک دوسرا
شخص گرفتار کیے لایا کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے سرور انبیا
نے فرمایا کہ خون بہا اس سے لے لے اوس نے عرض کیا کہ یہ امر مجھے
منظور نہین پھر اوس سے فرمایا درگزر کر کہ تجھے نشاءۃ آخروی میں
ثواب ملے اُس نے عرض کیا کہ یہ امر بھی مجھے منظور نہین انجام کار
آپنے فرمایا کہ اس کے قصاص و معاوضہ مین اس کو قتل کر کہ یہ شخص
اپنے قتل کا بھی اقرار کرتا ہے ثبوت زائد درکار نہین جب وہ
اسے قتل کرنے کو لے چلا تو آپ نے اور حاضرین دربار نبوت سے
ارشاد کیا کہ اگر یہ شخص اسے قتل کریگا تو یہ بھی اوسی کے مانند ہو جائیگا
لوگون نے اوسی وقت یہ ارشاد حضور اس سے بیان کیا اوس نے
خوف مین آکے اس قاتل کو رہا کیا اور اس کا خون معاف کر دیا اور
آپ کے حضور مین یہ واقعہ عرض کیا گیا اسوقت سب کو دریافت ہوا کہ
آپ کی غرض اس کلام سے یہ تھی کہ اگر وہ اسے قتل کریگا تو وہ بھی
ایک جان کا قتل کرنے والا ہوگا نہ یہ کہ گنہگار ہوا اور آپ کے ملکات
فاضلہ اور عمدہ اخلاق عظیمہ جو لوازم نبوت ہین جس کا ثبوت واقعی پیش
ازین عقلی تقریر سے واضح ہو گیا۔ رحم و کرم جود و سخا حلم و عدل جو خلاق
فاضلہ کے فلسفیانہ اصول ہین ہے آپ کے معاملات سے جو دشمنان کا فرو

ذکر اخلاق فاضلہ و اوصاف کاملہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و التسلیم۔

سے واقع ہوئے اور جس سے سیکڑوں اسلام کے مخالف دائرہ اسلام میں آئی
اور انجام کار عارف اور خداشناس ہو گئے بے انتہا دور نبوت کے حالات
میں مشرح مذکور ہین اگر کوئی تعصب کا حجاب برطرف کرکے واقعات دور
نبوت میں ملاحظہ کرے تو آپ کے صبر و تحمل عفو درگذر عدالت تامہ اور
سارے اخلاق فاضلہ کا آپ کے جوہر ذات مین فراہم ہونا آفتاب نیم
روز کی طرح کھل جائے اور مزید بران قران عظیم وثیقہ نبوۃ جس کا صحیفہ آسمانی
ہونا اس کے بیان دلفروز سے ظاہر ہے اور خداوند کریم کے صفات وشیون
اور تمدن اور اخلاق الہی کے علوم اور سیاست عالم اور تہذیب نفوس کے
قانون کو اس کتاب کا جامع ہونا خوشبوی مشک کی طرح اظہر ہے ملاحظہ
فرمائین کہ نیکی عدالت صبر و تحمل و عفو کرم مخالفون سے درگذر مواقع
مناسبہ کے بارہ مین صحیفہ آسمانی آپ ہی مخبر ہے اور ایزدی تعلیم سے
مظہر خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ وَلَا يَسْتَوِي
الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ
عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا
اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ الاٰية الكريمة جن کا خلاصہ مدلول عبارت اسیقدر ہے
کہ نیکی اور بدی برابر نہین بدی کا معاوضہ یہ ہے کہ نیکی کرو کہ اگر تمہارے
اور دوسرے کے بیچ مین دشمنی ہوگی تو نیکی اور بھلائی کی وجہ سے وہ
دوست عزیز کے مانند ہو جائیگا اور یہ کام صابر لوگون کا اور اقبال
مندوں کا ہے کہ تا امکان مخالفوں سے درگذر کرو اور نیک بات کا

حلم کرو اور نادانوں سے جدا رہو اور تمدنی امور میں ایک جامع مضمون عدالت کس دلفروز تقریر سے قرآن پاک میں مامور ہے یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا الآیہ الغرض
خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے وہ معاملات جو مخالفوں کے ساتھ اخلاق فاضلہ کے برتاؤ میں اور ہدایت الٰہی کے قانون کے نفاذ میں واقع ہوئی اور حضور کی انتہا درجہ کی للہیت جس میں کہیں نفسانیت کو ذری بھی دخل نہیں ان واقعات سے جو نمونہ کے طور پر آشکار طرز پر واضح ہو ایک واقعہ جانفروز یہ ہے کہ جنگ احد میں عرب کے مخالفین اسلام نے حضرت حمزہ جو آپ کے عم اکرم تھے انکو شہید کیا اور ان کے جگر کو نکالکر چبا کر پھینکدیا اور دوسرے ستر آپ کے عمدہ صحابیوں کو شہید کیا اور آنحضرت کا سر مبارک اس معرکے میں زخمی ہوا اور دندان مبارک شہید ہوے اور خون کے قطرہ آپکے چہرہ مبارک اور سر سے رواں تھے صحابہ جو خداوند پاک کے نام اور عظمت شان کے منادی کرنے میں عرب کے سرزمین میں یار یاور اور آپ کے معین تھے اس دردناک حالت کو دیکھکر کمال مضطرب ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے دینوں کا ظلم وستم اور بے ادبی حد سے گذر گئی حضور ان کے لیئے بددعا فرمائیں آپنے فرمایا کہ میں بد دعا کے لیے بھیجا نہیں گیا بلکہ ہدایت عامہ اور شان رحمت کے ظہور و اظہار کے لیئے میری بعثت واقع ہوئی

اور بد دعا کے عوض اسوقت یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
کہ ای پروردگار ان عرب کی قوموں کو سیدھی راہ دکھا کہ بیشک یہ لوگ جانتے
نہین یعنی یہ حرکات ایذا رسانی اور مخالفت دین آسمانی میری شان پیمبری سے
نادانی کی وجہ سے واقع ہوئی ہین دیکھیے ارباب انصاف ملاحظہ فرمائین
کہ خدا کے باغیون کا عذر مخالفہ خدا کی جناب مین آپ خود عرض کرتے ہین
یہ للہیت کی شان اگر انصاف فرمائین ایسی دردناک حالت مین آپ کی
شان پیمبری کے خصوصیات سی ہے روحی فداک یا رسول اللہ مصرعہ
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری اور اسی طرز پر ایک یہود عالم کی زبانی
صدر اول کے اسلامی علماء نے متصل سند کے ساتھ یہ واقعہ نقل فرمایا ہے
اور اس یہودی دانشمند کا نام زید بن سعنہ تھا اس نے بیان کیا کہ مین
نے عہد عتیق اور جدید کی آسمانی کتابین عبری زبان کی ملاحظہ کی تھین اور
پچھلے زمانے کے عظیم الشان پیمبر کے اوصاف جو آپکی ذات پر صادق تھے مین نے
آنکھ سے دیکھ لیے تھے لیکن دو صفتون کا حال مجھے معلوم نتھا اور آپ کی مقدس
ذات میں میں نے اس کا تجربہ نہین کیا ایک یہ کہ غصے پر شان حلم غالب ہو دوسرے
یہ کہ سخت بات سننے سے غصہ نہ آوے تحمل اور صبر اس کا شعار ہو غرض وہ یہودی
عالم اس فکر مین تھا کہ مین ان دونون صفات کو آپ مین آزماؤن بہت
دنون اس موقع کا منتظر رہا انجام کار وہی یہود کا پادری ناقل ہے کہ
اتفاق سے حضور نے ایک مرتبہ مجھ سے خرمے قرض لیے اور اس کے
ادا کے لیے ایک زمانہ مقرر فرمایا مین نے تعینی میعاد سے پیشتر آپ سے

خرمے کی قیمت کا تقاضا پیش کیا آپ سنکر سکوت فرماتے اور یہ نفرماتے کہ
ابھی تقاضائے قیمت مناسب نہیں کہ میعاد ادائی قیمت ہنوز باقی ہے
پھر بھی تقاضا سخت شروع کیا اور جب میں نے دیکھا کہ آپ کے حضور میں
مجمع اصحاب ہے اسوقت اور بھی میں نے سخت کلامی کی اور بخشونت
آپ سے پیش آیا کہ شاید ان لوگوں کے روبرو آپ کو کمال حیا سے غصہ
آئے اور مجھ سے کوئی سخت بات ارشاد فرمائیں لیکن آپ کو ہرگز غصہ
نہ آیا یہانتک کہ میں نے یہ بھی کہا کہ آپ کے خاندان میں اسطرح ادائی
قرض میں حیلہ وحوالہ کیا کرتے ہین کسی قرض خواہ نے اپنا قرض آپ کے
بنی ہاشم خاندان سے باسانی نہ پایا ہوگا اس تقریر کو سن کے جناب عمر
حضور کے خواص خاص کو جوش آیا اور میں اٹھکے آپکا پیراہن مبارک
اور چادر شریف اپنی طرف کھینچنے لگا اور غصے کی آنکھوں سے میں نے
آپکی طرف دیکھا جناب سرور انبیا کے ساتھ ایسے بے ادب معاملت دیکھکر
جناب عمر کمال بیقرار ہوئے اور برہنہ شمشیر لیکر میرے سر پر آپہنچے
اور کہنے لگے ای دشمن خدا تو باز نہیں آتا ہے ایسے بے ادب برتاؤ
سے خلاف شان پیمبری ابھی سر قلم کردونگا آپ خود جناب عمر سے
بدمزہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ فعل عدالت کے خلاف ہے قرض خواہ سے
موقع خشونت نہین مناسب یہ تھا کہ تم مجھ سے بیان کرتے کہ قرض
خواہ کا دین باسانی ادا کر دیجیے اور قرض خواہ کو تفہیم کرنا تھا کہ قرضدار
سے دین باآسانی طلب کرو انجام کار جناب عمر سے ارشاد ہوا کہ

اس قرضخواہ کا قرض فوراً بیباق کردو اور بیس صاع خرمے کہ ہندوستانی سیرون سے ایک من بمبئی سے زائد ہوا کرتے ہین مزید بران دیدو کہ تمہاری خشونت کلامی کا معاوضہ ہوجائے وہ یہودی عالم آپ ناقل ہے کہ میں یہ دلفریب حالت دیکھکر فوراً حضور کی سچی رسالت پر ایمان لایا اور آپ کی ایزدی سفارت کا قائل ہوا یہ واقعہ ہمارے یہان کے بڑے اہل تحقیق نے واقعات دور نبوت میں طبرانی حاکم ابن حبان بیہقی نے جنکی دیانت عدالت ضابطہ عقلی کے رو سے دریافت ہو چکی ہے تحریر فرمایا ہے اور اخلاق فاضلہ مین باایں ہمہ عظمت شان پیمبری اس مرتبہ فروتنی اور تواضع آپکا شمہ وشعار تھا کہ اصحاب سے بارہا یہ ارشاد تھا لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی بن مریم وقولوا عبداللہ ورسولہ کہ مجھے حد سے نہ بڑھاؤ تعریف میں جیسا نصاری کے گروہ نے عیسی مسیح کو حد سے بڑھا دیا اور قید امکانیہ بشریت سے نکال کے واجب بالذات خدا قرار دیا میرے لیے صرف خدا کی بندگی اور عبودیت کا وصف کافی ہے حال آنکہ خدا مبدا کل کائنات وہ ذات پاک ہے جو غیر محدود ہے اور حدود شخصیہ سے وہ بے نیاز منزہ اور پاک ہے پھر محدود رحدود امکانیہ شخصیہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور خداوند بندہ نواز اور بندون کی درمیان مین ایلچیگری اور سفارت کا شعر

تہیدست سلطان پشمینہ پوش   غلامی خرد پادشاہی فروش

پایان سخن خواص نبوت مین ایسے اخلاق فاضلہ اور کمال دانش جسکا اثر اس جزیرۂ بحر محیط میں بہان بعثت اولی حضور کی واقع ہوئی اور تمام

شہرستان دنیا سے بیشتر روی زمین پر پہلی منادی اسلام کی شایع ہوئی۔
آفتاب نیم روز کی طرح ظاہر ہوگیا کہ احاطۂ عرب کے جاہلوں گردن کشون
برابر کے بھائیون کو جن کا ایسے پر شور کہ تمدن کی ضرورتون مین جیسے
زراعت کی آبپاشی یا گھوڑونکی مسابقت سے میدان میں ذری ایک
دوسری قوم کے خلاف مزاج ہوتا ایک ہنگامہ برپا کردیتے اور ہزارہا
حجاز کے میدان مین کٹ مرتے ان سب کے بیچ مین اخوت اسلامی کا علاقہ
استوار اور سارے نفسانی عادات چھڑا کے لاکھون اہل عرب کو متفق کر کے
ایک گروہ معقول و مہذب کر دیا اور قبل تشریع جہاد کہ آپکی شان پیمبری
کے اظہار کے برسون کے بعد ناگزیر واقع ہوئی صرف آپ کے اخلاق
عظیمہ اور کمال دانش اور ناموس اعظم کی دستاویز نبوت کی بدیہی محاسن
اور خوبیون پر غور کر کے سارے عرب کے ہزارون بیدین عمدہ صفات
اور افعال نیک سے آراستہ اور غیر خدا پرستی کے الجھاؤ سے چھوٹ کے
ایک منعم حقیقی خداوند جل وعلا کی ذات پاک کیطرف یک قلم متوجہ ہوگئے
اور جس سرزمین کے اطراف مین یا وحشتناک آواز ناقوس کی پھیلی
ہوئی تھی یا عزی اور ہبل کی پوجہ اور دروشن مین اور تہامہ کے
متبرک مقامات صفا اور مروہ کے میدانون میں لات منات کی پرستش
کی مکروہ صدا مین بلند آوازہ تھین ان عالیشان سراپا برکت مقامات
کے منارون پر اور اونچے گنبدون پر جل وعلا خدا کا بول بالا اور
اللہ اکبر کی دلفروز صدا آئین آسمان کے جوف میں گونجنے لگین اور

مزید بران تاریخ اور اسماء الرجال کے دفترون سے تحقیق فرمائین کہ
حضور کی فیض ہم نشینی اور دلفروز تعلیمون سے آپ کے حضور سے
فیضیاب لوگ الہیات سیاست مدن معاملات تمدنی معاش و معاد کے
علوم میں رشک ارسطو استاد فلاطون مشہور ہوگئے کہ ان کے علمی کمالات
پر اور معارک رزم مین ان کے قانون سیاست کے برتاؤ کے مضامین مین
اہل اسلام کی مبسوط کتابین گواہ عادل سارے جہان مین پھیلی ہوی ہین

آفتاب آمد دلیل آفتاب | فہم کن واللہ اعلم بالصواب
گر دلیلے بایدت رو زمتاب | در بشر رو پوش گشتہ آفتاب

سوای مہربانو جہان کے دانشمند و قبلۂ عالم کے خواص اور تلامذہ کے
عمدہ حالات سے معلم اول استاد العلوم کا پایۂ دانش پائیگاہ نبوت
قیاس کر لو۔ قیاس کن زگلستان مین بہار مرا۔ اور تم بھی انھین خواص
مین منسلک ہوجاؤ اور صاحب النبوۃ کی شخصی حالات اور لوازم النبوۃ
سے سچی پیمبری پر استدلال عقلای عالم مین قدیم زمانے سے شایع اور
مشتہر ہے چنانچہ ارباب انصاف ملاحظہ فرمائین کہ ہرقل قیصر روم
جو اس دورۂ نبوت میں ایک وسیع سلطنت روم اور شام میں فرمانروا
تھا جب سرور انبیا کا منشور عزت دعوت اسلام اور توحید کے بارےمین
اس کی نظر سے گذرا اس نے آپ کے ایک مخالف کی تقریری بیان سے
کس دانشمندانہ طریق سے آپ کے حالات اور نبوت کے لوازم تحقیق
کیے اور آپ کے عمدہ حالات کے دلائل سے آپ کی سچی رسالت پر نتیجہ

استدلال از تحقیقات قیصر روم بر نبوت و فاضلہ و حالات آنحضرت سرکار برکات

پاکیزہ استخراج کر لیا چنانچہ ابو محمد بن اسمٰعیل بخاری جنکی وثاقت اور عدالت اعلیٰ درجے کی اسماء الرجال محدثین کے دفترون مین مضبوط اور مشہور ہے بسند متصل تخریج کرتے ہین کہ جب بذریعۂ حاکم بصرہ آپ کا نامہ شاہنشاہ روم کی ملاحظہ سے گذرا اُس نے ابو سفیان عرب آپ کے قوم کی ذی وجاہت مرد سے جو برسم تجارت احاطہ حدود شام مین وارد تھی اور اِس زمانے تک آپ کے مخالف اور پیمبری کی شانون سے منحرف تھے اس طرز سے آپ کے حالات تحقیق فرمائیے جس مین پہلا سوال یہ تھا کہ آیا یہ صاحب النبوۃ خاندانی اور آبائی حیثیت سے عالی دودمان شریف النسب ہین کہ نہین ابو سفیان نے بیان کیا کہ آپ نہایت عالی خاندان اپنی قوم مین شریف ہین دوسرا سوال یہ تھا کہ آیا آپ کے آبائی نسل مین کوئی ذی اقتدار صاحب سلطنت گذرا ہے کہ نہین اُس نے جوابدیا کہ نہین تیسرے آیا باہمی معاملات مین کبھی دروغ اور خلاف واقع بات واقع قبل ظہور شان پیمبری تقریرًا انسے واقع ہوئی کہ نہین اس نے بیان کیا کہ زنہار نہین چوتھے انکے دین آسمانی سے اسلام کی بعد کوئی عرب منحرف ہوتا ہے کہ نہین اس نے بیان کیا کہ نہین پانچوین اس نے استفسار کیا کہ بعد معاہدہ اور تقریری یا تحریری قول و قرار کے خلاف عہد کرتے ہین کہ نہین اس نے جوابدیا کہ زنہار نہین چھٹے وہ کن کن امور کا دین آسمانی سے متعلق تشریعًا حکم فرماتے ہین بیان کیا نماز اور زکوٰۃ صدقہ خیرات صلۂ رحم راستی عفت پارسائی کا اب دانشمند ارباب انصاف پارسی ہون

یا انصاری یا ہنود ہوں یا محض فلسفی غور فرمائین کہ اس عاقل شہنشاہ نے پہلے
سوال سے یہ مقصود پیدا کیا کہ چونکہ نبوت کیواسطے شرافت نسبی اور
وجاہت آبائی ضرور ہے کہ انکی وقعت ظاہری بندگان خدا کی گردن کیلیے
بحسب دستور عالم عقول واذہان میں راسخ ہو اور حضرات انبیا ہمیشہ عالی
خاندان ہوا کرتے ہین نظر بران یہ صاحب النبوۃ ضرور ہے کہ شریف النسب
عالی خاندان ہون دوسرے سوال سے یہ مقصود کہ اگر آپ کے گذشتہ
نسلون مین کوئی ذی اقتدار صاحب سلطنت فرمانروا گذرا ہو تو یہ خیال
بیجا نہ تھا کہ وہ اس اظہار نبوۃ مین شان پیمبری کے پیرایے مین آبائی سلطنت
قائم کیا چاہتے ہین اور تیسرے سوال سے کیا معقول نتیجہ پیدا کیا کہ ہرگاہ
تمدنی امور مین ظہور آوازہ نبوت سے پیشتر ان سے دروغ اور خلاف
واقع بات ظاہر نہین ہوئی تو اظہار دعوی رسالت مین خداوند عالم پر
بطریق اولی اون سے اپنی طرف سے بندش نہین ہوسکتی چھٹے چونکہ
انبیا کا خلاف معاہدہ عمل در آمد شیمہ و شعار نہین تو یہ انکا لازمی شعار
انکی صداقت کا ثبوت کامل ہے غرض ان جزئی اوصاف سے ایک
کلی نتیجہ نبوت کے لوازم اور دلائل ظاہری سے یہ پیدا ہوا کہ اگر یہ حالات
واقعی ہین تو ضرور وہ پیمبر خدا ہین اور کار و بار سلطنت سے مجھے
اگر موقع فرصت ملتا تو مین ضرور حاضر ہوکے آپ کے پیر دھوتا اور
آپ کی پیمبری حکومت نزدیک ہے کہ میری سلطنت محروسہ روم و شام
تک پہنچ جائے گی۔ اور اسکی سوا خدام علوم پر مخفی نہین کہ بقول حکما

فرنگ کا علمی تحقیق میں یونان کی فلاسفہ کا طرز استدلال ایک دائرہ خاص میں
محدود تھا کہ قضایا معلومہ کی ترکیب سے امر غیر معلوم دریافت کرتی تھی اور
حوادث اور آثار طبع کی اشیار کی بذریعہ برہان لمی اونکی اذہان علل جامعہ
کی طرف منتقل ہوتی ہیں غرض ماہیات اور خواص اشیار کی دریافت میں یونان
کی فلاسفہ اسی روش پر پیرو رہی اب احاطۂ یونان یورپ کی فلاسفہ جس
طرز استدلال پر علمی تحقیق میں ناز کرتی ہیں اور جسپر معلومات طبعی اور
ریاضی منحصر جانتی ہیں وہ ذریعہ معلومات تجربہ اور مشاہدہ ہے سو اگر
ہم قدمار فلاسفہ یونان اور دور اسلام کی عربی نژاد اہل اسلام کے
حکمار کا علمی تحقیق میں اس طرز استدلال سی محض نا آشنا ہونا چند منٹ
کے لیے تسلیم کرلیں اور یہہ ذریعہ معلومات انہیں حکمار یورپ کا طبعزاد
اور انہیں کی اذہان میں منحصر سمجھلیں تو اسی تجربہ حسی اور مشاہدہ حواس
سے خواص جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والتسلیم کی نبوۃ دلفروز آفتاب
نیمروز کی طرح اظہر ہے کیونکہ متواتر اخبار تاریخی ہر طبقہ میں دور اسلام کی سچائے
مشاہدہ مخبر ہیں کہ قبلہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم احاطہ عرب کے ایک معزز
خاندان بنی ہاشم میں پیدا ہوی اور چالیس برس کی عمر تک اپنی ہی قوم
اور خاندان میں حضرت کے بود باش رہی۔ نہ اپنی سر آغاز عمر میں ماباپ
کے تعلیم اور رحمت کا مزہ پایا نہ آپکی قوم اور اعیان خاندان میں کوئی
دانشمند ذی علم علوم آسمانی آیا کہ آپ اونکی صحبت اور تعلیم سی اخلاق
فاضلہ میں مرتب اور علوم آسمانی یا علوم حکمتہ سے آشنا ہوتی۔

ذکر نبوت آنحضرت بتجربہ و مشاہدہ اہل عرب

غرض جسی تعلیم کی اعتبار سی سب جانتے ہین کہ آپ امی محض تھی مہذا آپ کی صداقت اور راستی اور متانت وضع اور کمال دیانت محض خدا داد احاطہ حجاز مین آپکی قوم اور خاندان مین بلند آوازہ تھی ۔ خاص کر آپکی کمال صداقت درست کرداری راست گفتاری سے جو خلاصہ مفہوم حکمتہ ہے آپ کی خاص قوم کے اذہان مین ایسی مرتکز تھی کہ جب آپ نے اپنی خاص قوم کو پہلی دعوت توحید اور اسلام کے دی ہے اور آپنی کوہ صفا پر مجمع کفار میں اسی ارشاد فرمایا کہ اگر مین تم سے بیان کرون کہ اس پہاڑ کی پس پشت ہماری غارتگری کے قصد سے ایک فوج گران کمین میں ہے آیا تم اوس کی تصدیق کروگے ساری قوم نے باتفاق بیان کیا کہ ما اتہمیک بالذنب وما خبرنا فیک الا صدقا اور نیز تاریخ واقعات زمان جاہلیت قبل ظہور دورہ نبوۃ صاف مخبر ہاین کہ آپ کی کمال صداقت اور دیانت کی بنا پر آپ کی قوم موافق اور مخالف اہل حجاز آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم امین کی لقب سے تعبیر کرتے تھے اور مزید آپ مین حیاء اور غیرت کا کہ جسی امر معیوب کے اضافہ سے جوہر نفس منفعل ہوتا ہے اخلاق فاضلہ مین یہہ عالم تھا کہ قبل ظہور رسالت پیمبری ایک مکردہ واقعہ مین آپکی خدام پر بیہوشی طاری ہو گئی تھی ۔ غرض آپ کی صداقت اور دیانت حیاء وغیرت بندگان خدا کی ساتھ مہر و مرحمت حاجت روائی کا برتاؤ آپ کی قوم اور اجزاء خاندان سکان حجاز آپکی آغاز عمر سے اپنی انکھون سے مشاہدہ کر رہی تھی ۔ پھر دانشمندی اور کمال جوہر مدرک آپکی

ذات پاک مین ایسا کہ اوسی دورہ جاہلیتہ مین مابہ النزاع اہم معاملات میں ذی وجاہت امرا رحجاز اوس کا فیصلہ آپکی رائے زرین پر منحصر کرتی تھی چنانچہ وہی تاریخ زمان جاہلیہ مخبر ہی کہ بیت اللہ شریف میں حجر اسود کی نصب کرنی کے بارہ مین آپکی قوم کی اعیان حجاز نی آپہی کی فیصلہ پر منحصر کیا تھا جس میں آپنے بآسانی کمال دانشمندی سے وہ معاملہ خونریز فیصل کر دیا۔ غرض الوار صداقت و دیانت و متانت وضع و کمال عقل قبل طلوع آفتاب رسالتہ آپکی ذات پاک میں نمایان تھی چنانچہ وہ سفیران اہل اسلام جو مجاریہ اسلامی کی آغاز مین سلاطین روم اور ایران کی حضور میں دعوت اسلام کے لیئے بھیجی گئی تھی اور اونہوں نے اون سلاطین مخالف اسلام کے سامنے جو تقریر دعوت اسلام بیان کی اور ابوسفیان مخالف اسلام نے ہرقل قیصر روم کے سامنے ہنگام وصول فرمان سرور انبیا جو تقریر ادا کی اوس تقریر مین جناب رسالتمآب کے یہہ عمدہ صفات فاضلہ زمان جاہلیہ کی اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے ظاہر کر دی ہین خلاصہ تحریر یہہ کہ مشاہدہ اور تجربہ حالات واقعیہ سے یہہ امر آشکارا طوار پر ظاہر ہو گیا تھا کہ قبل ظہور نشان پیمبری آپ افراد نوع انسانی مین احاطہ عرب مین صفات فاصلہ مین جوہر فرد ہین اور مزید بران چونکہ احاطہ حجاز مین کیا بلکہ اوس جزیرہ عرب میں بنی اسمعیل کی سوا آسمانی کتاب والی یہود اور نصاری مختلف شہروں مین خصوص سرزمین مدینہ و یثرب مین قدیم سی سکونت پذیر تھی۔ اونکی

بیانات سے توراۃ و انجیل مقدس کی مضامین بشارت خیر آ ہی پیمبری
سے اس تقریر سے اطراف عرب مین بلند آوازہ تھی کہ قیدار یعنی اسمٰعیل کے
گھرانے مین قریب کوہستان مکہ فاران کی درمیان مین ایک نبی عربی
ظاہر ہوگا۔ اور دوسری فریق عیسائی انجیل مقدس سے خبر دیرہی
تھی کہ عیسیٰ مسیح کے بعد ایک فارقلیط یعنی اسمانی وکیل اور سفیر دنیا
مین ضرور آئیگا کہ سارا جہان اوسکی پیچھے ہدایت سے کامیاب ہوگا
اور خدا کی باغیون پر الزام حجۃ تمام فرمائیگا جیسا توراۃ
مین حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کیا گیا کہ یا موسیٰ الی
مرسل مقیم لبنی اسمٰعیل نبیا من بنی اور حضرت عیسیٰ مسیح نے فرمایا
۱۵ باب مین یوحنا کے انی قول لکم حقا اقول لکم حقا تقیا ان
ذہابی خیر لکم یاتکم فارقلیط۔ غرض اوسکا مصداق ازان اوصاف
کے اعتبار سے جو انجیل یوحنا مین اوس پیشین گوئی کی تقریر مین صاف
مذکور ہے آپ کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا یہ علمی آسمانی اخبار خارجی
آپ کی ذاتی اوصاف نبوۃ کے ساتھ دلائل اور قرائن خارجی تھی جو
احاطہ عرب مین آپ کی اثبات پیمبری کے لیئے ہر طرف ہنگامہ آرا تھی
اور پھر مزید بران اس مشاہدہ و تجربہ عمدہ صفات نبوۃ کی ساتھ اور
آپکی امی محض اور آپکی قوم اور راعیان خاندان جن مین آپ کی تو تمام
عمر بود و باش رہی علوم آسمانی اور علوم حکمیہ سی جہالۃ محض کے ساتھ
ایک دستاویز نبوۃ قران کریم آپکی مبارک ہاتھ مین جو مجموعہ علم الہی اصول

حکمت ہی جس کی لطافت اور جزالت بیان پر منصف عقلاء عالم کی
عقول متحیر ہو رہی ہین اور جسمین پہلے حکم اور اصل اولی خداوند عالم کی
توحید ہی اور اوس کے آگے سر نیاز خم کرنے کی قطعی تاکید اوس کا
صفات کمال سے حقیقی ہون یا اضافی موصوف ہونا نقایص اور
عیوب سے اوسکی سراسر تنزیہ اوس کی خاص کرناز سراپا نیاز اور
اوسی کی اسمانی احکام کی تعمیل اوس کے بندون پر جب تک اوس
جل وعلی کی احکام سے بغاوت نہ کرین مہر و مرحمت کا برتاو کس
اہتمام کے ساتھ مذکور ہے اور اوس کے سوا ملکی اور تمدنی سیاست
منزل کی کلی احکام غرض یہہ سب مضامین برہانی الثبوت عقلاً
واجب التسلیم سے وہ دستاویز نبوۃ سراپا معمور ہی سو یہہ قرائن
اور دلائل تجربہ اور مشاہدہ کی بدولت کہا قران کریم دستاویز رسالۃ
کی الہائی ہونی سے باواز بلند مخبر ہین اور مزید بران ذاتی صفات
نبوۃ دلفروز اور خدام کی حالات زندگی جو خواص اہل عرب کے
پیش نظر تھی اس امر کو صاف ظاہر کر رہی ہین کہ آپ کی دستاویز
نبوۃ قران پاک الہامی کتابون میں کسقدر بلند پایہ اور قبلہ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کمالات نبوۃ مین فرد فرید جوہر بے نظیر ہین شعر

خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری
حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

سوائے ذریعہ معلومات تجربہ اور مشاہدہ کی بدولت آپکی حالات سراپا

برکات کی قبل اسکی کہ خداوند عالم کی طرف سے قہری حکومت کی آثار ظاہر ہون اور باغیون پر قہری تیغ سیاست کھینچی کا حکم نافذ ہو آپکی قوم اور اجزار خاندان اور غیر قوم مخالف مذہب احاطہ حجاز اور بیرون حجاز کی عقلا اور خواص آپکی رسالت دلفروز کی ایمان سے کامیاب ہوگئی اور وہ اہل حجاز اور مدینہ کی منتخب اہل عرب جن کا جوہر فطرۃ خارجی عوارض سے خراب نہ ہوا تھا آپ مین صرف انوار نبوۃ آشکارا دیکھکر بلا اندیشہ ضرر اور رد باد کی یکجا اور فراہم ہوگی آپ کی قدمون پر جان و مال فدا کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ اودہر بعض سلاطین عیسائی اور یہود حدود متصلہ عرب کے خصوص مدینہ کی جیسے والی حبش اور عبد اللہ ابن سلام اور انکی گروہ کی لوگ بغیر اندیشہ ضرر قبل تشریع سیاست عامہ جہاد مقدس استان نبوۃ کے سامنے سرنیاز خم کرنے لگی یہان تک کہ بعد انقراض دورہ نبوۃ قدسیہ ارباب سیر اور دانشوران تحقیقی تاریخ پر مخفی نہین کہ انہین آثار نبوۃ قدسیہ میں یعنی انوار محاسن اور لطائف اسلام دیکھکر خگر چنان تبیرہ ہلاکو باین ہمہ تمرد و جباری تین لاکھ سوارون کے ساتھ ایک ہی دن دفعتہ دائرہ اسلام میں در آیا اور فاتح ممالک اسلامیہ باہمہ شوکت شاہنشاہی خود مفتوحین کی مذہبی طریق کا شکار ہوگیا۔

خود بخود میکشد نگار مرا نیست در جذب اختیار مرا

اب ارباب انصاف عقلاء عالم ملاحظہ فرمائین کہ آیا یہہ تسخیر شان نبوۃ اور

روح القدس کی ذریعہ سے تائید آسمانی کی نمایان آثار تھی جو وسط عرب
مین کس شان سے جلوہ فرما ہوئی اور پایان کار اسپین سے جزایر شرقیہ
چین تک پھیل گئی اور اس کے ساتھی یہہ بھی ملاحظہ فرمائین کہ اوس تسخیر
شان نبوت کے ساتھ جو پیش ازین دورہ نبوۃ قدسیہ میں واقع ہوئی
اس دورہ اخیر مین بھی اظہار حق کی ایزدی شان مخالفونکی زبان پر مدن
عرب کے بیان مین ہنگامہ آرا ہی کہ ایک فلسفہ تاریخی کا اہل تحقیق
فرانسیسی رقمطراز ہے کہ ایسی لوگوں کے یعنی حضرت کے کامونکی
اگلی لوگون نے قدر نہ کی اب اس دورہ کی منصفت عقلاء یورپ
انصاف کرنے پر آمادہ ہوگئے ہین چنانچہ موسیو تھیلمی سینٹ ہیلیر جو
اس زمانے کی مورخین کا سرگروہ ہی اسی تاریخ میں حضرت سردر
انبیا کی بارہ میں زیب تحریر کرتا ہے کہ آپ اپنی زمانہ اہل عرب میں
سبسے زیادہ تیز فہم سب سے زاید باخدا سب سے زائد خدا ترس سب سے
زائد رحم دل تھے جس مذہب کے آپنے اشاعت کی وہ اون اقوام کی
لیے جنہون نے اوس کو قبول کیا ایک نعمۂ عظمی بن گئی اور اسطرح
انگلستان کا جلیل القدر مورخ محقق رقمطراز ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ
والتسلیم کا مذہب شکوک شبہات سے پاک ہے مسلمانونکی عقاید ہم
لوگونکی قوی عقل سے بالاتر ہین وہ اصل جس کی بنا وحی اور عقل
پر ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحکم ہوئی۔ آمدم بہ تقریر
سابق یعنی بعد ظہور آثار نبیۂ رسالت بذریعہ تجربہ و مشاہدہ جب بقیہ

ذکر بعض عقلاء منصفان یورپ مشعر عالی شان آنحضرت متعلقہ نبوۃ

گروہ منتظر فنہ عرب نے باایں ہمہ مشاہدہ اور سرکار بلند ہونی اور اطاعت ایزدی
سے انحراف کیا تو بوادید واقعات تاریخی تین وجہ سے واقع ہوا۔ ایک
تو یخفش چیا ہدہ وحسب علوشان نبوی بعض فریق عرب کو اس عملدرآمدی
مانع ہوئی گو نبوہ صادقہ کا بالیقین اونکی قلوب میں جلوہ فرما تھا جیسا قرآن
عظیم اس فریق کی حال سے مخبری جحدو بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا لیعنی
یہود اور نصاری عرب کی بحیثیت اہل کتاب ہونے کے عظمت شان
ساری عرب میں مشتہر تھی اور بندرہ بنار سجیفہ علم کتاب آسمانی اونکی
حضور میں گذرتی تھی اور صدہا عرب کے قلوب اونکی طرف گردیدہ تھی
وہ ساری اونکی عظمت شان ظہور انوار پیمبری سے اُنکی خاک مل گئی دوسری
وجہ یہہ کہ ہر عاقل جانتا ہے کہ انسانی طبیعہ آزادی و حریتہ بالطبع پسند
کرتی ہے اور قید و بند سے احکام کے گریز کرتی ہے اور احکام نبوت
مقتضیات طبعہ سے نفس کو مقید کرتی ہیں اسوجہ سے گرفتاران طبیعہ آزاد
منش فریق عرب نے اس مشاہدہ اور تجربہ پر عمل درآمد سے انحراف کیا
تیسری وجہ تاریخ تمدن عرب کے صحایف سے صاف ظاہر ہے کہ بعضی
اہل عرب خصوص بنی اسمٰعیل میں واہی رسوم اور نہایت خراب
عادتیں وبا پرستی کی طرح پھیلی ہوئی ہیں اور غیر خدا پرستی کا واہی طریق
خواہ جمادات کے پرستش ہو یا ستاروں کی سلسلہ دار پشتوں سے انکی
صنفی اور آبائی خیالات طریق سے سینکڑوں برس سے چلا آتا تھا۔

شعر
فرو ماندم از کشف این ماجرا کہ حی جمادی پرستد چرا

اور آبائی طریق ترک کرنا گو سراسر خلاف عقل سہی بالطبع ہر قوم کو ناگوار ہوتا ہے۔ اور شریعت غرا محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم طریق غیر خدا پرستی اور واہی رسوم و عادات سے اوس فریق عرب کو کلیتہً زاجر و مانع تھی نظر بران وہ فریق عرب سکان حجاز سہی یا آپ کی بعض خاندان کے اجرار سہی با این ہمہ مشاہدہ اثار بینہ رسالت احکام نبوۃ کی ایمان سے محروم رہے شعر

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است

واقعی حضرت شیخ ابوعبداللہ انصاری کا قول اسی واقعہ سے مجرب ہے آہ ازین تفاوت راہ دو آہن پارہ از یک جا نگاہ یکے سم ستوران و یک آئینہ شاہ۔ اور ہر دانشمند الٰہیات حکمیہ کا انکار نہیں کرسکتا کہ اس دائرہ امکان میں وجود اشیاء کے لیئے شرائط کا وجود اور موانع کا ارتفاع عقلاً ضرور ہے پھر جب موانع مرتفع ہوں تو کسی شئے کا وجود خواہ ایمان و کفر ہی کیوں کسی وجود پر کسطرح نقش پذیر ہو سکتا ہے اور اس کے سوا ایک تقریر دلپذیر منجملہ تقاریر اثبات نبوۃ قدسیہ نذر جوہر ذرا کے ہے یعنی ہرگاہ سارا عالم غیر خدا پرستی کے وجہ سے جہالۃ اور ضلالۃ کی ظلمتوں سے معمور رہا ہوتا تھا اور ہر فرد نوع انسان نفسانی امراض اور اعراض میں گرفتار حضرات انبیاء علیہم کے علوم زمان فترہ میں مخالف اور محرف ہو کی نسیاً منسیاً ہو رہی تھی پس رحمت الٰہیہ قرون دراز کے بعد ساری عالم کی طرف یکبارہ متوجہ ہو گئی۔ اور اپنی بندوں کی ایمان سے مُرجھائی ہوئی دلوں کی تازگی کیلیئے

دلیل نہم اثبات رسالت قدسیہ

حضرات قدس کے بہارستان دلکشا سے یک بیک باد بہاری تفریح بخش چلنے لگی یعنی اوس مبارک داعیۃ اللہ نے جو عام بہر و مرحمت کو مقتضی ہوئے جزیرۂ عرب کے خواص سرزمین حجاز اعیان حرم سے ایک جوہر فرد فرید ذکی النفس ذکی الذہن کو اپنی نفاذ مراد کے لیے بمنزلہ جارحہ واسطہ فی الثبوت بلکہ واسطہ فی العروض قرار دیا اور اوس خداوند بے نیاز نے اپنی مقصود کے تکمیل کے لیے ایک جوہر نفس نفیس کو حامیان حریم حرم سے منتخب کیا وہ کون جناب احمد مجتبی محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والثنا کو جن کا مبارک وصف اولی یہ ہے سہ جنس اول زمحیط قدم سلسلہ جنبان وجود از عدم پس اوس رسول اکرم مظہر اتم سر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار تعلیمات قدسیہ سے نفس الامر میں سارا عالم مشرق سے مغرب تک مہذب اور منور ہو گیا اور خاص اہل عرب اور اونکی ذریعے سے ساری باشندگان عجم کے خزائن اذہان اسرار حکمیہ مصالح تشریع حالات مبدء و معاد و واقعات برزخ مواقف حشر کے غیبی جواہر علوم سے مالا مال فرمائے اور مبارک شرائع اور ایزدی احکام سے خداوند کریم کے بندوں کو جنہیں جوہر قابلیت اور اچھی استعداد تھی مرتب اور مہذب اور اونکی سیاست منزلی اور مدنی میں جسقدر فساد اور کجی واقع تھی اوس کی اصلاح اور تعدیل فرما دی اور اطراف عالم میں اسلام ایزدی مقام کے جھنڈے اور آسمان فرسا نشان جسے خداوند کریم کے عظمت شان اور نام پاک کا بول بالا ہوا ایک زمانہ دراز تک قایم کر دیے۔ اور گرفتاران نفسانی اغراض کو اوس روحانی طبیب حاذق کے چارہ گری سے

صحت دائمی شفاء جاوید مرحمت ہوئے پس علامۃ نمائیہ نبوۃ قدسیہ سے
وجود بنظر ثبوت مطلول ہماری حضرت کے شان پیمبری سفارت ایزدی
کے صداقت کے لیئے برہان اعظم ہے اور آپ کی اوصاف فاضلہ پیمبری اور
تصرفات اعجازی جو متواتر اخبار سے یا متصل سندون سے حدیث کے
مبارک صحیفون مین جلوہ فرمائے تحریر ہین عقلائی عالم کی رائے زرین مین
مقوی مقدمات برہان ہین اور دوسری طرز سے بھی یہی تقریر نبوت توجیہ
جلوہ پیرائے تحریر ہے کہ یہہ امر ہر موافق اور مخالف پر مخفی نہین کہ
جاہلان حجاز اور سرزمین تہامہ کے غبی لوگون مین جب بعثت اولی
حضور کے واقع ہوی تو آپ آمی محض تھے نہ وہان کوئی دانشمند
آپ کا معلم اور نہ آپنے کہین سفر فرمایا مگر دو مرتبہ شام مین کہ اوس کا
زمانہ ایسا قلیل تھا کہ اوس تھوڑے زمانہ مین تعلیم اور حد استیفا ایسے
وسیع غیبی علوم کے ممکن نہین پھر آپ کی دانست اور قطعی علم خداوند جل
شانہ کی کمالات ذاتیہ اور اسمائیہ کا اور اوس کی مفصلاً شرعی
احکام سے اور آپکا غیبی علوم اور آپکا غیبی واقعات سے خبر دینا اور قواعد
عبادات اور معاملات اور معاش و معاد کے مصالح اور کاملین اور
انبیاء پیشینیہ کے تفصیلی حالات کی معرفت کلی ہر غیر متعصب عاقل کے
عقل دوربین مین بغیر وحی آسمانی و تعلیم ایزدی محال جانتی ہے سچ
کہا ہے کسی شاعر نے ؎

فاق النبیین فی خلق و فی خلق ولم یدانوہ فی علم ولا کرم ؕ وکلہم من رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر او رشفا من الدیم

بیان ثبوت نبوت آنحضرت بعلوم غیبیہ

اور اوس کے سوا تیسری طرز سے بھی تقریر آویزہ گوش از کیا رہے کہ واقفان
حالات سے اور انبیا و اہل عرب پر ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ آپنے ایسے عظیم الشان
نبوت الٰہیہ کا اون قبایل عرب مین دعوی کیا جو آسمانی کتاب اور علوم
دانشمندی سے محض نا آشنا تھی ملت ابراہیمی کی پیروی کا اونہین برائے
نام دعوی تھا مگر بے سروپا کہ طواف بیت الحرم بھی کرتی تھی اور عزی اور
ہبل اساف نائلہ کے پرستش ابو قبیس اور کوہ صفا کی مبدا لون ہیں اونکا
آبائی شیمہ و شعار تھا اور دختر کشی اور خانہ جنگی بدکاری اور سود خواری
گویا اونکی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی سو آپنے کتاب الٰہی اور علوم دانشمندی
جو اونکی سیاست خلقی اور مدنی اور منزلی کو نافع تھی کامل طور پر تعلیم
فرمائے اور اخلاق فاضلہ اور شرایع الٰہیہ سے اونکی جاہل نفوس آراستہ
کردیئے اور فضائل علمی اور عملی سے اونکی دونو قوتون علمی اور عملی کی
پوری طور پر تکمیل کردے۔ اور ایسا بیات اور الہیات کے علوم اور شایستہ
اعمال کے انوار سے ایک جہان کو آراستہ اور منور کردیا اور ملکوت
عالم کے عظیم الشان شاہنشاہ نے جیسا قرآن کریم میں خبر دی ہے آپکا
مبارک دین اسلام سب منسوخ دینون پر دین یہود ہو یا نصاری طریق
ہنود ہو یا آتش پرستون کا مذہبی طریق سب پر چیرہ دست اور غالب
کردیا۔ پس نبوت الٰہیہ ایزدی سعادت کے یہی معنی ہین جو آپکی مقدس
ذات سے بالذات سرزمین عرب مین اور بواسطہ خلفاء والاشان
ساری سرزمین عجم مین عالم آرا ہوگئے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب　　گر دلیلت باید از وے رو متاب

در بسر رو پوش گشتہ آفتاب　　فہم کن واللہ اعلم بالصواب

اور اس کے سوا آپ کے حالات اظہار نبوت سے پہلے اور دعوت اسلام کے زمانے مین اور بعد پورے اور تمام ہو جانے اس ہدایت عامہ کلیہ کے اور آپ کی اخلاق عظیمہ اور آپ کے احکام سراپا حکمت ایسے متواتر ہین کہ یورپ کے اعلے درجے کے مورخ عام اس سے کہ گبن ہو یا ٹیلر یا ڈیون پورٹ تاریخی دفترون مین مشرح زیب رقم کرتے ہین اور اسلامی دفتر تاریخ اور سیر بین تو ان مضامین سے معمور ہین اور آپ کا ثابت قدم رہنا ایسے معرکون مین جہان اعلے درجے کے بہادرون کا اور صاحب عزیمت لوگون کا قدم لغزش کھا جاتا ہے حافظ حقیقی کی حفاظت کے بھروسے پر اور بڑے بڑے شدائد پر آپ کا اپنے ایزدی عزیمت پر قائم رہنا کہ سارے دشمنان عرب اور حدود متصلۂ عرب کے بیدینان کو کسی مقام پر موقع نہ ملا کہ کوئی جرح و قدح کا معقول سخن آپ کے خدام پر پیش کر سکتے کہ یہ سارے امور اور عمدہ حالات سوای انبیا کے کسی دوسرے مین فراہم ہونا ہر غیر متعصب دانشمند کی عقل تجویز کرنے کو ممتنع جانتی ہے دلیل ہفتم بطرز جدید مثبت رسالت محمدیہ
دوسرے واقعات عالم کی تاریخی دفترون سے تحقیق ہے کہ جناب سرور انبیا سے پیشتر سارے دنیا کی لوگ مذہب کی رو سے بگڑے ہوئے تھے آسایش و آرایش کی رنگ مین ڈوبی ہوئی منعم جل و علی سے محض بیخبر تنعم نشستن کی سامان مین منہمک راست کاری درست کرداری ان مین باقی نہ رہی تھی

اپنے غلطی پر مغرور اپنی خطا وار دانست پر ہنگامہ آرا تھے اب کسی تجربے
حکیم یا درویش کامل یا شہنشاہ عادل کے سمجھانے سے راہ پر آنا سوا امکان
سے باہر تھا اور وجوہ کے سوا اپنی شوکت اور وجاہت اور اپنی قوم کی
دولت اور ثروت اپنی سلطنت کی زور قوت اپنے ضعفی اور آبائی خیالات
کے صابین اور عمل درآمد کے مخالف کسی نئی بات کے سننے اور ماننے
کو یہہ امور بہت بڑے عائق تھے جب تک ایسے عظیم القدر والاشان
سفیر اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم روی زمین پر رونق افروز ہوں کہ
خدا کی کتاب و فرمان کے ساتھ اور ایسی پر زور آسمانی مدد کے ہمرکاب
کہ چند ہی سال میں اطراف عالم سے کسری و قیصر کی ملوکت اور سلطنت
کی بسیط تو تین نیست و نابود کر کے ملک ملک دولت ایمان سے بھر گئے
اور عرب سے دور دست ممالک بیجا رسوم اور مظالم کی ظلمتوں سے
پاک اور توحید اور اسلام سے منور ہو گئے اور دوسرے طرز سے اس تقریر
کی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک دانشمند صائب الرائے اپنی رائے میں اچھی
طرح سے غور کر کے انصاف کر سکتا ہے کہ آخر اس دورۂ نبوت محمدی میں
تین سلطنتیں دینی عظیم الشان روی زمین پر فرمان روا تھیں ایک
نصاری کی سلطنت روم اور شام اور مصر اور حبش میں جن کا مذہب
تثلیث تھا اور باپ اور بیٹا اور روح القدس تین خدا کو مانے ہوئے تھے
حال آنکہ جمیل کے یہ مضمون مخالف تھا مرقس حواری کی انجیل کے
بارہویں باب ۲۹ ورس میں خبر دیتا تھا کہ سب حکموں میں اول یہ ہے کہ

وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خدا ہے کہ مسیح کی انجیل مین خبر دیتا تھا کہ
اچھا تو کوئی نہین مگر ایک جو خدا ہے اور ایران سے لیکر خراسان تک
کیانیون کی سلطنت کے سلسلے مین گبرونکی سلطنت عالم مین دھوم مچا
رہی تھی اور آتش پرستی اُنکا مذہبی عقیدہ اور عملی کارروائیون مین
آتشکدہ ساری سلطنت مین روشن اور یہی اُنکی پرستش گاہ تھی اور
اونھین سفلیات مین اُلجھے ہوئے تھے اور یہی اُنکا دین و آئین تھا حال
آنکہ اُن کے دساتیر مذہبی کتاب پیمبران عجم کی ان کے خیال کے موافق
آسمانی صحیفے اس عقیدے کے مخالف تھے کہ نامۂ موسومہ جمشید جسکا
ترجمہ دری مین ساسان پنجم کا مشہور ہے خبر دیتا تھا کہ سزائے پرستش
جز یزدان نیست و ہیچ گردندہ بے خواہش او گردیدن نتواند۔ اور مباحث
الٰہیات نامہ موسومہ ساسان پنجم مین خداوند جل و علیٰ کی توحید کے بارہ مین
اس طرز سے رقم طراز ہی کہ دو تا کردہ فرمائین نباشد کہ اگر دو تا کرد فرمائین
ہست باشد ہمہ توانا بودند بر ہمہ نادران چہ ناتوان خداوندی نسزد پس
اگر یکی آہنگ پرمونہ کند دیگرے رخواست یارگونہ اگر کام ہر دو
شود گرد آمدن دو دشمرد اگر خواست ہیچ یک نشود برخاستن دو دشمرد شود
اگر خواست یکے قرار آمد دیگرے ناتوان باشد و ناتوان خداوندی را نشاید
تیسری سلطنت اس دور نبوت مین احاطۂ ہندوستان کی عظیم الشان
سلطنت تھی جہان مذہبی خیال نرگن اور اپاشنا عالم خیالین فرمانروائیان
کر رہا تھا کہ سارے جہان کی چیزین ارواح ہون یا اجسام جن سے فیض اور

فائدے بہت جاری ہون نزیکال جوت کے مظاہر ہو رہے ہیں اور انہیں کی پرستش ہو رہی تھی اور وہی انکے خدا تھے اور یہی انکا طریق مذہبی عام طور پر سارے ہندوستان کے محروسہ سلطنت مین پھیلا ہوا تھا جوگ بششٹ مین صاف تصریح ہی کہ جو کوئی صورت یا مورت کو برہما یعنی مبدء کل کائنات کا اوپاشنا کرے وہ برہما تک نہ پہنچیگا اور ہمیشہ مردود اور محروم رہیگا اور تعینات کے قیدون سے باہر آنے کے بارہ مین ساری جوگ بششٹ مین ہوم مچی ہوئی ہے حال آنکہ ورزش طریق عبودیت خاص مرتبہ الوہیت کا حق ہے اسلی ذات کے لحاظ سے مشاہد کونیہ کا حق نہیں جیسے منقسم ہونا واحد کا حق ہے مراتب ظہور واحد کہ بے انتہا اعداد ہیں انکا حق نہیں اور کلی ہونا انسان مطلق کا حق ہے اوس کی ذات کے لحاظ سے ہر فرد انسان کا حق نہین اور جاری ہونا استمراری روش پر دریا کا حق ہے موج وحباب جو بحر مواج کے مظاہر ہین انکا حق نہیں دوسرے مظاہر کی الوہیت اسوقت مانی جاے کہ مرتبہ الوہیت انسے جلوہ گر ہو حال آنکہ الوہیت کے عظیم الشان مرتبے کے لئے واجب الوجود ہونا مشروط ہے کہ بغیر واجب الوجود ہوئے کوئی صفت انتہا درجہ کمال کو قبول نہیں کرسکتی اور بدون اس درجہ کمال کے انتہا مرتبہ تعظیم کا سزاوار ہونا متصور نہین اور معبود کو معبود ہونا اور انتہا درجہ تعظیم کا مستحق ہونا ضروری اور جتنے حادث اور ممکن ہین موجودات کونیہ میں ان مین وجود کا واجب ہونا ممتنع۔ غرض یہ تینون مذہبی خیالات تینون سلطنتونکی طرح دنیا کے تینون براعظم ہین اپنا غلبہ

اور زور و شور دکھا رہی تھی کہ جو تھی نری خدا پرستی کا مذہب محمدی علی صاحبہ
الصلوٰۃ والسلام جس مین تنزیہ اور توحید کا رنگ مضبوط جما ہوا ہے
ایسے زور آور سلطنتوں کے مقابل زور پکڑنا جس میں تنزیہ کی نقیض تشبیہ
کا خیال مذہبی نذر پر ہو ہر دانشمند کی عقل دوربین میں بظاہر سخت
محال نہایت دشوار تھا تو ان سارے عوائق کے ساتھ اوس کا غلبہ کامل
طور پر اور نیز حضرت اسلام عرشی مقام کا بول بالا رہنا خداوند جل شانہ کی
طرف سے اوسکی تصدیق کی شہادت مضبوط ہے اور کس کی عقل درائے
تجویز کر سکتی ہے کہ وہ خداوند بندہ نواز ایک جوہر قابل مین ایسے کمالات
عطا فرماوے کہ جو اعلیٰ درجے کے علوم سیاست امت اور آلٰہیات
اور اخلاق فاضلہ کا مظہر ہوا اور جو لا الٰہ الا اللہ کے تنزیہی مضمون
برہانی الثبوت قدیم اصل الاصول انجیل مقدس اور دساتیر کے قضیہ
مسلمہ کا عالم میں منادی دے رہا ہو اور پھر وہ نبوت الٰہیہ کے دعوی
میں سچا ہوا اور پھر تیئیس برس تک انکو مہلت دیجائے اور انکا دین و
آئین جس میں کونین کی بہتری اور بہبود عقلی نوع انسان کی اشکا
الطور پر ظاہر ہوا اور وہ ان تینوں سلطنتوں پر غالب آئے اور وہ
نیا دین باایں ہمہ کمزوری ایسے زور آور مذہبوں پر جس مین طنطنہ
سلطنت اور شوکت شاہنشاہی تینوں برا عظم کا شریک ہو ظفر یاب
ہوا اسی صاف ظاہر ہے کہ روح القدس کی نگاہوں سے اوجس ظاہری
حواس سے پری شمشیر تائید ایزدی مخالفوں پر کھینچی ہوئی اسلام کی

ہمرکاب اور قبلہ عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اعلاء شان پیمبری میں سراپا
صادق اور ساری جہان خواص انبیا میں فرد فریدتھی۔ اور وہ بادیہ
نشینان عرب کہ گوسفند اور اونٹونکی چرائی جن کی گذران کاشتکاری اور
اور مشغلۂ مویشی اُن کا سرمایۂ زندگی قواعد جنگ سے سراسر نابلند ترک
جہانگیری سے محض نا آشنا سلاح جنگ ان کے پاس محض ناکافی اسپر علانیہ
مذہبی متعرض اور اسطرف آنرا کہ زر دتمدانہ و زور و ر بازو۔ استنبول اور اُن
کے سیکڑوں خزانے نقرہ و زر لعل و گہر سے گران بار ہو رہے تھے فریق مقابل
اسلام بہادران روم و ایران جنگی شاہنشاہی نقارے کی ہیبتناک
آواز عالم میں گونج رہی تھی جن کے نیزہ اور تلوارونکی چمک دمک بجلی کیطرح
میدان جنگ میں گوندنے سے شیرونکی نگاہیں خیرہ ہوتی تھیں لاکھوں
پیادہ وسوار ایسے بہادروں کے سامنے ایسے بے سرومایہ کمزور صحابہ شرف
دین آسمانی کے زور پر سپر اسلامی پشت پناہ لیے ہوے ان معارک
اعلاء شان اسلام میں شمشیر بکف سینہ سپر ہوں اور پھر اللہ اکبر کی
آسمانی تائید کے سہارے محمدی نشان کا پھریرا ایوان کسری اور قصر
قیصر سے بالا رہے ایسا غریب واقعہ دیکھکر طرفین کی حالت میزان عقل
میں تولکر ہر ہوشمند کی زبان پر بیساختہ جاری ہوگا کہ وہ خداوند عرش
عظیم ہو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ
ولو کرہ المشرکون الدینہ الغدیتہ و ان جندنا لھم الغالبون دونو جملہ
مندرجۂ متن دستاویز نبوت یعنی قران پاک کے تصدیق کے پیرایے میں

آسمان سے اپنے عظیم الشان سفیر کی مبارک سفارت کی آپ تصدیق کر رہا ہے دوسرے اس جوہر فرد جوہر قابل علیہ الصلوٰۃ بقدر حسنہ وجمالہ کے بعد وفات وہ ایزدی تعلیمات اور ان کے آثار سراپا برکات جو عالم میں باقی اور برقرار رہے اس سے لاکھوں انسان کامل خدا کی بارگاہ کے روشناس اور اس کے جواہر معرفت سے فیضیاب اور ان کے سینے انوار ایزدی سے معمور ہوئے اور ہیولائی عالم میں ان کے تصرفات اور کرامات فنا فی الرسول کی بدولت دفتروں میں مضبوط اور سارے جہان میں مشہور ہیں ہر کوئی اپنے جوہر دراک میں انصاف کر سکتا ہے کہ یہ سارا عظیم الشان کارخانہ مذہبی اور دور محمدی ہیں دریائے فیض کی جوش زنی بغیر مؤید من اللہ اور سچے پیغمبر کے قائم نہیں رہ سکتی۔

شد نیاز طالبان ار بنگری
شعلہا از گوہر پیغمبری

احمد اخود کیست اسپاہ زمین
ماہ بین بر چرخ بشکافہ این جبین

تا بداند سعد و نحس بے خبر
دور تست این دور نی دور قمر

چونکہ موسی رونق دور تو دید
کاندرو صبح تجلی می دمید

گفت یا رب این چہ دور رحمتست
بگذر از رحمت کہ اینجا رویت ست

غوطہ دہ موسی خود را در بحار
در میان دورہ احمد برار

اور اس کے سوا اے مہربانو آخر یورپ والوں کے حکیمانہ دماغ اور دانش فرنگ تو سارے جہان میں ضرب المثل ہے اور انگریزی تاریخ اور جغرافیے کے دفتروں میں اسلامی تاریخوں کے سوا جناب سرور کائنات کے

دلیل نہم استدلال حقیت رسالت باب [illegible] ماخوذ [illegible] جلد چہارم [illegible]

مفصل حالات مضبوط ہین ویسے ہی عرب والونکا جاہل اور ضدی اور
وحشی قوم ہونا جاہلیت کے زمانے مین باعتبار اپنی پیدایشی طبیعت کے
تفصیل وار مذکور ہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ عرب والے زمان فطرت
مین ابراہیمی اور موسوی نبوت کے بعد اوس زمانے میں تشریعی قیود سے
آزاد اور حر محض تھے اور آسمانی احکام کے قیود سے کلیتہ رہا کسی شریعت
خاص کے پابند نہ تھے خونریزی خانہ جنگی بدکاری شراب خواری سود
خواری قمار بازی دختر کشی جو چاہتے سو کرتے اور بیباکانہ جو جی میں آتا کر
گذرتے مزید بر آن عربی وحبل اساف ونائلہ ان ساری مورتوں کے
درشن ان کے طبعی حالات تھے اور پشتوں سے اسی حالت کے خوگر غرض
ان کے طبیعات پر اور ایسی طبیعتوں پر کوئی آسمانی روک ٹوک نہ تھی
کہ یکبارہ انھین کی قوم مین ظلمت جاہلیت کی پرانی سرزمین عرب مین
ایک آفتاب عالمتاب چمکا لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ
ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم الآیہ **ابیات**

جلوہ کرد از خویشتن بر خویشتن | داد خلوت را فروغ انجمن
جلوۂ اول کہ ہم بر خویش کرد | مشعل از نور محمد پیش کرد
شد عیان زان نور در بزم ظہور | ہر چہ پنہان بود از نزدیک و دور
ہمچو آن ذرات کاندر تابش مہر | از نقاب غیب بنمایند چہر
مہر بر ذرات پر تو افگن ست | عالم از تاب یک اختر روشن ست

وہ کون سفیر اعظم طبیب عالم امی فاضل جوہر قابل سید مکی انتہائے عمر کی

کہ سارے اذکیائے دہر کی لاکھ جانیں او نپر نثار خداوند عالم کی مراد تاخذ کرنے کے لیے اور اس کی رحمت خاص اس کے بندون پر پوری کرنے کے لیئے نفسانی امراض رواں آزار سے کہ سارے اسی آزاد حالت پر چھوڑ دینے سے مبتلا ہو رہے تھے ابدی صحت اور شفائی جاوید عطاء فرمانے کے لئے ظاہر کیئے گئے اور پھر ان طبیعتوں کی اصلاح مین عبادات ہوں خواہ معاملات کیسے کیسے تشریعی قیود ان آزاد قومون پر یکبارہ بڑہائے گئے علی الخصوص جان عزیز اور مال عزیز کہ اس کی محبت کسقدر جزو نفس میں سمائی ہوئی ہے خدا کی راہ میں صرف کرنے کی ایک سخت قید مزید بران ایسی قوم پر یکبارہ یا بتدریج ڈالے گئے سو یہ سب قیدیں کہ انکی سخت طبیعتوں کی نظر سے آہنی قیدیوں سے کچھ کم نہ تھیں ساری قوم نے قدیمی حریت چھوڑ کر کس ذوق شوق سے گوارا کرلیں اور اپنے گھر بار یار و دیار بیگانہ و آشنا عزیز و اقربا سے جو آسمانی احکام کے مخالف تھے صاف علیحدہ ہوگئے اور حضرت کے آثار جان فزا بیان دلفروز اور صورت دلربا کے ایسے والہ و شیفتہ کہ ان تشریعی قیود کو گوارا کرنے کے ساتھ جہاں حضور کا پسینہ گرے وہاں اپنی جان عزیز دینے اور سیلاب خون بہانے کو طیار جہاں آپکا سایہ گرے وہاں اپنی آنکھوں کی پتلیوں پر اٹھا لینے کو آمادہ آپکا بقیۂ آب وضو تبرکاً لینے پر آپس میں تلوار چل جانے کا اندیشہ ہوتا تھا آپ کا آب دہن تعظیماً سارے ملازمین اسلام زمین پر گرنے

ندیتے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور آب سرچشمۂ حیات روحانی سے کم نہ جانتے
تھے واقعات تاریخی سے صاف ظاہر ہے جیسے عروہ ابن مسعود جو
اس زمانے کے اہل عرب میں علانیہ ایک مخالف اسلام تھا وہ آپ
ان ملازمین اسلام کی شیفتگی اور کمال تعظیم حدیبیہ کے معرکے میں اپنی
زبان مین اپنی قوم سے اسطرح بیان کرتا ہے اذا امروا فابتدروا
امرہ واذا توضا کادوا یقتتلون علی وضوئہ وما تنخم رسول اللہ
نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم واذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ
وما یحدون النظر الیہ تعظیما لہ ؛ یعنی جب سرورعالم کسی امر کا
حکم فرماتے تو ساری دردولت کے ملازم محاسن اسلام کے والہ وشیفتہ
فورا اوس کی تعمیل کرتے اور جب آنحضرت وضو کرتے تو آب وضو
لینے کے شوق میں آپس میں قریب تھا کہ لڑ مرتے اور جب آنحضرت
بات کرتے تو آپ کے حضور میں آوازین پست ہوجاتین اور آپکی
طرف کمال تعظیم سے نگاہ بھر کے نہ دیکھتے تھے۔ والفضل ما شھدت
بالاعداء اب فرمائیے کس کی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ عرب کی ان ازاد
قومون نے بغیر اس کے کہ آپکی سچی رسالت پر آپکی ایزدی بارگاہ مین
خاص الخاص ہونے پر آپ کی آسمانی علوم کے راز دار و رازدان
ہونے پر کھلے کھلے برہان آشکارا دلائل بینات ظاہر شواہد بیّن
اپنی ہستی کیطرح آپ کی ذات باکمالات مین نہین دیکھی تھی اور یہ
سب سمجھ یونہی ہوگیا اور یہ ساری قوم کی قلب ماہیت آپ ہی

آپ ہوگئی اور یہ سارا انقلاب کہ سطح زمین سے لیکے ملکوت آسمان تک
حالت بدل گئی آپ سے آپ ہوگیا زینہار زینہار کسی عاقل کی عقل دوربین
کسی حکیم کی عقل دراک تجویز نہیں کرسکتی اے دانشمند وانصاف انصاف
اور عقل کے دشمنون سے خطاب نہیں ہے

ورنہ باشد زاہل این ذکر وقنوت   پس جواب الاحمق السلطان سکوت

اور ان ساری دلیلون کو جو ہمارے حضرت کے ثبوت نبوت مین جدت
بیان نوعیت طرز تقریر سے پھیر پھیر کے بعد امعرض تحریر مین آچکین
علیحدہ رکھین اور اس امر بدیہی اولی پر نظر کو دوڑائین تو اپنے بدیہی
وجود کی طرح انگریزی اور عربی تاریخ دانون پر یہ امر زنہار مخفی نہیں کہ
آخر حضرت سرور عالم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو برس گذرے
کہ اس جزیرہ نما عرب کے ایک خاص شہر مین اعلی درجے کے پایگاہ
نبوت کے ساتھ ظاہر کیئے گئے اور آپکی جاذبہ ہدایت عامہ کلیہ سے
جس مین روحانی مقناطیس کی خاصیت مضمر تھی لاکھ آدمی سے زائد عرب
والون سے کہ اس مین بڑے بڑے علماء نصاری اور عرب اولاد اسمعیل
علیہ السلام سبھی داخل تھے سارے تشبیہات کے الجھاؤ سے چھوٹ
چھوٹ کے ایک مبدا کل کی تنزیہ کی طرف جس کو انسانی فطرت
آپ مقتضی ہے یک قلم متوجہ ہوگئے اور ایک اللہ جل شانہ کی
عبادت کے انوار سے منور اور ساری بری باتون جنکی برائی عقلاء
آپ ظاہر ہے سب کے سب محترز ہوے اور عمدہ اخلاق اور آداب

نیک سے انکے نفوس آراستہ ہو گئے اور یہ امر کون نہین جانتا کہ اس سارے
جہان کے منعم اور مبدأ وجود کی عبادت اور اوس کے شکر و سپاس کا
عمل در آمد اور گناہون سے اور برُے کامون سے احتراز اور اپنے
بنی نوع کے بار مظالم سے سبکبار ہونا اور ان کے حقوق کا جس کو مدنی
الطبع نوع انسان کے تمدن انسانی مقتضی ہے ادا کرنا ہر قوم اور
ہر پابند مذہب و لا مذہب کے نزدیک عقلاً نہایت بہتر اور مستحسن
امر ہے اور اسی کو ہدایت کہتے ہین پس ہر گاہ یہ امر ہدایت عامہ کلیہ
آپ کے وجود باجود سے واقع ہو چکا اور جس امر کا ہمارے حضرت
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دعوی اور اظہار کیا وہ خارج مین ظاہر ہو گیا
تو پھر نفس الامر مین کوئی ضرورت اثبات نبوت کی باقی نرہی کہ جوہر مشک
کی فرح بخش عطریت روح دماغی کو اس کے اثبات وجود کے لیئے آپ کافی
ہے اور آفتاب عالمتاب کے وجود کا ثبوت اس کے وجود انوار جہان
تاب سے آپ ظاہر ہو رہا ہے ولیس وراء العیان بیان ؏ رباعی

قد ابا النبوۃ قوم لا عقول لھم ولیس لھا اذ انکر و لا من ضرر
فاء شمس الضحی والشمس طالعۃ ان لا یری ضوءھا من لیس ذی البصر

تتمہ تقریر مین ایک وہ تقریر جو قدماء علمای کلام کی روش پر مسطر لطراز
تحریر ہے اور لطافت بیان اور جزالت مضمون سے خالی نہیں عرض
کرتا ہون کہ معجزہ ایک خارق عادت ہے کہ جو مطابق دعوی مقرون
تبحدی ہو یعنی کسی منکر رسالت کے مقابلے مین وہ امر ظاہر کیا جائے

اور ثبوت معجزہ یعنی خرق عادت کا نقلاً تو اس طرز سے ہے کہ تمام عالم کو کاملین سے خرق عادت واقع ہونے پر اتفاق ہے ہر مذہب والے خواہ یہود ہوں خواہ عیسائی یا ہنود اپنی کتابوں مین بزرگوں سے خوارق عادات برابر نقل کرتے ہین جیسے انجیل میں معجزات عیسوی اور توراۃ میں تصرفات موسوی اور جوگ بششٹ میں اوتاروں کے تصرفات غرض خوارق عادات واقع ہونا واجب التسلیم ہے ورنہ اگر ایسے اتفاقی خبرین غلط ہوا کرین تو کوئی گذشتہ واقعات کی بات تصدیق نہوسکے اور نہ کوئی مذہب قابل تسلیم اور عقلاً اسکی ثبوت کی تقریر یہ ہے کہ جیسے سارے موجودات میں علم اور قدرت توانائی اور طاقت میں کمی بیشی صراحتہً واقع ہے اس مبداء عالم مین بطریق اولی ہونا ضرور ہے بلکہ جب سارے جہانکی چیزین با این ہمہ اس کے کہ وجود عارضی میں مشترک ہین اور ان اوصاف مین باہمی تفرقہ آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہے تو خداوند توانا مین بدرجۂ اولی ہونا ضرور ہے سو جو بات خدا سے ہوسکے اور بندون سے نہ ہوسکے وہی خرق عادت ہے اور ہم اسی کو اگر دعوی دار نبوت سے ظاہر ہو معجزہ کہتے ہین بشرطیکہ کسی مخلوق کا اس میں واسطہ ہو اور صورت واسطہ یہ ہے کہ جیسے ذخیرۂ علم و تدبیر بادشاہوں کے وزرای نامدار ہوتے ہیں ویسی سامان قدرت تسخیر لشکر جرار مگر چونکہ نفاذ تدبیر کے لئے سامان تسخیر درکار ہے تو وزرا اور گورنرون کے ہمرکاب سپاہ و لشکر ہونا ضرور ہے تو خداوند عالم کے دین کی ترقی کے

خزانے انبیا ہیں انکی ہمرہی میں کسی قدر امداد قدرت ہونا ضرور ہے تاکہ
واقعات قدرت نما کے ظہور سے انبیا کے ہاتھوں پر سرکشوں کی آنکھیں کھل
جائیں اور انکی خصوصیت بارگاہ ایزدی میں ان کے بیانات کی تصدیق کے
لیے منکروں کے ذہن میں ثابت ہوجائے بعد اس تقریر کے دانشمندوں پر
یہ امر واضح ہو کہ امر مطلوب یعنی معجزہ تین امر سے ظاہر ہوتا ہے اور تین
مقدمے کی تقریر پر مبنی ہے پہلا امر قابل دریافت یہ ہے کہ خارق عادت
جسپر معجزہ موقوف ہے کسی ایک فن کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو چیز انسان
من حیث قابلیت انسانیہ اسپر قادر نہو سکے وہی خارق عادت ہے عام اس
سے کہ کوئی صنعت ہو یا حرفہ کوئی تقریر ہو یا تحریر سو اگر کسی فریق
منکر رسالت کے مقابلے میں ہو تو معجزہ ورنہ کرامت اور ہمنے امر خارق
عادت کسی خاص فن اور کسی امر خاص کے ساتھ مخصوص نہ ہونا ان وجوہ سے
بیان کیا کہ اول تو کوئی دلیل تخصیص پر نہیں دوسرے ترجیح و تخصیص کسی
فعل خاص کی بلا مرجح کوئی چیز نہیں تیسرے حضرات انبیا علیہم السلام
کے مختلف معجزات کے دیکھنے سے کہ کہیں اعیان کی تقلیب تھی اور کہیں
بسائط پر تصرف کہیں صورت کی تغیر تھی کہیں جسم پر تصرف صاف یقین
ہوتا ہے کہ کسی فن کے ساتھ اور کسی امر خاص کے ساتھ یہ فعل مخصوص نہیں جبکہ
امر مطلوب یعنی رسالت کے ثبوت میں سارے مختلف خوارق عادات
مشترک ہیں پھر تخصیص محض بیکار اور دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ کسی
شخص کی دانست اس امر کی کہ یہ امر معجزہ ہے ثبوت رسالت پر بغیر دو

وجہ کے ممکن نہیں اول یہ کہ وہ شخص اس صنعت و حرفت سے واقف کامل ہو
جس صنعت اور حرفت کے جنس سے وہ معجزہ واقع ہوا جیسے عالم اور عامل
سحر ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ساحروں کا وہ معجزہ جو
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوا ان ساحروں پر مخفی نہ رہ سکا یا طبیب
ہونا بہ نسبت اس معجزہ جان بخشی کے جو حضرت عیسیٰ مسیح سے ظاہر ہوا
اور اطبائی زمان حضرت عیسیٰ پر مخفی نہ رہ سکا یا عالم فن موسیقی ہونا بہ
سبب اس معجزہ کے جو داؤد علیہ السلام سے مشہور ہے اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ جس فن کی جنس سے وہ معجزہ واقع ہوا ان اہل فن کے اتفاق کا
علم ہو گو وہ شخص اس فن کا جاننے والا نہو جیسے اگر کوئی شخص ساحر نہ ہو
تو وہ معجزہ تقلیب اعیان جو حضرت موسیٰ سے واقع ہوا کہ عصا تھا اژدہا
ہو گیا ساحروں کے اقرار واثق سے اس کے معجزہ ہونے کا علم کہ یہ
خارق عادت ہے ممکن نہیں کہ سحر کے جنس سے ہو غیر ساحر کو نیز حاصل
ہو سکتا ہے سو اگر فصاحت اعلیٰ درجہ کی ہر گاہ معجزہ ثبوت رسالت
قرار دیا جائے تو اس کا معجزہ ہونا اور سحر نہونا ساحروں کو علم سحر کی
وجہ سے معلوم اور ساحر کے سوا اوروں کو ساحروں کے اتفاق و
اقرار سے کہ انکا اتفاق امر غیر واقع اور کاذب پر عادۃً ممتنع ہے پس
ان دونوں وجہوں کے سوا فرق کرنا معجزے اور غیر معجزے مین کسی
اور وجہ سے ممکن نہین اسواسطے کہ جو سحر نہین جانتا ہر معجزے کو جسمین
تغیر فی الصور پایا جائے سحر کہہ سکتا ہے اور ایسے ہی غیر طبیب جسمین

تصرف فی الابدان پایا جائے فن طب کی کارروائی خیال کرسکتا ہے سو اگر آسمان
کو زمین پر اتار لائین یا زمین کو آسمان تک اٹھا لیجائین یہ احتمال جاہل
فن مذکور کے خیال سے اٹھ نہین سکتا ہاں ہرگاہ کوئی شخص ساحر یا طبیب
ہو اس کو بے تکلف علم آسکتا ہے کہ یہ معجزہ ہے دستکاری سحر یا کارروائی
فن طب نہین ہے تو بھی اُس کے معجزہ ہونے کا علم غیر کو آسکتا ہے کہ یہی
دوسرا طریق ہے اور پہلا طریق علم دوسرے سے کچھ قوی نہین ہے کیونکہ
پہلا طریق علم معجزہ ایک جماعت کثیر کے اتفاق سے پیدا ہوا کہ اس جماعت
کا اتفاق کذب یا خطا پر ممکن نہین اسلیئے کہ جب ہمنے ساحرون اور طبیبونکے
اتفاق سے مجمل دریافت کیا کہ حضرت موسی یا عیسی مسیح علیہم السلام سے
جو معجزہ صادر ہوا طب اور سحر کے قاعدے سے نتھا تو ان دونون حضرات
کی نبوت کا ہمکو صاف طور پر یقین ہو گیا کیونکہ اگر یہ علم ساحرون اور
طبیبون کے اتفاق کا کہ یہ معجزہ ہے سحر اور طب کے قاعدے سے متعلق
نہیں ہے تو ہمارے خیال مین اس امر کا احتمال ہوسکتا تھا کہ عیاذاً باللہ
ممکن ہے کہ دشمنان حضرات ساحر یا طبیب تھے تو نبوت بھی محتمل ہوجاتی
پس اگر ساحر لوگ حضرت موسی کے زمانے کے ایمان نہ لاتے تو حجت الہی
فرعون پر ختم نہ ہوتی اور انکار نبوت موسوی سے فرعون سزاوار عذاب
ابدی نہ ہوتا کہ اس کی نگاہ مین معجزۂ موسوی کا سحر ہونا محتمل تھا لیکن
جب ساحر لوگ پہلے خود ہی ایمان لائے تو حجت الہی تمام ہوگئی اور
فرعون عذاب ابدی کا مستحق ہوا اور تیسرا مقدمہ دریافت طلب یہ ہے

کہ عادت الہی انبیا کے ہاتھ پر معجزے کے اظہار مین صرف پہلے طریق علم پر اکتفا کرنے پر منحصر نہیں ورنہ سارے انبیا کو ضروری ہوتا کہ وہی معجزہ ظاہر کرتے جو علوم مخزونۂ قوم اور حرفۂ معلوم کی جنس سے ہوتا کیونکہ اگر عادت الہی یونہی جاری ہوتی تو حضرت موسی کی نبوت سوائی ساحروں کے دوسرے پر ظاہر نہ ہوسکتی اور ایسے ہی نبوت عیسوی اطبا کے سوا اور و نپر حال آنکہ ایسا نہین ہے کیونکہ یہ بات دریافت ہوچکی ہے کہ واجب تعالی معجزات انبیا کے اظہار میں صرف اسی امر پر اکتفا فرماتا ہے کہ غیروں کو اس کا علم ہو جائے خواہ بواسطہ ہو یا بلا واسطہ کہ نفس افادہ علم مین دونون طریق میں کوئی فرق نہین اسلیئے کہ بعثت انبیا سے مقصود یہ ہے کہ معجزے کا فاعل نبی واقعی تسلیم کیا جائے نہ پیغمبر غیر واقعی اور جس امر کو اس پیمبر موید من اللہ نے ظاہر کیا ہے اس کا معجزہ ہونا مان لیا جائے نہ از جنس صنعت و حرفت ہونا اور شک نہین ہے کہ اکثر معجزے کا علم دوسری قسم سے ہے یعنی معجزہ دیکھنے والونکی ایک بہت بڑی جماعت کا متواتر بیان کہ جو عقلاً مفید یقین ہے اور اس تقریر سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ معجزہ ہر پیغمبر کا اسی فن کے جنس سے ہوگا جو اس زمانے مین متعارف اور شائع ہے اسی نظر سے معجزۂ موسی اسی جنس سے واقع ہوا جس مین احتمال سحر ممکن تھا کہ اس زمانے مین یہ فن اور اس کا علم اور اسپر عملدرآمد بہت پھیلا ہوا تھا کیونکہ معجزے اور سحر مین امتیاز ساحرونپر علم سحر جاننے سے

آپ ظاہر ہو سکتا ہے اور غیروں پر ساحرونکی تصدیق ہے پس حجت الہی اسی صورت میں ختم ہو جاتی علم سحر کے عالم اور فن سحر کے جاہل پر بھی بخلاف اس کے کہ اگر یہ فن سحر اس زمانے میں شایع ہوتا تو کوئی دیکھنے والا معجزے کا یقین نہیں کرسکتا کہ یہ معجزہ ہے فن سحر نہیں ہے کہ جس سے رسالت ثابت ہو اور ایسے ہی معجزات عیسوی کی نسبت بھی کہہ سکتے ہین اور اگر اس کے برعکس ہوتا کہ معجزات عیسوی حضرت موسی کے لیے اور موسوی معجزات حضرت عیسیٰ کے لیے واقع ہوتے تو انکی نبوت کے ثبوت مین کچھ مفید نہ ہوتا کہ اسپر اطمینان اور یقین ہو سکتا تو ایسی حالت میں حجت الہی بھی ختم نہ ہوتی حالانکہ ایسا نہیں واقع ہوا جب یہ مقدمات دریافت ہو چکے تو ہم کہتے ہین کہ ایک نیک اور بندۂ پاک روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین عرب سے ظاہر ہوے اور پیغمبری کا دعوی کیا اور اپنا معجزہ اس کلام کو لائے کہ اسکی نظیر لانے سے باعتبار کمال بلاغت اور حسن مضامین کے سارے بندگان خدا عاجز آگئے سو جب ہم ثابت کرائے کہ معجزہ کسی فن کے ساتھ مخصوص نہیں سو اس کلام پاک کو معجزہ قرار دینا ثبوت رسالت کے واسطے کوئی امر مانع نہیں اور ایسے ہی جب ہم مقدمات سابقہ کی تقریر مین بیان کرائے کہ معجزے کا علم اس فن کے جاننے والے کو ہو سکتا ہے جس فن کے جنس سے وہ معجزہ واقع ہوا یا اہل فن کے اتفاق سے اور اس کے مقابل لانے مین عجز اُن سب کے اقرار سے

اور یہ بھی ہم پیش ازین بیان کرائے کہ اس معجزے کے اظہار اعجاز
میں صرف اہل فن کے علم ہی پر منحصر نہین بلکہ انکا اتفاق اور اقرار
اس معجزے کے اعجاز کے لیئے منقول صحیح غیر اہل فن کے لیے بھی کافی ہے
پس نبوت ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کو ہم
ایک بزرگ اور زبدہ پاک سرزمین عرب کے تعبیر کرائے ہین ساری
عرب اور عجم اور ترک اور دیلم پر ثابت ہوگئی کیونکہ عرب والون کے
زبان عرب اور فنون فصاحت اور کمال بلاغت کی معرفت اور
جاننے سے کہ جس کتاب مقدس اور کلام پاک کو آنحضرت نے ظاہر
فرمایا اگر ان سے مقابلہ ممکن ہوتا تو عرب کے لوگ با این ہمہ اس کے
کہ ان مین فصیح اور بلیغ اور خطیب اور شاعر ایک جماعت کثیر موجود
تھی اور اس فن مین انکی شہرت کہ زبان آوری اور حسن نظم مین غیر عرب
کو عجم کہا کرتے تھے یعنی گونگے ہین با این ہمہ اس عداوت اور تعصب
کے اس کتاب کے مقابلے مین لا سکتے سو نہ لا سکے اور سوای عرب کے
اور نیز ثبوت رسالت اہل عرب کے اقرار سے اور اونکے بڑے بڑے
فصیح اور بلیغوں کے مان لینے سے با این ہمہ انکی وسعت مملکت و کثرت
گروہ اس کتاب مقدس کا مقابلہ نکر سکے اور تیرہ سو برس سے زائد
اسلامی علما منکرون کو اس کتاب مقدس کی تحدی اور مقابلے کے
واسطے منادی کر رہے ہین اور کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور منکر
لوگ یہ کہہ نہین سکتے کہ اس مقدس کتاب کے اعجاز کا اس فن خاص

مین آنحضرت نے دعوی کیا جسے ہم لوگ ناواقف ہین کیونکہ اس کلام
پاک کا اعجاز دریافت کرنا زبان عرب کی فصاحت اور بلاغت کے نعوت
کے جاننے پر موقوف ہے اور ہم لوگ اہل عجم ہین سو ہمارے لیے اس
کلام پاک کا اعجاز ثابت نہین ہو سکتا سو پہلے اوس کا جواب بطور نقض
کے یہ ہے کہ جیسا تم لوگ زبان عرب اور اوسکی باریکیوں کو بلاغت
سے متعلق نہین جانتے ایسے ہی غیر طبیب جو قواعد اور معالجات فن
طب نہین جانتا کہہ سکتا ہے کہ شاید حضرت عیسیٰ نے منکرون کے مقابلے
مین مبروص اور کور مادر زاد کو جو چنگا کیا یا مردے کو زندہ کیا وہ
بھی کسی خاص عملی قاعدہ فن طب سے واقع ہوا ہوگا معجزہ نہ ہوگا
اور ان کے مقابلے مین اور طبیبون کا ایسا نادر معالجہ ظاہر نہ کر سکنا اس
احتمال کو رفع نہین کر سکتا ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح علی نبینا وعلیہ
السلام اور طبیبوں سے زائد اس فن خاص کے عالم ہون اور اعلیٰ درجے
کے اس فن خاص مین کمال رکھتے ہوں اور اس فن کے جاننے
والے انکا مقابلہ نکر سکتے ہون اور ایسے ہی موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام
کی شان مین اور انکے معجزات کے بارے مین بھی یہ خیال کر سکتے ہین
کہ وہ بھی اعیان کی تقلیب مین اور اپنے تصرفات مین بسائط عنصریہ
پر علم سحر کی اعلیٰ درجے کی واقفیت سے معاذ اللہ معاذ اللہ یہ نادر
آثار اور غرائب افعال ظاہر کر سکتے ہون حال آنکہ واجب تعالیٰ جل
شانہ یہ ساری ظاہری آثار اور اعجازی تصرفات موسوی کو ایک برہان

قوی قرار دی تھی موسوی معجزات کی تصدیق کے لیے اور دوسرے بطور حل مقصود کے جواب یہ ہے کہ ایسے اعمال سے اثبات نبوت کا قرار واقعی ہوتا ہے اور علم اس امر کا کہ یہ فعل واجب تعالیٰ اور تقدس کیطرف سے ہے اکتساب اور سیکھنے سکھلانے سے نہیں ہے اسطرح آسکتا ہے کہ جیسا فصاحت اور بلاغت کے فنون کے جاننے سے بعد دریافت اصل لغت اور زبان عرب کے اس کتاب پاک کا معجز ہونا اعلے درجۂ بلاغت اور خوبی مضامین مین جاننے والے کو حاصل ہو سکتا ہے ویسے ہی صرف بڑے فصیحوں اور بلیغوں اور اس نظم زبان عرب کے شاعرون کے اقرار اور اعتراف سے بھی یہ علم قطعی ہو سکتا ہے کہ یہ کلام مقدس ایسا معجز ہے کہ فصاحت اور بلاغت کی قاعدہ دانی سے ترکیب نہین پا سکتا جیسا ہمارا علم سارے انبیا کے معجزات کا بے تفاوت اسی طریق سے ہے بلکہ یہ معجزہ ہماری کتاب مقدس کا اور معجزات انبیا علیہم السلام سے قوی اور زور آور ہے کہ گویا ہم اس جلسۂ ظہور اعجاز اور مجلس معجزہ مین مشاہد اور حاضر تھے کیونکہ اس معجزۂ کتاب مقدس کو زوال نہین بلکہ ہمیشہ کے لیے جیسا سر آغاز اسلام میں تھا یہ اعجاز باقی ہے برخلاف معجزات اور انبیا علیہم السلام کے کہ صرف اُنکی حکایت اور نقل صحیح بذریعہ ہماری کتاب مقدس کے باقی ہے کہ موسی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام سے ان کے ثبوت رسالت مین یہ فعل قدرت نما جس سے سرکشونکی گردنین جھک جائین اور ان کے ثبوت نبوت کو وہی شاہد

قرار پائے نہ بطور حکایت کے ظاہر ہوا اور حکایت مشاہدے اور حضور کے
برابر نہیں ہو سکتی بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اور انبیا علیہم السلام کے معجزات
باایں ہمہ ضعیف ہونے کے اس معجزہ کے مقابل مین جیسا تصریح سابق
سے دریافت ہوا جسقدر زمانہ زائد گذرتا گیا ان مین اور بھی ضعف
آتا گیا کیونکہ بُعد زمانی سے حکایت کسی واقعے کی ہو ضعیف اور
کمزور ہوتی جاتی ہے اور معجزہ اس قرآن مجید اور کلام پاک کا اس کے
برعکس ہے اسلیے کہ زمانے کی وسعت اور درازی کے وجہ سے فصاحت
اور بلاغت کے جاننے والون کی کثرت ہوتی جاتی ہے اور وہ سارے
علما باایں ہمہ اپنی عاجزی کے اس کلام پاک کے مقابل اور نظیر لانے
سے معترف رہنے دوسری اصل معجزہ جیسا سر آغاز اسلام مین تھا ہنوز
موجود ہے نظر بران اس معجزے پر جزم و یقین بہ نسبت اور معجزات کے
قوی اور ارجح ہے اور اس تقریر سے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ
والتسلیم کے خاتم الانبیا ہونے کا راز مخفی بخلاف اور انبیا علیہم السلام
کے ظاہر ہو گیا کیونکہ اونکی زمان بعثت کی بُعد زمانے سے جو ان کے
معجزات کے ضعیف ہونے کی علت واقعی ہے اس انتہا کو پہنچی کہ
ان کے معجزات کا علم یقینی حاصل نہیں ہو سکتا سو واجب تعالی پہ
ضرور ہوا کہ کسی دوسرے پیغمبر اولوالعزم اور کسی دوسرے معجزے
کو ظاہر کرتا تاکہ آدمیوں کو اللہ جل شانہ پر کوئی حجت اس کے بعد باقی
نہ ہے بخلاف ہمارے حضرت کے اس معجزے کے کہ دنیا کے انقراض

تک جیسا سر آغاز اسلام اور ہمارے آنحضرت کے زمان بعثت مین تھا ویسے
ہی باقی ہے اور باقی رہیگا اسلیے اور کسی پیمبر کی ضرورت نہین اور نہ اور
کسی معجزے کی ہمیشہ کیے واسطے اور جو کوئی اس کلام پاک کے اعجاز سے
انکار کرے اس کا انکار ویسا ہی ہے جیسے اور معجزات کا انکار بعد
وانشگاف اور آشکارا دیکھ لینے کے واقع ہوا بلکہ اس سے بڑھکر اور اسی
مقام سے یہ امر بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا معجزہ از جنس کلام ہونا ضروری ہے کہ اس کا باقی رہنا ضروری ہے اور
اس کی نوع کا بقا اسی فرد مین منحصر ہے کہ نوع کلام کے سوا اور معجزات
معرض زوال مین ہین اور یہ بھی خاتم الانبیا ہونے کا سر مخفی ہے کہ ہمارے
حضرت کا معجزہ اور انبیا علیہم السلام کی معجزات کی جنس سے نہین ہے
اور نہ اورون کے لیے اسطرح کا معجزہ لائق ہے ورنہ وہی خاتم الانبیا
ہوتے سوای دانشمند یہان سے اپنے اذہان اصل مطلب کی طرف
منتقل کرو کہ حجت الٰہی تم پر تمام ہو چکی اور اللہ جل شانہ سیدہی راہ
جس کسی کو چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے اور انتہائی جواب تمہارا ایمانی
اس تقریر پر اسیقدر ہوگا کہ ہم کو اہل عرب کے فصحا کا اتفاق
اس کتاب مقدس کے مقابل قاصر اور عاجز ہونے کا علم نہین سوا اسکا
جواب پہلے بطور نقض کے یہ ہے کہ جو کوئی سحر اور فن طب سے واقف نہین
ہے وہ بھی ساحرون اور طبیبون کا اتفاق حضرت موسی اور جناب عیسی
مسیح کے معجزات کے مقابلے مین ان لوگون کے قاصر ہونے کو نہین جانتا

دوسری اس امر یعنی رسالت کے ثبوت کے واسطے ان لوگون کا اتفاق کہ
عقل انکا اکٹھا ہونا امر غیر واقعی پر تجویز نہین کر سکتی کافی ہے جیسا ہی
امر ثبوت رسالت مین اگلے انبیا کے لیے کافی خیال کیا جاتا ہے اور نیز
تھوڑی تفتیش تحقیق سے یہ امر دریافت ہو سکتا ہے سو تم لوگ آپ اسکی
تحقیق اور بہان بیان کر لو تم کو خود اس امر کا قطعی علم آجائیگا اور اس
امر کی واقعیت تو تم سے خود ہی ماخوذ ہے کہ عرب والونکی طبیعتوں کا
جھگڑالو اور ضدی ہونا آفتاب کی طرح ظاہر ہے اور اسلامی عالمونکا
بلند آواز سے پکارنا اس مقدس کتاب کے معارضے مین اس سے
بڑھکر ظاہر اور بااین ہمہ وہ سب عرب والے اس کلام پاک اور اس
معجزے کے مان لینے مین متفق ہو گئے پھر کون شبہے کی بات تم مین
باقی رہی اللہ جل شانہ سے ڈرو شاید تم رستگار ہو اور نیز یہ معجزہ
کتاب مقدس ہمارے آنحضرت کا عقلیات سے ہے اور اسکا ادراک
عقلا کے لئے خاص ہے کہ جو خداوند عالم کے مخصوص بندے ہین بخلاف
معجزات اور انبیائے کہ حسیات سے ہین اور ظاہر ہے کہ ظاہری کرشمہ
دیکھنے والے مقیدان حواس ہی ہین اور عقلا کے نزدیک وہ لوگ
عوام مین شمار کیے جاتے ہین خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگلے انبیا کے معجزات
کو کوئی اس معجزۂ خاص پر جانب ترجیح اور قوت نہین ہے ہان
عوام محسوسات کے زائد مالوف ہین بہ نسبت فہم معقولات کے
لیکن شک نہین ہے کہ خواص لوگ جو دانشمندون مین شمار کئے جاتے ہیں

اثبات قوة اعجاز قران بنسبت معجزات انبیاء سابقہ

انکے نزد معجزات معقولہ میں محسوسات سے زائد دوربین اور پرزور ہے سو
اگلے انبیا علیہم السلام کے معجزات عوام کی نگاہ میں بیشتر قوی ہین اور یہ
معجزہ خاص خواص کی نگاہ عقل دوربین میں پس خواص و عوام دونو کی
نگاہون کی ترجیح اور قوت ایک دوسرے پر عقلا پر آپ مخفی نہیں ہو سکتی
اور ہر گاہ ہمارے کلام پاک کی اعجاز کی قوت بہ نسبت اور معجزات انبیا کے
مختلف وجہون سے ظاہر ہو گئی سو اگر بعضے نا انصافون نے اور معجزات
انبیا کے مانند معجزہ لانے کی درخواست میں اسپر اکتفا نکی بس وہی لوگ
ہین جو امر خیر بالذات کو اس سے فروتر چیز سے مبادلہ چاہتے ہین پس
انبیا لوگ اگر اس سے اعراض کرین تو یہ امر ان کے لائق ہے پس
جب ہمارے حضرت نے اون لوگونکی ہٹ دھرمی سے انسے اعراض
کی اور اون کے ظہور درخواست کو واجب تعالی کی مشیت پر موقوف
کیا تو کوئی حرج نہین کیونکہ ان ضدی لوگونکی وہی مثل ہوئی کہ کوئی
چراغ کی روشنی طلب کرے دن کو عین دوپہر شعشان آفتاب میں
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
اور ظاہر ہے کہ منکر لوگون کی غرض سوائی تحکم اور بیباکی کے اللہ
جل شانہ پر اور کچھ نہین بلکہ اگر واجب تعالی ان کے مطلوب کے موافق
ظاہر بھی کر دیوے تو بھی اون کو یقین اور سوجھ نہ ہوگی بلکہ وہ لوگ
اپنی استعداد کے خراب ہو جانے سے تیسرے مرتبے اور چوتھے مرتبے
یونہی دلیلین طلب کیا کرین گے جس میں کوئی فائدہ نہین عقلا کے

نزدیک نہ کہ ایسے حکیم مشتاق کے اور تیسرے ہم کہتے ہین کہ دوسرے اور تیسرے
مقدمے سے جو عنوان تحریر مین بیان کرائے ہین بر سبیل تنزل قطع نظر
کرکے اور صرف پہلے ہی مقدمے پر اکتفا کرکے کہ اس مین شک نہین کہ
معجزہ کسی فن خاص کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ عام اس سے کہ از جنس
صوت اور کلام ہو یا از قسم تقلیب اعیان و تصرف فی الابدان ہرگاہ
تحدی اور معارضہ کے ساتھ ہو اور دوسرا منکر رسالت اس کا معارضہ
نہ کرسکے وہی معجزہ ہے اور اس مین بھی شک نہین کہ ہمارے جناب
سرور کائنات ہنگام اظہار نبوت ایک ایسا بے نظیر کلام پاک لائے
کہ اس کی کوئی نظیر نہ لاسکا سو اگر تم لوگ یہ کہو کہ جب عرب والونکے
سوا جو عجم کے رہنے والے ہین چونکہ اس فن بلاغت عرب سے واقف
نہین تو اس کلام پاک کے اعجاز پر کسطرح مطلع ہوسکتے ہین سو انپر یہ کتاب
حجت نہین ہوسکتی نظر بر آن آنحضرت کی بعثت بھی انپر نہین ثابت
ہوسکتی لیکن اس کا جواب اثبات رسالت کے ذمہ دارونکی طرف سے
یہ ہے کہ آنحضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی ایک ایسی
کتاب مقدس لائے کہ عرب والے اس کا معارضہ نہ کرسکے اور اسکی
نظیر پیش کرنے مین اپنے عجز و قصور کے معترف ہوئے تو آنحضرت کی
اظہار رسالت میں خاص عرب والوں پر واقعیت تو ثابت ہوگئی
اور جب آپکی رسالت خاص عرب پر ثابت ہوگئی تو سارے عالم پر
ثابت ہوگئی کیونکہ وہ کتاب مقدس خود بیان کرتی ہے وما ارسلناک

الا کافۃ للناس یعنی ہمنے تمھیں سارے آدمیوں پر عام اس سے کہ عرب ہوں یا عجم رسول کرکے مبعوث کیاہے تو سارے جہان کے لوگوں پر یہود ہوں یا نصاری بت پرست ہوں یا آتش پرست آپکی پیروی اور فرمان بری واجب ٹھیری کیونکہ بعد ثبوت نبوت کے عرب ہی والوں پر ہی آپ کے کلام پاک میں اظہار غیر واقعی کا تو احتمال ہو نہیں سکتا۔

ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ — نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اور نیز یہ امر مخفی نہیں کہ اگر ان دونوں مقدموں سے جو ضمن تمہید اور سر آغاز تحریر مین اثبات نبوت کے متعلق ہم بیان کرائے ہین قطع نظر کیا جائے تو اس طریق کے سوا ثبوت نبوت کسی نبی کا عام طور پر ممکن نہین ہاں اگر نص متواتر سے ثابت ہو سو نص متواتر جو عام طور پر نبوت سے خبر دیے وہ مشکل ہے پس ثبوت نبوت بھی مشکل ہوگا اور نیز اسلام کے مخالفین یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ عرب والوں کا عام طور پر اتفاق اس کتاب مقدس کے معارضے مین قاصر ہونے کا معلوم نہین۔ اور خاص اہل اسلام کا اتفاق اس امر پر ہم لوگون کے مقابلے مین کچھ مفید نہین اسلیے کہ ہم انکو اس اظہار مین سچا ہونا نہین جانتے کیونکہ ہم اس کے جواب مین بطور اگلے نقض کے کھینچینگے کہ عیسوی اور موسوی نبوت کے ثبوت مین عام طور پر اتفاق ساحرون اور طبیبون کا ان کے معارضے مین قاصر ہونے کا اس زمانے کے مخالفین نبوت عیسوی اور موسوی کو بھی معلوم نہین

اور اتفاق ان حضرات کی نبوت کے یقین کرنیوالوں کا بھی کچھ مفید نہیں
توان حضرات کی نبوت کا ثبوت بھی مشکل ہو جائیگا اور دوسرے
تحقیقی جواب یہہ ہے کہ اس امر کے یقین کرنے کے لیئے اتفاق ایک
بڑی جماعت کا جس کا اکٹھا ہونا امر غیر واقعی پر عقل نہین تجویز کرسکتی
کافی ہے چاہے وہ اہل اسلام ہی ہوں اسلیے کہ اصل مقصود معارضے
سے قاصر ہونے کا علم ہے سو جب ہم یقین کر چکے امر غیر واقعی پر
اکٹھا نہو سکنا ایک بڑی جماعت کا تو اصل مطلب کا یقین بھی حاصل
ہو گیا انتھی باقی آپ کے معجزات آپ کے آثار کمالات تصرفات کے
ضمن ہین اسلامی علمار نے اسی ضابطۂ عقلی سے جس سے اگلے واقعات
ہوں یا علوم ہر پابند مذہب اور ہر فلسفی طریق والے کو دریافت
ہوتے ہین اور اس کے سوا کوئی دریافت کا طریق نہین قریب چار
ہزار کے کتابوں اور دفتروں میں ضبط کئے گئے ہین اور دیکھنے والونکے
بیان سے تحقیق رجال سے بطور زبان بندی اظہار کے جیسا کسی
امر کی واقعیت کے اثبات میں گواہونکا اظہار کسی فریق عدالت کے
ثبوت دعوی میں عدالتوں میں قلمبند ہوتا ہے قلمبند ہوے ہین
ہر چند وہ معجزات خواہ قمر کا انشقاق ہو یا سنگ ریزوں کی تسبیح یا
بزغالۂ بریاں کا متکلم ہونا یا مردے کا زندہ ہونا یا معجزات موسوی
میں عصا کا اژدہا ہو جانا کچھ عقلاً بھی محال نہین اور جیسا وہ لوگ
جو خداوند عالم کی جاذبہ عنایت سے نیچر کی دلدل سے نکل آئے ہین

اور کسیقدر ان میں آشفتگی باقی ہے کہ وہ خداوند آلائشیوں سے پاک کرنیوالا اس
سے بھی انہیں پاک کردیگا بیان کرتے ہین کہ ایسے معجزات سے دلیل لانا قانون
قدرت اور فطرت کے خلاف ہے حال آنکہ یہ امر زینہار قانون فطرت کے خلاف
نہیں کیونکہ قطع نظر اس کے کہ وہ خداوند توانا اور قادر کیا یہ نہین کرسکتا کہ
سنگریزہ میں حیات اور قدرت اور کسی جسم خاص میں یہ دونوں صفتیں اور
گویائی کی قدرت پیدا کردے آخر اس کارخانۂ قدرت اور کارگاہ فطرت ہی مین
دیکھو اور غور کرو کہ باز روح سے جو ایک نباتی ثمر ہوتا ہے اور تخم ذرحت کنارے
بچھو پیدا ہوا کرتے ہیں اور گائی کے گوشت سے زنبور اور ڈھیلون سے چوہے
اور عفونات سے مکھیاں اور نطفے سے انسان سو وہ پروردگار توانا اور قادر
ہے اس امر پر کہ کسی مقدس نفس نبی کے اعجاز کے لیے جس مین خیر بالذات عالم
کے واسطے مضمر ہے کسی سنگریزہ یا کسی جسم خاص میں حیات اور قدرت وغیرہ
پیدا کردے اور جس نے سانپ کا پیدا ہونا عورت کے بالوں سے دیکھا ہوگا
یا فلسفے کی کتابون مین عجائب عالم کی سیر کی ہوگی وہ عصا کے اژدہا ہوجانے
یا بزغالۂ مسموم کے متکلم ہونے سے تعجب نکریگا اور خلاف قانون فطرت نکھیگا
کیونکہ لکڑی کو تو پیش ازین نفس نباتی سے تعلق بھی تھا اور بالونکو تو کچھ
بھی نہین اور نیز اجسام ایک دوسرے کے متماثل ہوا کرتے ہین جو ایک
جسم مین ممکن ہے دوسرے جسم میں بھی کچھ ممتنع نہین کہ حکم المثلین واحد ہر چند
جسم انسانی اعتدال مزاج کی وجہ سے ان صفات کی قابلیت زائد رکھتا ہے
اور ظاہر ہے کہ اعتدال حرارت اور رطوبت وغیرہ چارون طبیعتون کے

وجود پر موقوف ہے لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اور جسموں میں حرارت اور رطوبت
وغیرہ کی قابلیت نہیں ہے ممکن ہے کہ اس قابلیت کے ساتھ ہر جسم میں کسی مقدس
کی دعا اور ہمت کی تاثیر سے وہ امر قدرت نما ظاہر ہو جس سے سرکشوں کی گردنیں
جھک جائیں اور وہ فعل اعجاز نما انسانی قدرت سے بالاتر جان کے جس نفس قدس
کی تاثیر سے وہ فعل خداوندی ظاہر کیا گیا ہے اس کی خصوصیت اور وجاہت
خداوند بالادست کی بارگاہ میں مخاطبین احکام خداوندی کے اذہان مین
راسخ اور مضبوط ہو جائے باقی فوری تاثیر یا تدریجی تو اس عالم وجود میں
خود ہم لوگ دیکھا کرتے ہین کہ آفتاب سے تو پانی دیر کو گرم ہوتا ہے اور
آگ سے تو فوراً ہی گرم ہو جاتا ہے۔ سو خداوند عالم کی قدرت جو انسانی
قدرت سے لاکھ درجہ بڑھکر ہے انبیا علیہم السلام کے مقصود نافذ کرنے کے
لیئے ظاہر ہو تو کوئی استحالہ کی بات نہیں ہاں اگر معجزات انبیا علیہم السلام
کے مخالفت قانون قدرت سے اس قاعدے کی بنا پر ہے کہ اسباب اور
مسببات مین تلازم عقلی ہے اور یہ اقتران لازمی ہے کہ معقولیان خام کے محاورے
میں اسی کا نام قانون قدرت ہے سو یہ قاعدہ کوئی برہانی الثبوت نہیں اور
نہ قابل تسلیم کیونکہ اس نظام محسوس کارگاہ آفرینش میں ہمارے مشاہدے
میں کسی چیز کا اور اثر کا ظاہر ہونا کسی دوسری چیز کی معیت مین کچھ اس امر پر
قطعاً دلالت نہین کرتا کہ اس اثر کا وجود نفس الامر میں اسی دوسری سے
چیز سے ہے بلکہ مشاہدہ صرف اسی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اثر دو چیزوں کی
ملاقات سے جن کا نام سبب عادی اور مسبب عادی ہے خارج مین ظاہر

ہوا اس امر پر زنہار دلالت نہین کرتا کہ وہ اثر اسی سبب عادی سے نفس الامر مین پیدا ہوا ہے اور نہ اس امر پر کہ اس کے سوا کوئی علت موجود اس اثر کے لئے واقع اور نفس الامر مین نہین ہے کیونکہ اس امر مین معقولیون اور حضرات اسلامیون کے کوئی اختلاف نہیں کہ روح کا انسلاک اور مدرکہ اور محرکہ قوتونکا سریان حیوانات کے نطفے مین نہ طبیعت کے فعل سے ہے اور نہ باپ بیٹے کا وجود ہے بلکہ ارواح علویہ جو حوادث پر مقرر ہین انکے ذریعے سے یا بلا واسطہ خاص مبدا فیاض ہی کے فیض ابداع آثار آفرینش سے ہے حالانکہ ہر شخص جانتا ہی کہ یہ سارے آثار و معانی خواہ روح کا انسلاک ہو خواہ طبعی قوتونکا سریان حیوانات کے نطفے میں ہنگام انصباب نطفہ رحم مادر میں پیدا ہونا شروع ہوتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اقتران عادی آثار کے ظہور میں ایک چیز کا دوسری چیز سے اوس کے واقعی موجد ہونے پر دلالت نہین کرتا ہے اور نیز جب لاتناہی اشیاء برہان التطبیق کی روسے فلسفیونکی دانست میں بھی کوئی چیز نہین تو ظاہر ہے کہ اسباب اور مسببات کا سلسلہ سارے نظام محسوس میں اسی مبدا کل کیطرف منتہی ہوگا پس اجزای سلسلۂ واسطۂ فی الثبوت کے طور پر وسائط اور معدات ہونے کے اور کوئی کام نہین دیسکتے کہ وہ اسباب آپ ہی اپنے وجود مین اس مبدا فیاض کی نیاز مند اور اسکی فیض وجود در دولت کی دریوزہ گر ہین دیکھو عارف رومی کی تقریر دلپذیر اگر دل سخن پذیر ہو اس مقام پر اس مضمون سمجھانے کو کسقدر کافی ہے مثنوی۔

سنگ بر آہن زنی آتش جہد ہم بامر حق قدم بیرون نہد

سنگ و آهن خود سبب آمد ولیک — تو به بالاتر نگر ای مرد نیک
کاین سبب را آن سبب آورد پیش — بے سبب کی شد سبب هرگز ز خویش
آن سببها کانبیا را رهبر اند — آن سببها زین سببها برتر اند
آن سبب را محرم آمد عقلها — وآن سبب را گشت محرم انبیا
این سبب را آن سبب عامل کند — باز گاهے بے بر و عاطل کند
این سبب چه بود تبازی گو رسن — اندرین چه این رسن آمد بفن
گردش چرخه رسن را علت ست — چرخه گردان را ندیدن زلت ست
این سبب هائے مجازی در جهان — هان و هان زین چرخ سرگردان مدان

ذکر اثبات معجزات بطرز دگر

اور نیز دوسری روش سے معجزات کے امکان کی معقولی تقریر پھر عرض کرتا ہون کہ ہر گاہ و مبداء کل جو سارے نظام محسوس اور معقول کی نہایت ہی فاعل بالاختیار ہے نہ بایجاب اسلیے کہ اگر بالطبع اور بایجاب ہوتا تو اول یہ ہے کہ افعال نظام محسوس مین قابل مدح نہو سکتا جیسے جوہر نار کہ احراق مین اسے فاعل بالطبع کہتے ہین نہ باختیار اور ظاہر ہے کہ ادمی اس فعل مین کوئی قابل مدح نہین جانتا حال آنکہ وہ کون فلسفی ہے یا غیر فلسفی اس مبداء کل کی حسن ترتیب اور اعلی درجے کی خوبیون کا. اس نظام محسوس مین مداح اور رطب اللسان نہین دوسرے اگر فاعل بالاختیار نہوتا تو مبداء کل موثر موجب کی بقائی جاوید کی نظر سے سارے معلولات اور آثار کو بھی دوام ہوتا حال آنکہ تغیرات عالم اور انقلاب محسوس عدمی اور وجودی ہر زمانے مین بدیہی اور مشاہد ہین اور ایسی

نگاہوں کے سامنے واقع ہوا کرتے ہین کہ موقع انکار نہیں ہو سکتا سو جب فاعل
بالاختیار اور انتہائی سلسلۂ نظام محسوس نفس الامر مین اس کے سوا دوسرا نہین
اور سارے اجزاء نظام محسوس سلسلۂ اسباب میں رنگ ریز کی طرح کپڑے کے
رنگین کرنے مین صرف واسطہ فی الثبوت ہین پھر اگر اس نظام محسوس قانون
قدرت مین خیر بالذات ظاہر کرنے کے لئے کچھ الٹ پھیر اور انقلاب محسوس بھی
اس مبداء کل کی تصرفات سے واقع ہو تو عقلاً کوئی امر مزاحم نہیں ہو سکتا
اور اس کے سوا یہی تقریر اثبات معجزات کی دوسرے طور سے قانون عقل
کی روش سے لائق سننے اور سمجھنے اور غور کرنے کے ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ
اشیاء کا وجود عارضی ہے کیونکہ آمد و رفت وجود اور ماہیات ممیزہ کا نفس وجود سے ایک
علیحدہ چیز ہونا سارے اشیاء عالم میں اس مقدمے پر شاہد ہی ہین اور وجود عارضی بداہۃً
بغیر کسی موجود بالذات کے ممتنع ہے سو موجود بالذات حضرت مبداء کل
جل و علا اور اشیائے عالم وجود اور کمالات وجود مین اس سے
فیضیاب اور صفات وجود جیسے حیات اور قدرت حس و حرکت تکلم اور
گویائی ان صفتوں کو وجود سے ویسی ہی نسبت ہے جیسے صادر کو مصدر سے
ہوا کرتی ہے کیونکہ یہ صفات اگر وجود سے صادر نہین ہوئے تو ثبوت
صفات کے لئے وجود موصوف کی کیا ضرورت تھی بس وہی موجود بالذات
جس کو عرب کی اصطلاح مین حق جل شانہ کہتے ہین اور فلسفے کی اصطلاح مین
واجب بالذات جو مبدأ وجود ہے وہی بطریق اولیٰ مبداء صفات بھی ہے
پس حیات و قدرت حس و حرکت صفات وجود کسی چیز مین فوراً پیدا کر دینا

خصوص ایسے مقام پر کہ کسی جوہر پاک بندۂ خاص کی خصوصیت اپنی بارگاہ میں ان کے اظہار صداقت اور وجاہت کے لیئے درکار ہو اور جس سے گرفتاران عالم حس کے خیالات اور افعال کی اصلاح اس کرشمۂ قدرت نما کے مشاہدہ پر موقوف ہو تو نہ اس میں کوئی استحالے کی بات ہے اور نہ عقلاً دانشمندوں کو موقع انکار مع ہذا میری خاتمۂ تقریر کا خلاصہ مطلب یہ بھی ہے کہ یہ سب معجزات صحیح اور عقلاً جائز لیکن مخالف نافہم کے لیئے شعر

معجزہ از بہر قہر دشمن ست　　　　بوی جنیت بی دلبر دان ست

اللہ اللہ بوی جنیت افاضۂ فیض مبداء فیاض جل وعلا پر موقوف ہے لیکن عاقل اور دانشمندوں کے واسطے جیسے بارگاہ احمدی کے اصحاب فیض یاب کہ اکثر بڑے شاعر اور بلیغ اور فصیح اور خطیب تھے اور لطافت کلام اور رموز اور باریکیوں کے بڑے عارف اور ماہر آخر اس قران پاک کے اعجاز کو دیکھکر دنگ ہو گئے کہ ہر آیت اس کلام پاک کی انکی نگاہ میں ایک قوی برہان تھی اور ہر سورت سے اس کلام اعجاز نظام کی عصای موسوی کی تاثیر ظاہر ہوتی تھی اور ہر واقعہ کی حکایت دل کے روشن کرنیمیں ید بیضا سے کم نہ تھی باایں ہمہ شعر

جمال آنشاہد قران نقاب انگاہ بکشاید　　　　کہ دار الملک ایمان را بیابد خالی از غوغا

اب بعد ختم تقریر اثبات نبوت وہ شبہے اور اعتراضات جو مخالفین نبوت کے اذہان میں شیطانی خطرات کی طرح گذرتے ہیں ان کے جواب دانشمندی کی روش پر عرض کرتا ہوں بعضے مخالف اسلام اپنی تحریروں میں ہرزہ

سراہین کہ اگر قرآن پاک کا اعلیٰ درجۂ بلاغت اور حسن تنظم مین مرتب ہونا تسلیم کر
لیا جائے کہ اسکی نظیر اکثر افراد نوع انسان کے امکان سے باہر ہو تو ممکن ہے
کہ آنحضرت کے خدام کو یہ صناعت بلاغت کلام کا اعلیٰ درجہ انہیں باکتساب
حاصل ہو کہ اِس وورۂ نبوت کے مخالف لوگ اس کے مقابلے سے قاصر ہوں
اور یہ امر اکثر فنون مین اور بیشتر صناعتوں مین واقع ہوا کرتا ہے کہ کبھی
ایک شخص ان میں کسی صناعت خاص میں ایسا بے نظیر نکل آتا ہے کہ اس
قلمرو میں اس صناعت خاص میں جوہر فرد کی طرح منفرد ہوتا ہے اور
اس فن خاص کے دانشمندوں میں رئیس فی الصناعۃ قرار پاتا ہے کہ اسکی
وجاہت اور عظمت اس کے معاصر لوگ مٹا نہین سکتے سو یہ احتمال حضرت
کی جوہر ذات مین خیال کرنے کو کوئی امر مانع نہین سو اس شبہے کا جواب
زمین بوس بارگاہ نبوت کی طرف سے اس تقریر سے ادا ہوتا ہے کہ اگرچہ
صناعت بلاغت اور حسن کلام کی بنیاد متکلم کے جوہر فطرت اصل استعداد
پر مبنی ہے لیکن بلاغت اور فصاحت میں کمال اور اعلیٰ درجے کی
ترقی کے لیے اس فن خاص کا شغل و مشغلہ اور اس کام مین لگے رہنا
ہر عاقل کے نزدیک نہایت ضرور ہے جیسے طرح شعر و سخن کے ذوق میں اشعار
موزون کرنا اور خطبون اور تقریرونکی اعانت اور رسالون اور
خطبون کے درس و مدارست اور فصیح اور زبان آوروں سے گفتگو
اور فصاحت اور بلاغت والون پر روزمرہ بول چال میں تقریر و تحریر
میں بیشدستی کہ ان کاموں سے ملکۂ بلاغہ مین ترقی ہوا کرتی ہے اور

ایسا شخص موافق ابتدائی استعداد کے جو اس کی جوہر فطرت سر آغاز آفرینش
میں مضمر ہے زبان آوروں اور بلیغوں کے زمرے میں شامل ہوا کرتا ہے اور
ایسا شخص تحسین کلام اور بلاغت میں ہرگاہ ایسا بلند پایہ اور ترقی میں ممتاز ہو تو
ضرور ہے کہ کوئی اس کے نوعیہ افراد میں اس کا فی الجملہ نظیر بھی ہو اور کوئی
اس کے صنف اور قوم میں اس کا مانند بھی ہو اگرچہ بعض درجات اس فن
خاص میں اس سے کمتر ہی ہی اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم اگرچہ اصل فطرت میں اس فن خاص میں صاحب استعداد بھی ہوں
لیکن ہم آنحضرت کو ابتدائی پیدائش سے چالیس برس کی عمر تک جو سن
تحصیل اور شغلۂ فنون ہے زنہار ہم نہیں پاتے کہ آپ نے اس صناعت
بلاغت کا کبھی ایسا مشغلہ فرمایا ہو کہ جس سے اس اعلیٰ درجہ حسن کلام پر
فائز ہوئے ہوں اور نہ کبھی اس چالیس برس کی عمر میں آپ نے شعر سخن
سے قولاً یا روایتہً کسی سے مدد لی ہو اور اس فن خاص کے خطبے یا بلاغت
کے تقریر دینے کی طرف کبھی آپ نے توجہ فرمائی ہو اور ہم کسی مقام سے
دریافت نہیں کر سکتے کہ کبھی آپ نے فصیحوں کے مجاورے اور بلیغوں کی
بول چال کی طرف ذرا شوق کیا ہو حالانکہ آنحضرت ساری عمر ہماری
بیچ میں رونق افروز رہے کہ آپ کا حال اخبار و سیر کے جاننے والوں
اور آپ کے معاصر لوگوں پر مخفی نہیں رہ سکتا اور کیونکر چھپ سکتا ہے
حالانکہ جو کوئی اس خاص فن میں آپ کو مدد دیتا آفتاب نیمروز کی
طرح ضرور مشتہر ہو جاتا کہ ہمارے بہت بڑے فخر کا ذریعہ تھا سو جب آپ کی

عمر شریف چالیس برس کی ہوئی اور آپنے پیمبری کا دعوی کیا اور قرآن مجید کے
ساتھ مخالفوں سے تحدی اور معارضے کی درخواست کی تو صرف قرآن ہی
میں اس درجے کی بلاغت پائی کہ مخالف لوگ با این ہمہ کمال زباندانی اور
حسن بیان کے اس کے معارضے سے عاجز آگئے اور انہوں نے اسکی مخالفت
میں اپنی ہر طرح کی سعی اور وہمن گوارا کی اور نیز ہر منصف کی عقل سلیم پر
یہ بات مخفی نہین کہ قرآن پاک اس روش مین بلاغت و فصاحت کی ایسا بینظیر
ہے کہ نہ اشعار اور رجز کی روش پر ہے اور نہ خطبے اور تقریرون کے طرز پر اور
نہ کہین سے کوئی مثال تحریری یا تقریری اس طرز کی پائیجاتی ہے اور نہ سارے
عرب والوں کے بیچ مین یہ اسلوب اور یہ خاص روش جو نظم قرانی مین برتی
گئی ہے معہود تھی آیا آپ ہی اس طرز خاص کے پہلے مخترع اور ایجاد کرنیوالے
تھے کہ اس اعلے درجے کو اس طرز خاص مین پہنچے کہ بے نظیر ہوگئے سو یہ
دستور ہر چیز کے اختراع کرنیوالے کا زنہار نہین ہے بلکہ پہلے ہر چیز کے
اختراع کرنے والے کا دستور یہ ہے کہ اس سے ایجاد اور اختراع ہر چیز
کا تدریجی ہوتا ہے جیسے سچ کہ اس کے اطوار آفرینش میں آہستہ آہستہ
ترقی ہوتی جاتی ہے لیکن ایسا کسی چیز کا اختراع کرنیوالا کہ انتہا درجے کو
اس اختراع خاص میں ترقی کی ہو کہ اس سے بڑھکر نہ ہو سکے اور اس کے
بعد کوئی اعلے درجہ نہ ہو سو یہ امر کسی افراد نوع بشر کی مخترع لوگون مین
دستور نہین بلکہ کہہ سکتے ہین کہ بحسب استقرا البشر کے افراد مین غیر ممکن ہے
سو آنحضرت کا اس فن خاص میں اپنی گذشتہ عمر مین چالیس برس میں کبھی

متنقل و مشغلہ نکرنا اور قرآن پاک کا اس طرز خاص میں بے نظیر ہونا کہ جس کے
معارضے سے بڑے بڑے عرب کے زبان دان زبان آور قاصر رہے اس واہی
احتمال کو آپ باطل ٹھہراتا ہے اور ان شبہات کو بے اصل اور مہمل اور اگر
مخالف لوگ کہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نبوت کے اظہار دعوے
پیشتر آپنے روم کے شہروں میں تجارت کے لیے دو مرتبہ سفر فرمایا ہے اور
ہمیں خبر ملی ہے کہ بعضے دانشمندوں اور نصاری کے عالموں سے آپ سے
ملاقات ہوئی ہے جیسے درحقیقہ اور واقع میں بحیرا نامے نصاری کا ایک
عالم جو شام کے راستہ میں آنحضرت کو عرب کے تاجروں کے ساتھ ملاحظے کے
واسطے آیا کہ اسے آسمانی کتابوں کے ذریعے سے معلوم تھا کہ آپ ہی وہی فار
قلیط ہیں چنانچہ سولھویں باب میں یوحنا کی مرقوم ہے کہ حضرت عیسی مسیح
نے بشارت دی تھی کہ میرے بعد سارے جہان کے سردار ایک نبی امین
کے جن کا نام فارقلیط یعنی احمدؐ ہوگا جنکی عیسی مسیح علے بنینا و علیہ الصلوٰۃ
نے ہبیل میں خبر دی تھی اور آپ پچھلے زمانے کے عالی شان پیغمبر ہوں گے
جیسا آپ کے حالات میں تاریخوں میں مذکور ہے سو عرض مخالف کا خیال
کہ شاید آنحضرت نے خدا کی پناہ یہ قرآن پاک بحیرا سے نقل و تالیف کیا ہو اور
یہ شریعت مطہرہ آپ نے انھیں سے تعلیم پائی ہو سو جب اپنے شہر میں
واپس گئے تو آپنے رسالت کا دعوی کیا اور آپنے دعوی کی تائید میں اس
قرآن کریم کو پیش کیا اور اس شریعت غرا کو چونکہ آپ کے شہر میں کوئی دانشمند
صاحب معرفت نتھا جو قرآن کریم کا مقابلہ کرسکتا لہذا وہاں کے لوگوں کو

خیال ہوا کہ جو شریعت مطہرہ آنحضرت لائے ہیں وہ اللہ جل شانہ کی طرف سے ہے آدمی کا دخل نہیں اس کا شافی جواب اجمالی یہہ ہے کہ یہہ واہی قصہ فرسودہ پارینہ ہے دورہ نبوت میں ایک غلام رومی نصرانی جو اسلام کے دولت سے سرفراز ہوا تھا آپکی حضور میں کمال محبت سے حاضر ہوتا اور حالات انبیا اور ایمانیات کی تحقیق کرتا اوسپر یہہ افترا ہوا کہ وہ آپ کو یہہ قران پاک تعلیم کرتا ہے سو جواب اجمالی اوس کا معلم اول جل اعلی کیطرف سے قران کریم میں آپ ارشاد ہوا ولقد نعلم انہم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وہذا لسان عربی مبین کہ ہم تحقیق جانتے ہیں کہ بے ایمان لوگ افترا کرتے ہیں کہ ایک بشر آپ کو یہہ قران پاک تعلیم کرتا ہے حال آنکہ جسکی طرف انکا واہی خیال ہے وہ ایک مرد عجمی ہے اور یہہ قران ایسا فصیح عربی نبی روشن اور اسلوب کا علوم کی جامعیت کی ساتھہ ممکن نہیں کہ ایک عجمی تعلیم کر سکے اور جواب تفصیلی یہہ ہے کہ اس قران کریم کے مانند جو ایسے صفات فاضلہ پر مشتمل ہے جس کی تصریح ہمارے اس کلام میں گذر گئی اور بڑے بڑے عالم اور دانشمند علوم سیاست کے جاننے والے اس کی نظیر نہ لاسکے اور اس شریعت غرا کے مانند جو سچے عقائد اور عمدہ حالات اور عمدہ اخلاق اور ایسے عبادات پر جنکی حکمتیں اور اسرار مخفیہ ہم اہل اسلام کے دانشمندوں کے اسرار قرآنی کے دفتروں میں مشرح مذکور ہیں اور احکام جو نوع انسان کے خانگی اور ملکی بندوبست اور دنیا کی زندگی میں اور معاد کی اصلاح کو حاوی ہیں اگر کسی غیر سے سیکھنے

اور ایسی عمدہ تالیف تعلیم کے ذریعے سے ہم غیر واقعی طور پر فرض بھی کریں تو
ضرور ہے کہ اس تعلیم اور تالیف کے لیے ایک زمانۂ دراز درکار ہے سالہا سال کا
اگرچہ معلم اور استاد کیسا ہی بڑا دانشمند اور حکیم ہو اور تعلیم لینے والا انتہا کا
ذہین و ذکی حالانکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مکہ شریف اپنے وطن اصلی
سے ساری عمر میں جس میں آپ نے ہمارے بیچ میں بسر کی قریش کے تاجروں کے
ساتھ جو روم کے شہروں میں آتے جاتے تھے چند ہی روز غیبت واقع ہوئی
وہ چند روز وہی جو آمد رفت مکہ و روم اور کاروبار تجارت کے لیئے ضروری تھے
اور یہ زمانہ ہرگز کافی نہیں ہو سکتا کہ ایک بات بھی آپ کسی غیر سے تعلیم پا سکتے
اور ہر کوئی تعلیم کی صعوبت اور اس کے لیے کافی زمانہ کی ضرورت جانتا ہی
علاوہ اس کے لکھے پڑھے آدمی کے لیئے ایسا علم وسیع شریعت کا کسقدر
دشوار ہے اور کتنا زمانہ دراز اسکی تعلیم کو چاہیئے نہ کہ آنحضرت کہ آپ
ابتدا ہی سے پڑھے لکھے نہ تھے سو ساری شریعت کی تعلیم باایں ہمہ آپکے
امی ہونے کے اور اپنے وطن اصلی سے اسقدر کمی زمان غیبت کے ساتھ
عقل سلیم کیونکر تجویز کر سکتی ہے اور نیز ارباب انصاف غور فرمائیں کہ
کسی فرد نوع انسان کا نوشت و خواند کسی صناعتہ کا نہ جاننا اوس کا اظہار
عدم العلم صناعتہ کا کافی ہے نفس الامر میں جو لوگ مدعی ہوں کہ فلاں اس
صناعتہ کو جانتا تھا اوس کا ثبوت اور اوس کی اثبات کا مدعی ذمہ دار ہے
اور جیسا عرصہ دراز سے ہم سنتے آتے ہیں آپ کا امی ہونا اور بے پڑھا
لکھا ہونا جس کا آپ اپنے نفس نفیس کے بارے میں اظہار فرماتے تھے

اور جس کا قرآن پاک میں جو عام و خاص کے سامنے پڑھتے تھے بلفظ نبی امی مذکور
ہے اور نیز اثبات حجت میں اپنی شریعت مطہرہ کے کہ بشر کی تعلیم سے نہیں
ہے خداوند کریم کا ارشاد باعلان اظہار فرماتے تھے وما کنت تتلوا من
قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون کہ تم ای
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پیشتر کوئی کتاب پڑھے نہ تھے اور نہ لکھ سکتے تھے
ورنہ اہل باطل تمہاری نبوت میں شبہات پیدا کرتے غرض یہ آیت ہمارے
نزدیک بے شبہہ ثابت ہے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوۃ و التسلیم ہمارے
بیچ میں پیدا ہوئے حال آنکہ کسی مقام سے دریافت نہیں ہوتا کہ آپ نے
صناعت کتابت اور پڑھنے لکھنے کی طرف کبھی توجہ فرمائی ہو اور نہ کسی نے
آپ کو دیکھا اور نہ یہ نقل کیا گیا کہ آپ نے کبھی ایک سطر بھی لکھی ہو اور
اگر آپ اپنی اس قوم کے بیچ میں کہ جن میں اس فن خاص کے جاننے
والے بہت تھوڑے لوگ تھے لکھنا پڑھنا جانتے تو ہمیر آپ کا حال
مخفی نہ رہ سکتا حال آنکہ کوئی باعث اخفا نہ تھا اور اگر چہ اس کے اخفا کا
قصد ہوتا اور نفس الامر میں کیونکر قصد اخفا ہو سکتا تھا حال آنکہ اس کے
اظہار کا باعث ظاہر تھا کہ ایسی بے پڑھی لکھی جماعت میں اس صناعت
کی دانست اوصاف کمال میں ہے اور عقل کیونکر قبول کر سکتی ہے کہ آنحضرت
علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اس صناعت کی سیکھنے سے پیشتر آپنے مضبوط ارادہ
کیا کہ آپ اسے سیکھیں گے اور آپ اس کو چھپاتے بعد اس کے اس قرآن
اور اس شریعت کے سیکھنے میں آپ روم کے دانشمندوں سے اس

صناعت کے ذریعے سے مدد لیتے بعد اس کے دعوی رسالت فرماتے سو کیسے یہ
ارادہ تمام ہو سکتا تھا پھر آپ کے لکھنے پڑھنے کا اخفا پھر آپ کا سیکھنا اس
قرآن اور شریعت کا پھر اس کا اخفا پھر دعوی رسالت سو ایسی بات سوائے
جھگڑالو اور وہمی آدمی کے کوئی دوسرا کہہ نہیں سکتا علاوہ اس کے ایسے
معلم کے وجود کو جو ان سارے معارف اور علوم کا عالم اور اس کے اطراف کا جیسے
قرآن اور شریعت مطہرہ مشتمل ہے روم کے شہروں مین اور نہ کسی اور شہر مین
عقل تجویز کر سکتی ہے اور ہم کو بعد درخور داور میل جول کے روم والوں اور
نصاری سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ جس شریعت کے علم کو آنحضرت پروردگار
عالم کے حضور سے لائے ہین انکی ساری عالموں کے بیچ میں اس کا پتا نہیں
نہ کہ ان کے بعضے دانشمندوں میں بلکہ ان سے مخالطت کے بعد اور انکے
خبردار ہونے پر اس جامع شریعت کے ہم آپ دیکھتے ہین کہ اس جامع
شریعت کے حسن انتظام سے آپ ہی متعجب ہوتے ہین اور جسقدر احکام
اور قوانین انکی سلطنت کے شہروں کی سیاست اور بندوبست کے لیے مناسب
ہیں اس جامع شریعت سے اقتباس کیا کرتے ہین سو یہ شریعت کیونکر
انکے علماء کے پاس ہوتی اور وہ اس کو اپنے بیچ میں شایع اور مشتہر
نکرتے اور اس کو چھپا رکھتے کہ ظاہر نہ ہو اور اس کو آنحضرت اظہار فرماتے
اور پھر وہ لوگ اس جامع شریعت سے اقتباس کرتے علاوہ اس کے کہ
جن احکام اور عقائد کو آنحضرت خداوند بندہ نواز کی حضور سے لائے ہین
اکثر نصاری کے عقائد اور اعمال اور اخلاق کے مخالف ہین اور آنحضرت

ان کے عقائد اور اعمال کی مذمت میں احادیث مروی ہین سو عقل سلیم کیونکر
تجویز کر سکتی ہے کہ با این ہمہ اس مذمت کے اور اکثر مقام میں عقائد میں
مخالفت کی آنحضرت نے ان عقائد اور اعمال کو نصاری کے عالموں سے
اخذ کیا ہے اور تعلیم پائی ہے اور کون چیز ایسی نامعقول امر کی باعث
ہوی سو ایسے نامعقول واہی احتمالوں سے خدا کی پناہ اور اگر ان
سارے موانع سے جو آنحضرت کے جامع شریعت کے سیکھنے مین قوی مانع
ہین قطع نظر کیا جائے تو ایسے واہی احتمال کے واسطے ایک مانع قوی
تر موجود ہے کہ آپ اس شریعت مطہرہ اور قرآن پاک کو ایک بارہ نہین
لائے بلکہ آغاز دعوی رسالت سے جب تک آپ کا دین محمدی کامل اور
پورا ہو گیا متفرق اور جدا جدا اور بتدریج لائے ہین حوادث اور
واقعات کے مطابق جو آپ کے اور مخالفون کے بیچ مین پیدا ہوا کرتے
تھے یا ان کے موافق لوگوں کی حالت موجودہ کے اقتضا سے کہ کبھی کسی
دعوی پر استدلال تھا اور کبھی کسی شبہے کا رفع اور کبھی کسی سوال کا
جواب تھا اور علی ہذا القیاس تدریجی احکام واجب التعمیل سے متعلق ایک یا
آیت یا دو آیتین ایک سورت یا دو سورتین نازل ہوتی تھین اور
آپ مصالح اور واقعات اور نوازل کے موافق اور استفسار اور سوال
کے مطابق آپ کلام الہی ابلاغ فرماتے تھے خلاصہ یہ ہے کہ ہر حادثے کے
مناسب جو آپ کے دعوای رسالت کے زمانے مین واقع ہوئے شریعت
مطہرہ اور قرآن کریم کے اجزا نازل ہوا کرتے تھے اور یہ کیفیت ہم کو

قطعی طور پر معلوم ہے اور یہ خبریں آپ کے حالات نبوت اور آپ کی سیر کے دفتروں سے اسی ضابطہ عقلی کے رو سے جس سے واقعات آئندہ کی علما سے توثیق ہوا کرتی ہے ہم پر تواتر کے طور پر ظاہر ہو چکے سو ایسی حالت میں تمھارا سخن اس امر میں ہے کہ روم اور نصاری کے عالموں کو کس نے آئندہ کے واقعات سے جو تدریج واقع ہوئے اور جن امور کا ان کے مخالف اور موافق لوگوں کے بیچ میں اتفاق ہوا تعلیم کئے کہ انہوں نے ہر واقعے کے عنوان پر قرآن اور ایسی شریعت آپ کو تعلیم کی اور ہر سوال کا جواب کہ آئندہ یہ سوال پیدا ہوگا اور ہر شبہے کا رفع اور ہر واقعے کا حکم آئندہ زمانہ میں یقینی اور قطعی طور پر کہ جیسے مضبوط فکریں اور خیالات قائم ہوں آپ کو جتا دیا ہوا اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ بعضے حوادث ایسے واقع ہوا کرتے ہیں کہ قیامت تک انکے واقع ہونے کا کسی کے دل میں خطرہ بھی نہیں گذرتا اور جو کوئی ان سارے واقعات سے جو آپ کے دعوی رسالت کے زمانے میں واقع ہوئے خبردار ہے آپ جانتا ہے کہ بعضے نصاری کے عالموں کا ذہنی احاطہ زمان نبوت کے سارے واقعات پر اور ان واقعات کے اطراف اور لوازم کی یادداشت اور آپ کا استحضار قطعی محال ہے کہ سوائے جھگڑا لو دشمن نا معقول مخالف کے کوئی اس کا قائل نہیں ہو سکتا اور اگر تم لوگ ہرزہ سرا ہو کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والتسلیم کے بعضے اتباع میں ایک شخص سلمان فارسی یا ان کے سوا دوسرے تھے جو معارف اور سلطنتوں کے انتظامات میں اپنے گروہ میں مشہور تھے کہ خدا کی پناہ آپنے سارے واقعات کے احکام

اور جواب سوالات اور کلیتہ مسایل کی اور شبہات کی رفع کا طریق ان سے آپ نے تعلیم پایا ہو تو کون امر مانع کہ ہر چیز کو اپنے وقت پر انہین سے اخذ کیا ہو سو جب کبھی کوئی امر وارد او رنازل ہوا تو معاذ اللہ آپ کے خدام نے انہین کی طرف رجوع کی ہو اور اونھین سے پوچھا ہوا اور اونہون نے ہر حال کے مناسب تعلیم کیا ہو خدا کی پناہ ایسے شیطانی خطرات اور واہی خیالات سے ہم اس کے جواب میں کہینگے کہ ایسا وہم بیہودہ اور واہی خیال اپنے مقام پر نہایت سخیف ہے پہلے تو یہ امر ظاہر ہے کہ تعلیم اور سیکھنا علوم کا ایک جلسہ میں نہیں ہو سکتا اور نہ چند جلسون مین اور چھپ کے نہیں ہو سکتا بلکہ تعلیم جب ہی پوری ہوتی ہے کہ زمان دراز تک سکھلانے والے اور متعلم کے بیچ میں تکرار اور مذاکرہ ہوتا رہے اور اگر ایسا ہوتا تو لوگون مین ضرور مشہور ہو جاتا کہ آپ فلان شخص سے علوم شریعت تعلیم پاتے ہین حال آنکہ ایسا واقع نہیں ہوا دوسرے اگر یہ شخص آنحضرت مجمع العلوم کا سارے علوم سیاست اور اخلاق اور الہیات کا جو قران کریم اور شریعت مطہرہ مین مذکور ہے معلم ہوتا تو بہت بڑا فاضل محقق ہوتا کہ انکی طرف انگلیان اٹھتی حال آنکہ یہ شخص حضرت سلمان فارسی علوم شریعت میں ایسے اعلی درجے کے عالم نہ تھے اور نہ شریعت کے مشاہیر دانشمندون میں کہ ان کے مفصل حالات اور انکی دانست تفصیلی اسماء الرجال کے دفترون مین نہایت تحقیق کے ساتھ ہمکو معلوم ہے بلکہ آپ کے اتباع میں اور لوگ آپ کے فیض صحبت سے

علمی احاطہ احکام شریف مین بدرجہا اس سے زائد تھے کہ یہ سلمان فارسی آپ ان سے احکام شریعت اکتساب کیا کرتے تھے اور امور دین مین جس چیز کی ضرورت ہوتی ان سے فیضیاب ہوا کرتے تھے اور جیسے متعلم معلم کے سامنے بہ نیاز پیش آتا ہے ویسے ان صحابہ علمائے شریعت سے جو آنحضرت سے فیض یاب تھے بہ نیاز پیش آتے تھے اور نیز ہر سلیم العقل تجویز نہیں کر سکتی کہ اسقدر اپنا اخفائی حال کر سکے تیسرے اگر وہ اس مرتبے اور علم کے ہوتے تو آنحضرت اپنے اتباع مین ان کے مرتبے اور مقام مین تقدم سے مجبور ہوتے اور اگر آپ انکو مقدم نہ ٹھراتے تو وہ زنہار صبر نہ کرتے اور ہم تو انکو دیکھتے ہیں کہ آنحضرت کے اتباع مین یہ سلمان فارسی کم تر رتبہ مین شمار کئے جاتے ہین اور اسمین وہ رضامند رہے جو تھے ہم خود انہین سلمان فارسی کے قوم اور وطن والون سے انکے بعد ملے تو ہم نے ان لوگون کے پاس سارے علوم اور احکام اس جامع شریعت کے کچھ بھی نہ پائے اور ذری بھی ان علوم کا ان میں کہین سے کوئی اثر اور کوئی نمونہ نہ پایا بلکہ وہ لوگ آپ ہی اس جامع شریعت سے جو قوانین ان کے شہرون کے سیاست کے مناسب تھے اخذ کیا کرتے تھے سو یہ شخص یہ سارے علوم شریعت کہان سے لایا حال آنکہ انکی قوم ان علوم سے عاری تھی غرض جس کا ذہن تعصب کی کدورت سے پاک صاف ہوا اور اسکی عقل سلیم ہو انصاف کی روش پر ان بے سروپا احتمالون کو باطل ٹھراتا ہے اور ان سارے خطرات کو مہمل اللھم احفظنا من وساوس الشیاطین وخطرات انتھم خاتمہ تقریر غفر اللہ لنا بوجاھۃ رسولہ المصطفٰے

وحبیبہٖ بدر الدجی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ وآخر دعوانا
الحمد للہ رب العالمین۔ اشعار قدسیہ النجائیہ

تظلمت ہل من ناصر او مساعد — الوذ بہ من خوف سوء العواقب
فبت اری الاالحبیب محمدا — رسول الٰہ الخلق جم المناقب
بلاذ عباد اللہ ملجاء جوفہم — اذا جاء یوم شیبت فیہ الذوائب
اذا ما اتو نوحا وموسی وادما — وقد ہالہم ابصار تلک المنوائب
منہاک رسول اللہ ینجو لربہ — شفیعا وفتاحا لباب المواہب

قدیم فلسفیونکی منصفانہ آراء حضرات انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور مبادی نبوت
کے بارہ میں علامہ ابن رشید فلسفی رقم طراز ہیں کہ قدماء فلاسفہ کے نزدیک زنہار
کسی قسم کا تعرض کارخانہ نبوت الٰہی میں مناسب نہین کہ خوارق انبیاء علیہم السلام
شرع الٰہی کی مبادی ہین اوس میں تشکیک اور خوض کرنے والا سزا کی قابل ہے
جیسطرح اور شرائع عامہ الٰہیہ کا خوض کرنے والا ان مسائل اور کلی قضایا مین
کہ آیا واجب الوجود جل وعلیٰ موجود ہے کہ نہیں اور آیا سعادت عام ایسی کہ
دنیوی ہو یا اخروی موجود ہے کہ نہیں اور آیا فضائل خلقی ہون یا کسبی
قابل وجود ہین کہ نہیں حال آنکہ انکی بدیہی یا نظری وجود مین کوئی شبہہ
نہین اور انکے وجود کی کیفیت ایک امر الٰہی ہی کہ انسانی عقول اوس کی کماہی
ادراک سے عاجز ہین اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ مبادی اعمال جنسے نوع انسان
پائیگاہ فضیلت پر عروج کرتا ہے اوس کی حصول علم کی کوئی راہ نہین الا بعد
حصول فضیلت سو ضرور ہے کہ جو نوع انسان کے گرانمایگی اور فضیلیات کے

ذرایع ہیں قبل حصول فضیلت اون میں تعرض اور چون و چرا کا موقع نہیں اور
ہرگاہ عملی صنایع کی تکمیل نہیں ہوتی بغیر اون اوضاع اور اصول موضوعہ کی جو
معلم مدرسہ طلبہ کو اولی تعلیم میں تسلیم کرا لیتا ہے جیسے مبادی تصدیقیہ اصول موضوعہ
ہندسہ اقلیدس اور دیگر صناعات فلسفیہ میں سو عملی واجب التسلیم امور الہیہ
میں بطریق اولی اسی طرز پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ اور معجزات نبوۃ میں سب سے
ظاہر قران پاک خداوند جل واعلی کا کلام بلاغت ہے کہ اوس کا بدیہی خارق ہونا
بطریق سماع نہیں بلکہ حسب وجدانی اور عقلی اعتبار کی ذریعہ سے اوس کا معجز
ہونا ہر انسان عاقل پر ظاہر بلکہ اظہر ہی اور نیز اور معجزات نبوت سے
یہہ معجزہ خدا کی کتاب کا راجح اور فائق ہے اور عوام کے لیئے تو معجزات متواترہ
منقولہ موضوع ہیں اور خاص لوگون کے لیئے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی
واسطے دوسرا طریق ہے کہ دلائل مذکورہ الصدر تصویر پیمبری میں انہیں مضامین
سی معمور ہین جس کا خلاصہ و ماحصل اجمالی طرز پر اسی زائد نہیں کہ وہ اعمال
فاضلہ جو حامل نبوت کے اوس گرانمایہ صفت سی پیدا ہون جیسے نبی نبی ہوتا ہے
وہ یہہ کہ غیبی علوم اور واقعات کی تعلیم اور اون شرایع کا وضع کرنا جو راستی
درست کرداری حقیقہ حقہ نفس الامریہ کے موافق ہوت اور اون اعمال
فاضلہ کی تعلیم جن میں شخصی اور نوعی مدنی اور منزلی دینوی اور اخروی
سعادت ہو غرض قدیم فلسفی اس کی قائل اور ملتزم تھے کہ ایسی دو شرایع
ضروری اور مدنی ہین کہ جسے انسان مرتبہ النساۃ پر فائز ہوتا ہے اور
سعادت خاص کو پہنچتا ہے اور اون قدما کی یہی رائے تھی کہ انسان کے حیات

اور زندگی ٹھیک نہیں بغیر عملی فضائل کی اور دنیا اور آخرہ کے عیش نہیں۔
بغیر نظری فضائل کی اور یہ دونوں امر پورے نہیں ہوتی جب تک خلقی فضائل
حاصل نہوں اور خلقی فضائل بغیر خداوند جل وعلی معرفت تامہ اور اوس کی
تعظیم کے شرعی عبادتوں پر مذہب آسمانی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اسلیئے
جب شریعت اسلام اسکندریہ میں جو معدن علوم فلسفیہ تھا جلوہ فگن
ہوئے اور آفتاب اسلام سرزمین مصر میں چمکا اسکندریہ کے فلاسفر فوراً
دایرہ اسلام میں ور آئی اور اس گرانمایہ دولت سے کامیاب ہوگی جسطرح
ہماری شریعت غرا سے پہلی عیسوی شریعت جب روما اور روم کے
شہروں میں ظاہر ہوئی یونان و روم کے فلسفی فوراً عیسائی ہوگئی اور
عیسوی شریعت کی احکام میں سر تسلیم والحمد للہ رب العالمین شعر لقد
صرّت مقناطیسا لقلوبنا فلم ینبک ایاہا لیک تنزل فلسفہ الہیات وحی ایزدی اور
نبوت کی شانوں کا انکار ارسطو بھی معترف ہے اور سوای دہریوں اور خام
معتقدلیوں کی کوئی قدیم فلسفی رسالت ایزدی کا منکر نہیں بلکہ تحقیق حقائق
نبوت فلسفہ الہیات اور سیاست مدن کا جزو اعظم ہے چنانچہ افلاطون
الہی کی ایک تحریر بسیط شریعت الہی اور نبوت کی تحقیق میں جو نوامیس
کے نام سے بلند آوازہ ہے کمال جودت اور لطافت سے رقمطراز ہے
اور ارسطو بھی خاص کتاب میں اسی مضمون دلفروز میں اپنی اوستاد کا
ہمزبان ہے غرض اثبات امکان میں وحی ایزدی اور سفارت الہی کے
یہہ تقریر مصور تصویر پیمبری کے قلم سے نذر جوہر دراک ہے کہ ہر گاہ

رفع اعتراضات فلسفہ

فلسفہ الہیات میں ثابت اور مبرہن ہے اور علم وجدانی بھی اس امر کی تصدیق کر رہا ہے کہ نوع انسان کے بطون دماغ میں ایک قوۃ متخیلہ ہے اور ایک حس مشترک پہلی قوت کا فعل معانی اور صورتونکی ترکیب ہے اور دوسری قوت میں ساری محسوس چیزونکی صورتین حس ظاہری سے غیبت کے بعد اسی قوت میں فراہم اور مجتمع ہوتی ہین اور یہہ بھی ظاہر ہے مشائی اور اشراقی دونوکے اتفاق سے کہ نفوس ناطقہ انسانیۃ قضائے ملکوت کی جسے فلسفہ میں عالم عقول ونفوس کرکے تعبیر کرتا ہے وہین کی گران بہا جواہر میں ہین اور یہہ جواہر نفوس اصالۃً خاکدان سفلی کے اعراض واجزا سے نہین سو عقل سلیم کی روش پر نہار تعبید نہین ایسی جوہر نفس قوی کا وجود افراد نوع انسان میں کہ وہ جوہر نفس برزور مبادی عالیہ عقول مجردہ سے جنھین شرعاً ملایکہ کہتی ہین جنسیۃ ذاتی اور جوہری مناسبت کی وجہ سے ایک خاص حالت اور توجہ خاص میں متصل ہو اور سواحل بدنی اوس جوہر نفس کے برزور اور قوی ہونے کی وجہ سے اپنی مبدء اصلی کے طرف توجہ اور اتصال سے عائق ہون اور چونکہ عالم بالا ساری معارف اور غیبیہ علوم کا معدن اور مجمع خاص ہے اور یہان کے علوم اور معارف باعتبار ظلی وجود کی اور وہان کے اصالۃ کے انسانی عقول واذہان مین باعتبار اثبات کی وہین کی مختلف شاخین ہین کہ الاثبات فرع الثبوت ہو عقلاً کوئی امر مانع نہین کہ اوس آئینہ جوہر نفس قوی مین مبادی عالیہ سے اوس اتصال روحانی

مبادی عالیہ سے بلا واسطہ عقل وحواس انوار علوم منعکس ہون اور قوت متخیلہ مذکورہ بالا اون معانی کو مناسب صورتونکی ساتہہ نقل کرے بعد اوس کے متخیلہ سے وہ معانی حس مشترک مین جلوہ فگن ہون اور وہ معانی مناسب صورتونکی پردہ مین محسوس اور مشاہد ہون کہ جوہر نفس قوی ہونی کی وجہ سے حس مشترک کو ظاہری حواس کی تعلقات سے خلاص کر سکتا ہے اور حس مشترک مینہ ہر طرح کے صفائی اور جسے خیالی صورتون سے جوہر نفس کی قوت دار ہوتے سے ممکن ہے کچھ ممتنع نہین رسوا نہین معانی اور غیبی علوم کو وحی الہی اور جوہر نفس دراک کو پیغمبر اور نبی کہتے ہین اور خواب کی حالت ہر فرد انسان مین اس غیبی علوم اور بدیہی امکان نبوت کے ماخذ ہین گواہ عادل ہے اور بلا واسطہ عقل وحواس کے حالت خواب مین اون کا محض بیکار ہونا بالعلم وجدانی ظاہر ہے غیبی علوم کے امکان اور اسکا مبدء فیاض کے طرف سے یہہ حالت خواب انسان میں ایک نمونہ دلنشین ہے۔ اور ہر فرد نوع انسان حالت خواب مین عالم جسمانی محسوس کے تعلقات سے من وجہ فارغ ہونے کی وجہ سے غیبی واقعات گذشتہ اور پیش آیندہ حالات کی ادراک کہ وہ ہر صورت مین با صراحتہ تجربہ کیا کرتا ہے سیکڑون واقعات خواب تاریخی علوم میں ہر قوم کی جو فوراً یا بتدریج واقع ہوئی جبسوط اور مشہور ہین چنانچہ کاکرن انگریز تاتار اور چین کے یورشوں کے واقعات مین اپنی تاریخ میں توپخانہ کے کپتان کا خواب اور تعبیہ واقع ہونا ایک معقول

اور دلربا تقریرین بیان کر رہا ہے۔ اور واقع میں سوائے اوس شخص کے
جس کی دماغ کا مزاج خراب گیا ہے یا اوسکی تذکرا در قوت خیالیہ میں قصور
واقع ہے۔ جو آپکے واقعی اور اکاب کا جو بیداری میں پیشتر واقع ہوا کرتی
ہیں انکار نہین کرسکتا لیکن خواب اسی وجہ خاص سے کہ سواحل بدن سے فارع
ہونے کی وجہ سے مبدا اصلی سے کیقدر متصل ہوتا ہے۔ اکثر واقعی ہوتی ہین
اور بیشتر تین وجہ سے غیر واقعی ایک یہہ کہ جوہر نفس عام طور پر حواس کے
ذریعہ سے جن جزئی صورتون کو بیداری میں ادراک کیا کرتا ہے اور وہ صورتین
خزانہ خیال میں فراہم ہو رہتی ہین سو خواب میں وہی حس مشترک میں صورت
پذیر ہوتی ہین اور وہی نظر آتی ہین۔
یا بیداری مین جس فکر خیال میں انسان مشغول رہتا ہے سو خواب میں وہی
فکرین اور خیالی صورتین متمثل ہوا کرتی ہیں یا تیسرے مزاج دماغ کا خراب گیا ہے جیسے
سرسامی یا شدید بخار کا مبتلا کہ اوس کا تخیلہ خراب ہوگیا ہے سو وادی بخارات سے
غرض یہہ تینو قسم کے خواب خواب پریشان سے زاید نہین اور وہی ایزدی جوہر
نفس کے قوی ہونے کی وجہ سے چونکہ شواغل جسمانی اتصال عالم بالا کو بیداری
میں مانع نہین وہ ہمیشہ واقعی ہوتی ہے۔
باقی تصرفات انبیا ہیولائے عنصری مین جنھین خوارق اور معجزات کہتے ہین۔
امکان نبوت سے متعلق عقلاً اونکی تقریر یہہ ہے کہ ہر شخص تجربہ اور مشاہدہ
کرتا ہے کہ بیشتر نفسانی تصورات بعضی آثار اور حوادث کے سبب واقع
ہوتی ہین بغیر اس کے کہ کوئی جسمانی سبب اوس واقعی تاثیر کے لیے ظاہر

ہو جیسی انسان کی بدن مین غصہ و غم صرف تصور کی وجہ سے موثر ہو اکرتاہے
اور دونون حالتون میں جسم انسانی مین حرارت اور تسخین پیدا ہو جاتی ہے اور
جسطرح کوئی بلند مقام پر کسی کم عرض لکڑی پر چلتاہے تو بلندی سے گرجانے کا تصور
بیشتر اوقات گر پڑنے کا سبب واقع ہوتاہے اور اسی طرز پر کبھی صرف تصور
صحت موجب صحت ہوتاہے اور تصور بیماری باعث مرض غرض جب نفسانی
تصورات کی واقعی تاثیر اپنے جسم میں انسان آپ مشاہدہ کرتاہے حال آنکہ جوہر
نفس کو جسم انسانی سے علاقہ حلول نہیں بلکہ حافظ ترکیب مدبر محض ہے تو کچھ
بعید نہیں اور عقلاً کوئی امر مانع نہیں کہ بعضی جواہر نفوس انسانی نفوس قدسیہ
انبیاء علیہم السلام ایسی قوی ہوں کہ ہیولائی بدان کی طرح بسائط عنصری کی
مادہ خاص میں اون کا نفس قدسی بدیہی طور پر موثر ہو اور ہیولائی بدان کی
طرز پر مواد عنصری اونکی روحانی تاثیر کا مطیع اور منقاد ہو جائے اور اونکی
نفوس قدسیہ پر زور کی تاثیر سے مواد عنصری اثر پذیر ہو اور اونکی تصرفات جو
قدرتی ہے کہ مدبر عالم مبدء کل جل و علی کے ساتھ خصوصیت سے مخبر ہو عالم
کون فساد میں انفعالات غریب آشکارا طور پر واقع ہوں۔ عام اسی کہ وہ
روحانی تاثیرات زلزلہ کی قسم سے ہوں یا طوفان عام یا اخرار ارضی میں کسی
قطعہ ارض کے انخساف واقع ہو یا حیوان جماد ہو جائے یا جماد حیوان غرض
اس قسم کے خوارق اور قدرت نما تصرف جو حضرات انبیاء علیہم السلام سے متواتر
دفتر دن میں منقول ہیں کچھ عقلاً ممتنع نہیں اور واقع مین صرف مواد عنصری
کیا جب حضرت انبیاء کی قدرت اظہار خصوصیت ایزدی میں اون کے ساتھ

خدا وند جل و علی کی قدرت کا پرتو ہے تو افلاک اور کواکب میں اونکی قدرت نما تاثیر کو کوئی ضابطہ فلسفی مانع نہیں جسطرح معجزہ شق القمر ہماری سرور انبیار سے متواتر تاریخی دفتروں میں عام طور پر ماثور ہے اور یہہ قانون فلسفی کہ جسم کروی بسیط سے سوائی دوری حرکت کے طبعتہ کے اقتضا سے مستقیم حرکت صادر نہیں ہوسکتی اور قمری انشقاق میں اجزاء کے حرکت بخط مستقیم ضروری ہے اس تقریر کے یہہ فعل معارض نہیں کیونکہ اس حالت میں جو خارجی لگاو انشقاق واقع ہو تو کون امر مانع ہے کہ اہل اسلام اس واقعہ میں انشقاق قسری کے قائل ہیں انشقاق طبعی کے قائل نہیں اور اسکی سوا خرق والتیام اجرام افلاک کے استحالہ کے دلیل بھی مجروح اور کمزور ہے کہ انشقاق اجرام فلک میں حرکت آئینی ضروری ہے اور حرکت آئینی میں ایک جہتہ متروک دوسری مطلوب ہوا کرتی ہے تو پھر فلک اعلی محدد جہات ہو حالانکہ یہہ دلیل فلک اعلی محدد جہات کے لیئے موضوع ہے اور فلکی اجرام میں چل نہیں سکتی کہ خرق والتیام ممتنع ہو۔

بالخیر

داخلہ نمبر	(قیمت دو روپیہ چالی)
فن نمبر	
کتاب نمبر	

مولوی سید محمد احسان الدین صاحب علوی کاکوروی کے خلاصہ جات قوانین

اور عام تالیفات و تراجم

منتخب القوانین اس کتاب مین جملہ کتب مشروط الامتحان وکالت درجہ سوم کا خلاصہ کیا گیا ہے اسکا حق تالیف آئین دکن نے خرید کر لیا ہے قیمت عہ/ فی جلد مطبع مذکورہ سے طلب کیجا سکتی ہے۔

انتخاب قوانین اصولی - اس کتاب میں اصول قانون دادرسی سررشتہ کا خلاصہ نہایت جامع طور پر کیا گیا ہے اسکا حق تالیف مطبع رفیدہ بازار امرتسر نے خرید کیا ہے قیمت مہر مطبع مذکورہ سے طلب کیجا سکتی ہے۔

منتخب الاحکام - اس کتاب مین جملہ محکمہ جات سرکار عالی کے احکام وگشتیات کا خلاصہ ہے حق تالیف معتمد دکن نے خرید کیا ہے قیمت ۸ مطبع مذکور سے ملسکتی ہے۔

الاحسان - یہہ ایک تصوف کی جامع کتاب ہے جسمین تصوف کی ابتدائے نشو ونما کی تفصیل اور لفظ صوفی کی تحقیق اور اسلام سے تطبیق اور اسکی اصول پر بحث کیگئی ہے اس کتاب کے مضامین کو آجکل کی مذاق کی موافق بنانے کیلیے اکثر انگریزی کتابون سے بھی مدد لیگئی ہے۔ اور عقلا ثابت کیا گیا ہے کہ احکام الہی سائینس کے بالکل مطابق ہین حق تالیف مالک مطبع الناظر فلان لکھنو نے خرید کیا ہے قیمت فی جلد ۸ مہر ہے۔

مضامین سیاست مدن - یہہ ایک فارسی کتاب کا ترجمہ ہے جسمین اصول حکمرانی پر بحث کیگئی ہے اور آخر مین ایسے قواعد کے ہدایت ہے جسکی پابندی سے سکندر ہمیشہ مظفر و فتحیاب ہوتا تھا قیمت ۲/ خود مترجم سے ملسکتی ہے۔

امرزنگ نگ - یہہ ایک انگریزی کتاب کا نہایت سلیس اردو میں بامحاورہ ترجمہ ہے جسمین انگریزون کے مدبرانہ اصول حکمرانی پر بحث کیگئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ایسی بیدار مغز سلطنت روی زمین پر کوئی نہین ہے اس کا حق تالیف مالک مطبع انیس یسیل الہ نے خرید کیا ہے قیمت ۸ فی جلد ہے

مشیر امتحان - اس مین امتحان جوڈیشل سرکار عالی اور وکالت درجہ اول و دوم سوم و سررشتہ داری کی پرچہ جات امتحان حسب الحکم ہائیکورٹ من ابتدا سنہ ۱۳۰۴ف لغایت ۱۳۲۴ف اکیس سال کے مع قواعد امتحان مذکورہ جمع کی گئی ہین قیمت ۴ خود مولف سے (بہ پتہ رزیڈنسی بازار کند اسامی اسٹریٹ نمبر ۸۱۷ حیدر آباد دکن) ملسکتی ہے